محمد رسول اللہ ﷺ

تذکرہ مشائخ سیفیہ

ترجمہ و تالیف

حافظ محمد عرفان طریقتی قادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہار اسلام لاہور

غوث جہاں

حضرت مجدد دوراں

اخندزادہ سیف الرحمن مبارک

رضی اللہ عنہ

بہار اسلام پبلیکیشنز

1910 ڈی ون بلاک گرین ٹاؤن... لاہور

0322-0333-4229760

0322-0313-4642506

حضرت ابوبکر صدیق

حضرت سلیمان فارسی

حضرت امام قاسم

حضرت امام جعفر صادق

حضرت بایزید بسطامی

حضرت ابوالحسن خرقانی

حضرت ابو علی فارمدی

خواجہ یوسف ہمدانی

خواجہ عبدالخالق غجدوانی

خواجہ عارف ریوگری

خواجہ محمود انجیر فغنوی

خواجہ علی رامیتنی

خواجہ محمد بابا سماسی

خواجہ امیر کلال

خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند

خواجہ علاؤالدین عطار

خواجہ یعقوب چرخی

خواجہ عبیداللہ احرار

خواجہ زاہد وخشی

خواجہ درویش محمد

حضرت خواجہ امکنگی

خواجہ باقی باللہ

حضرت مجدد الف ثانی

خواجہ معصوم اول

خواجہ صبغۃ اللہ

خواجہ محمد اسماعیل

حاجی غلام محمد معصوم

شاہ غلام محمد

حاجی محمد صفی

حضرت ایشان شہید

حضرت میانجی

حضرت شمس الحق

حضرت شاہ رسول طالقانی

مولانا محمد ہاشم سمنگانی

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کا ایمان افروز تذکرہ

تذکرہ مشائخ سیفیہ

ترجمہ و تالیف

محمد عرفان طریقتی قادری
چیف ایڈیٹر
ماہنامہ بہار اسلام لاہور

بہار اسلام پبلیکشنز
1910/D-1 بلاک گجرپورہ
سکیم شیر شاہ روڈ لاہور
0333-0312-0322-4229760-0322-0313-4642506-0423-6844786

marfat.com

جملہ حقوق بحق مترجم ومؤلف محفوظ ھیں

نام کتاب.............. **تذکرۂ مشائخ سیفیہ**
تالیف.............. مولانا محمد عرفان طریقتی القادری
حسب الارشاد.............. ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی
اشاعت بارِاول.............. ستمبر2010ء شوال1413ھ بموقع عرس مولانا ہاشم سمنگانی
ٹائٹل ڈیزائنر.............. رانا محمد عمران
کمپوزنگ.............. محمد شہزاد
ناشر.............. بہاراسلام پبلی کیشنز 1910/D-1 گجرپورہ سکیم لاہور
پرنٹرز.............. نفیس دارالکتابت شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار
تعداد.............. 2000
قیمت.............. روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سیفیہ مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیرآباد شریف
اصغرعلی سیفی کیپ ہاؤس مرکزی آستانہ عالیہ فقیرآباد شریف
دارالعلوم جیلانیہ رضویہ نادرآباد بیدیاں روڈ لاہور کینٹ
آستانہ عالیہ سیفیہ بابافرید کالونی چونگی امرسدھو لاہور
دارالعلوم جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات بادشاہی روڈ ادھوال کلاں گجرات
مکتبہ سیفیہ مدنی سیفی پلازہ رحمٰن شہید روڈ گجرات
نیوالقمر بک کارپوریشن گنج بخش روڈ لاہور 0423-7355359

انجمن بہاراسلام و دارالعلوم جامعہ سیفیہ (رجسٹرڈ) 1910/D-1 بلاک گجرپورہ سکیم شیرشاہ روڈ لاہور
0333-0312-0322-4229760-0322-0313-4642506-0423-6844786

حسن ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	انتساب	6
2	غرض تالیف	7
3	عرض مؤلف	10
4	تقریظ	13
5	تقریظ	14
6	تقریظ	15
7	تقریظ	17
8	تقریظ	18
9	تقریظ	19
10	تقریظ	20
11	بہار اسلام اور اس کے بانی پر ایک نظر	21
12	بہار اسلام کے ارتقائی مراحل	26
13	مقدمہ (تصوف وصوفیاء پر ایک نظر)	39
14	حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	47
15	حاشیہ جات	55

marfat.com

16	حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ	61
17	حضرت سیدنا عمر بن خطاب ؓ	67
18	حضرت سیدنا عثمان غنی ؓ	71
19	حضرت سیدنا علی بن ابو طالب ؓ	73
20	خلفائے راشدین ؓ سے مروی احادیث کی تعداد	76
21	حضرت سیدنا سلمان فارسی ؓ	77
22	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم	85
23	حضرت امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر ؓ	87
24	حضرت طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی ؒ	90
25	حضرت خواجہ علی بن جعفر الخرقانی ؒ	97
26	حضرت شیخ فضل بن محمد طوسی عرف بوعلی فارمدی ؒ	101
27	حضرت خواجہ ابو یعقوب محمد یوسف ہمدانی ؒ	105
28	حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی ؒ	110
29	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری ؒ	112
30	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ	113
31	حضرت خواجہ علی النساج رامتینی ؒ	116
32	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی ؒ	117
33	حضرت خواجہ سید محمد امیر کلال ؒ	118

marfat.com

34	حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد بن محمد البخاری شاہِ نقشبند ؒ	119
35	حضرت خواجہ علاؤالدین محمد البخاری عرف خواجہ عطار ؒ	124
36	حضرت علامہ یعقوب چرخی لوگری ؒ	126
37	حضرت ناصرالدین عبیداللہ احرار ؒ	132
38	حضرت مولانا محمد زاہد وخشی حصاری ؒ	134
39	حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی ؒ	135
40	حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ عرف خواجہ امکنگی ؒ	136
41	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ ؒ	137
42	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی ؒ	140
43	حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم عرف معصوم اول ؒ	144
44	حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ ؒ	147
45	حضرت خواجہ محمد اسماعیل ؒ	150
46	حضرت خواجہ حاجی غلام محمد معصوم عرف معصوم ثانی ؒ	151
47	حضرت خواجہ شاہ غلام محمد ؒ	153
48	حضرت حاجی محمد صفی اللہ ؒ	155
49	حضرت شاہ ضیاء الحق عرف ایشان شہید ؒ	157
50	حضرت خواجہ حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جی ؒ	160
51	حضرت شاہ شمس الحق عرف حضرت صاحب کوہستان ؒ	162

marfat.com

52	حضرت مولانا شاہ رسول طالقانیؒ	166
53	حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ	173
54	حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارکؒ	181
55	حضرت مبارک صاحب اور محبت شیخ	183
56	ازدواجی زندگی	183
57	قطغن میں تشریف آوری	184
58	درس وتدریس	185
59	آپ مبارک کا تقویٰ	185
60	اوصاف کریمانہ	186
61	آپ کا بیعت کرنے کا طریقہ	186
62	سرکار مبارک کی خدمات	187
63	علمی مقام ومرتبہ	187
64	تفسیر قرآن میں آپ کی خدمات	189
65	علم حدیث میں گوہر افشانیاں	189
66	فقہ واصول فقہ	190
67	صرف ونحو پر نظر اور شریعت وطریقت	190
68	حب الوطن من الایمان	191
69	کرامات وخوارق عادات	192

marfat.com

70	نظر کیمیا اثر	193
71	جبین نیاز جھک گئی	193
72	وفات حسرت آیات	194
73		
74		
75		
76		
77		
78		

marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

شیخ الحدیث والقرآن محدث کبیر عالم اجل

فقیہ بے مثل پیر طریقت عامل شریعت

حضرت علامہ مولانا اخندزادہ

پیر سیف الرحمٰن مبارک

پیرارچی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام منسوب کرتا ہوں

جن کا آنا رحمتوں سے کم نہ تھا

جب گئے تو بجلیاں گرا گئے

خاک پائے اہل اللہ

محمد عرفان طریقتی القادری غفرلہ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ بہار اسلام لاہور

marfat.com

غرضِ تالیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوئی لگ بھگ 10 ماہ قبل کی بات ہے کہ استاذ مکرم محمد عباس مجددی سیفی صاحب سے حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب کی ذات و خدمات کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنی عظیم علمی شخصیت ہمارے درمیان موجود ہے مگر بدقسمتی سے ان کی خدمات پر کوئی قابل ذکر کام نہ ہوسکا اور ان کی ذات تعصب و عناد کی بھینٹ چڑھ گئی۔

بہت ساروں نے فقط سن سنا کر قلب و ذہن میں ایک ایسی ذات کا تصور قائم کرلیا جس میں علمی لیاقت اور عملی قیادت کے سوا سب کچھ ہو اور پھر اس خاکے کو ''پیر سیف الرحمٰن'' کا نام دے کر اختلافات کی آندھی چلا دی۔ اور بہت سے ایسے افراد بھی تھے جنہوں نے جانا اور پھر جان کر انجان بن گئے اور فقط حسد و جلن کی بنیاد پر مخالفت کی دیواریں کھڑی کر دیں۔

علماء میں اختلاف رحمت ہوتا ہے مگر جب یہ اختلاف مخالفت کی راہ پر چل نکلے تو ایسی زحمت بن جاتا ہے جس سے بچاؤ کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ اور یقیناً کچھ ایسا ہی حضرت پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب کے ساتھ ہوا اور وہ ''لوگوں'' کی مخالفت کا نشانہ بن گئے۔

بہر حال بات ہو رہی تھی ان کی ذات اور خدمات کے حوالے سے۔ تو ہم دونوں نے اس کمی کو شدت سے محسوس کیا اور دل میں مصمم ارادہ کیا کہ آپ کی خدمات پر بساط بھر کوشش ضرور کی جائے گی۔ ہم نے اپنے خیالات کا اظہار ''حضرت علامہ پیر عابد حسین رضوی سیفی'' سے کیا تو انہوں نے نہ صرف ہاں میں ہاں ملائی بلکہ ''باں'' (بازو) سے ''باں'' ملاتے ہوئے

marfat.com

اس کام میں تعاون کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔

پیر صاحب کے علاوہ شیخ الحدیث صاحبزادہ مولانا محمد حمید جان سیفی، استاذ العلماء علامہ صاحبزادہ احمد سعید یار جان سیفی، فاضل نوجوان مولانا صاحبزادہ سید احمد حسن پاچا سیفی، اور دیگر صاحبزادگان وخلفاء سے مشورہ کیا گیا تو انہوں نے محبت سے ''تھاپی'' دیتے ہوئے ہر قسم کے علمی وقلمی تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

ان احباب کی محبتوں اور ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی صاحب بانی وسرپرست اعلیٰ انجمن بہار اسلام کی کوششوں سے آج الحمدللہ درج موضوعات پر کام جاری وساری ہے۔

(1)...... حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کی مجددانہ صلاحیتیں

(2)...... حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کی فقہی بصیرت

(3)...... حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک فقہ حنفی کے نابغہ عصر محقق

(4)...... حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کی ترویج حدیث میں خدمات

(5)...... حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک بحیثیت مفسر قرآن

(6)...... استحکام پاکستان میں آپ کے خلفاء کا کردار

(7)...... تحفظ ختم نبوت اور اخندزادہ مبارک

(8)...... حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کے تجدیدی کارنامے

ان کے علاوہ متعدد قابل قدر موضوعات پر تحقیق وتدقیق کا سلسلہ جاری ہے۔ یاد رہے کہ یہ کام حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی شروع ہو چکا تھا۔

''تذکرہ مشائخ سیفیہ'' اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔ اس سے قبل ''عکس مجدد الف ثانی حضرت امام خراسانی'' کے نام سے تاریخی دستاویز داد تحسین وصول کر چکی ہے۔ اور ان شاء اللہ یہ کتاب بھی اہل محبت کیلئے سکون کا باعث ہوگی۔

marfat.com

اصل میں یہ سارا کریڈٹ حضرت ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی صاحب کو جاتا ہے جنہوں نے ''بہار اسلام'' کے پلیٹ فارم سے اس کام کی ابتداء فرمائی۔ اور ہر طرح کے تعاون کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اس کام میں سرعت کا باعث بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمر خضری عطا فرمائے اور اسی طرح خدمت اولیاء کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

طالب دعا و وفا

عبد ذوالمنن محمد عرفان طریقتی القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہار اسلام

مدرس دار العلوم جامعہ سیفیہ (رجسٹرڈ) گجر پورہ سکیم لاہور

marfat.com

عرضِ مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیہ حبیبہ الکریم

میرا سلسلۂ بیعت تو سلسلۂ عالیہ قادریہ سے ہے مگر سلسلۂ محبت ومودت ہر اس سلسلے سے ہے جو دین اسلام کی ترویج واشاعت میں سرگرم ہو اور مذہب اسلام کی روح (تصوف) کو لوگوں تک پھیلانے میں کوشاں ہو۔ غالباً 1998ء کی بات ہے جب میں حفظ قرآن کے سلسلہ میں ''مدرسہ سیفیہ تعلیم القرآن'' کے طلباء کی صف میں متمکن ہوا۔ (الحمد للہ! آج یہ مدرسہ ''دارالعلوم'' کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جہاں سینکڑوں طلباء وطالبات علم کی تشنگی بجھا رہے ہیں۔) اور تبھی سے مربی ومحسن ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی، صاحب کے توسط سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کے مشائخ وپیران سے میل ملاقات اور گفت وشنید کا سلسلہ جاری ہے۔

ہمارے ہاں ہر اتوار نماز فجر کے بعد ختم خواجگان اور محفل ذکر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسی دوران جب ایک روز محفل پاک سے فراغت ہوئی تو یہ سوال اٹھایا گیا کہ جن اولیاء و بزرگان دین کے ایصال ثواب اور ان سے حصول فیوض وبرکات کیلئے ختم خواجگان کا اہتمام کیا جاتا ہے کم از کم ان کے مفصل نہیں تو مجمل حالات سے تو واقفیت ہونی چاہیے۔ ہم لوگ دن رات ان احباب کی محبت کا راگ الاپتے ہیں مگر ان کی خدمات اور سوانح حیات سے مطلق بے نیاز نظر آتے ہیں۔

ان احوال کے پیش نظر استاذی المکرم حضرت علامہ ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی صاحب نے حکم ارشاد فرمایا کہ ان بزرگان نیک بخت کے حالات اور ان کی خدمات پر ایک

marfat.com

مختصر مگر جامع کتاب مرتب کرو۔ لہذا آپ کا حکم سر آنکھوں پر، میں اس کام میں مشغول ہو گیا۔

یہ غالباً نومبر 2009ء کی بات جب میں نے "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ" کے مشائخ کا تذکرہ تالیف کرنا شروع کیا۔ "ماہنامہ بہار اسلام" کے مضامین کی ترتیب و تدوین اور دیگر مصروفیات کا بوجھ سر پر اٹھائے آہستہ آہستہ اس ذمہ داری سے بھی عہدہ برآ ہونے کی کوشش جاری رہی۔

نصف کے قریب یہ کام مکمل ہو چکا تھا کہ رضائے الٰہی سے حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ واصل جنت ہو گئے۔ جس کے بعد اس کام میں تیزی لائی گئی تاکہ آپ کے ختم چہلم کے موقع پر اس کو منظر عام پر لایا جا سکے۔ مگر پھر "عکس مجدد الف ثانی" کی ترتیب و اشاعت کی وجہ سے یہ کام "پھر" پر ڈال دیا گیا اور عرس مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ تک مؤخر کیا گیا۔

مختلف کتبِ تواریخ و تراجم میں مغز ماری کرنے جیسا وقت طلب کام، اور وقت کی قلت کی بنیاد پر کچھ احباب نے مشورہ دیا کہ جن مشائخ کے حالات رہ گئے ہیں ان کے کیلئے علامہ علی محمد بلخی کی کتاب "تاریخ اولیاء" کا ترجمہ تحریر کر لیا جائے۔ لہذا ان کا مشورہ مانتے ہوئے باقی ماندہ مشائخ کے حالات کو "تاریخ اولیاء" سے اخذ کیا گیا۔ اور اب الحمد للہ سلسلۂ نقشبندیہ کے "مشائخ" کا تذکرہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اعتراف: بندہ حقیر پر تقصیر کو اپنی کم علمی اور کم فہمی کا اعتراف ہے۔ ممکن ہے میری کم علمی کی وجہ سے ترجمہ و ترتیب میں کچھ اغلاط رہ گئی ہوں جو کسی کی طبع نازک پر گراں گزریں۔ مگر میں علامہ شرف الدین بخاری کی زبانی، یہ اعتراف اور گزارش کرتا ہوں......

من بعجز و قصور معترفم

marfat.com

نے چونا دان و احمق خرفم

مجھے اپنی کمزوری اور کوتاہی کا اعتراف ہے، میں بے عقل، بے سمجھ بوڑے پاگل کی طرح نہیں ہوں۔

پیش ازیں گفتہ اند اہل سلف

عذر من صنف قد استہدف

اس سے پہلے بزرگ یہ فرما چکے ہیں کہ جس نے کتاب لکھی وہ (لوگوں کی باتوں) کا نشانہ بن گیا۔

لیک بر قدر خویش کوشیدن

بہ ز بیکاری و خموشیدن

لیکن اپنی سی کوشش کرنا کچھ نہ کرنے اور خموش رہنے سے بہتر ہے۔

من بقدر مجال کوشیدم

میں نے اپنی ،اقت کے مطابق کوشش کی ہے (اور بزرگوں کے حالات قلم بند کئے ہیں)

نہ کنی عیب گر تو بتوانی

اگر تمہارے پاس طاقت ہے تو میری کتاب سے عیب مت نکال بلکہ اس سے اچھی اور قیمتی کتاب تصنیف کردے۔

اللہ تعالٰی میری اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کو سالکین و عامیین کیلئے سود مند بنائے۔آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

عبد ذوالمنن: محمد عرفان طریقتی القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہار اسلام

marfat.com

تقریظ

جگر گوشۂ امام خراسان شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت علامہ مولانا محمد حمید جان السیفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز القدر مولانا محمد عرفان طریقتی کی تالیف ''تذکرہ مشائخ سیفیہ'' کے بعض مضامین کو میں نے عمیق نظر سے دیکھا اور خوب تر پایا۔ پاکستان کے سلاسل اربعہ کے مشائخ پر اردو میں خاصہ کام نظروں سے گزرا مگر مشائخ نقشبندیہ سیفیہ کی بعض شخصیات کا تذکرہ دیکھنے میں نہیں کیونکہ اس میں سے اکثر کا تعلق افغانستان ہے اور پاکستان کے کثیر علماء ومشائخ ان سے ناواقف ہیں۔ خصوصاً مولانا محمد ہاشم سمنگانی، مولانا شاہ رسول طالقانی، اور حضرت مولانا شمس الحق کوہستانی وغیرہ کا تذکرہ، اردو تو اردو، فارسی میں بھی سوائے علامہ بلخی کی تالیف کے نظروں سے نہیں گزرا۔ تو عزیز القدر نے بڑی محنت اور کوشش سے اس کو جمع کر کے ایک گلدستہ کی صورت پیش کیا۔

اس کام کو اشاعت کی وادیوں سے گزار کر سالکین تک پہنچانے میں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی سعی فرمائی ہے۔ جو قابل ستائش ہے۔

علامہ عباس سیفی صاحب کا کمال مؤلف مذکور کی تربیت میں واضح بول رہا ہے۔

عزیزم محمد عرفان طریقتی القادری کا تعلق اگرچہ سلسلہ قادریہ سے ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ بہار اسلام کے بانی مبانی علامہ محمد عباس مجددی سیفی صاحب کا کمال ہے کہ انہوں نے مؤلف سے سلسلہ نقشبندیہ پر کام کروالیا۔

اس سے قبل علامہ مجددی سیفی صاحب کی زیر سرپرستی ''ماہنامہ بہار اسلام'' نے بہت

marfat.com

کم عرصے میں ترقی کے زینے چڑھے ہیں۔ اور اب تصنیف و تالیف اور اشاعت کتب میں ان کی رفتار دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً وہ اس میدان میں بھی نمایاں حیثیت حاصل کرلیں گے۔ قبلہ والد گرامی حضور مجدد ملت حضرت اخندزادہ مبارک، مولانا محمد ہاشم سمنگانی اور مولانا شاہ رسول طالقانی علیہم الرحمہ پر مضامین ماہنامہ بہار اسلام میں اس سے پہلے شایع ہوچکے ہیں اور اب باقاعدہ ان حضرات کے حالات پر ایک کتاب کی صورت میں گلدستہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علامہ مجددی سیفی اور عزیز القدر طریقتی کے قلم میں اور طاقت وزور عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

(شیخ الحدیث) محمد حمید جان سیفی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ فقیر آباد

تقریظ ......

پیر طریقت رہبر شریعت جانشین اخندزادہ مبارک حضرت علامہ

صاحبزادہ محمد سعید حیدری سیفی دام ظلہ

میں مولانا محمد حمید جان کی تحریر کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ اراکین بہار اسلام کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین

(صاحبزادہ جسٹس) محمد سعید حیدری سیفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیفیہ لکھوڈیر فقیر آباد شریف

marfat.com

تقریظ ......☆

جگر پارۂ مجدد ملت استاذ العلماء پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ

صاحبزادہ محمد احمد سعید یار جان سیفی دام ظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشائخ نقشبندیہ پر اردو زبان میں بہت سے اکابرین نے کام کیا ہے۔ پروفیسر نور بخش توکلی کی تالیف تذکرہ مشائخ نقشبندیہ اور تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ وغیرہ اس موضوع پر اہم دستاویزات ہیں۔ مگر اردو زبان میں ہمارے مشائخ کا تذکرہ بہت کم تھا جس کی کمی ہم عرصہ دراز سے محسوس کر رہے تھے۔ اس پر مولانا محمد عرفان طریقتی کی کوشش قابل ستائش ہے۔ انہوں نے بہت کم وقت میں بہت زیادہ مواد جمع کیا اور اس کمی کو کافی حد تک پورا کر دیا ہے۔

ان میں سے اکثر مشائخ کا تذکرہ سینہ بسینہ چلا آ رہا تھا اور ان کی زیارت کرنے والے، مجلس اور صحبتوں میں بیٹھنے والے دن بدن دنیا سے رخصت ہوتے چلے جا رہے تھے۔ حضرت شاہ رسول طالقانی کا تذکرہ جاننے والے چند ایک افراد صرف باقی ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں جامع منقول ومعقول استاذ الکل علامہ عبدالحی زعفرانی، اور محدث کبیر مجدد ملت والد گرامی حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہما کا انتقال ہوا جن سے ان ہستیوں کا ذکر سننے کو مل جاتا تھا۔ یہ احباب ان کے تذکرے سینوں میں چھپائے ہی رخصت ہو گئے۔ علامہ علی محمد بلخی کی کچھ تحریریں ان مشائخ کے بارے موجود ہیں، لیکن وہ فارسی زبان میں ہیں۔

برادرم مولانا محمد عرفان طریقتی القادری نے ان فارسی تحریروں کا اردو ترجمہ کر کے سالکین پر احسان فرمایا اور ''تذکرہ مشائخ سیفیہ'' کے نام سے رنگا رنگ مہکتے ہوئے پھولوں سے ایک خوشبودار گلدان تیار فرمایا جس کی خوشبو سے ایک زمانہ مستفید ہوتا رہے گا۔ (اِنْ شاء

marfat.com

اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ بہار اسلام کے بانی پیر طریقت محمد عباس مجددی سیفی صاحب کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اس کارِ عظیم کو اشاعت کے مرحلوں سے گزار کر اس کے چاہنے والوں تک پہنچایا۔

والسلام مع الاکرام

(استاذ العلماء) محمد احمد سعید المعروف یار جان سیفی

آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد (لکھوڈیر) شریف رنگ روڈ لاہور

☆☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com

☆...... تقریظ

شیخ الحدیث والقرآن استاذ العلماء مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی

پیر محمد عابد حسین رضوی سیفی اطال اللہ عمرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر نظر کتاب ''تذکرہ مشائخ سیفیہ'' جس میں مشائخ کے مستند تذکروں سے استفادہ کیا گیا ہے، قابل قدر ذخیرہ ہے۔ اس میں بالخصوص علامہ علی محمد بلخی کی تصنیف ''تاریخ اولیاء'' سے استفادہ کیا گیا ہے۔ علامہ بلخی کی شخصیت سلسلہ سیفیہ میں انتہائی ثقہ اور جامع ہے۔ علامہ ندائے یارسول بعد الموت، احسن المعارب، تاریخ اولیاء، فتاویٰ سیفیہ اور معمولات سیفیہ وغیرہ کے علاوہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور ان کی شخصیت افغانستان، پاکستان روس کی آزاد ریاستوں ایران وغیرہ میں علماء اہلسنت میں مسلم ہے۔

عزیز القدر علامہ محمد عرفان طریقتی القادری نے ان کی تصنیف تاریخ اولیاء سے بالخصوص استفادہ کر کے مشائخ نقشبندیہ سیفیہ کا تذکرہ مرتب کیا ہے۔ امید ہے کہ مشائخ نقشبندیہ سیفیہ اور صوفیاء اس سے خوب استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فاضل نوجوان کی اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

خاک پائے صاحبدلاں

(ڈاکٹر مفتی پیر) محمد عابد حسین رضوی سیفی

خادم جامعہ جیلانیہ رضویہ بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

marfat.com

تقریظ ......☆

شیخ العلماء پیر طریقت عامل شریعت حضرت پیر

میاں محمد حنفی سیفی زید فیوضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے کچھ مشائخ کا تذکرہ فارسی زبان میں تھا جس سے ہر قاری مستفید ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔عرصہ دراز سے خواہش تھی کہ کوئی اللہ کا بندہ اٹھے اوران احوال و واقعات کا اردو ترجمہ کرے۔

حال ہی میں میرے پیارے اورعزیز القدر پیر بھائی علامہ محمد عباس مجددی سیفی بانی و سرپرست بہار اسلام، نے اطلاع دی کہ ہمارے ایک دوست فاضل جلیل علامہ محمد عرفان طریقتی القادری نے اس موضوع پر سعی کی ہے اور مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے حالات و واقعات کو تالیف کرنے کے ساتھ ساتھ فارسی تحریرات کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ سن کر مجھے کافی دلی سکون واطمینان محسوس ہوا۔اللہ تعالیٰ ایسے نوجوان اور سکالر دوستوں کی تحریروں میں برکت عطا فرمائے۔ میں ہمہ وقت ایسے دوستوں کیلئے دعا گو ہوں۔

خاک پائے صوفیائے سیفیہ

(شیخ العلماء پیر طریقت) میاں محمد حنفی سیفی

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

marfat.com

☆...... **تقریظ**

استاذ العلماء فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا غلام شبیر تبسم

علامہ محمد عرفان طریقتی نے بڑی محنت اور لگن سے صوفیائے نقشبند کی سوانح حیات کو زینت قرطاس کیا ہے۔ان کے مضامین کا اگرچہ طائرانہ نظر سے مطالعہ کیا لیکن موصوف مؤلف کی سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ جو عقیدت ومحبت اور جو احترام ہے وہ ان کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہوتا ہے۔

دیگر سلاسل کے اکابرین و بزرگان کی خدمات اور ان کی حیات کے مختلف گوشوں کو برصغیر پاک و ہند میں آشکار کیا گیا ۔لیکن سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے بزرگوں کی خدمات کو کتابوں کی زینت نہ بنایا گیا، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا تعلق افغانستان وکوہستان سے ہے۔علامہ موصوف نے بڑی جانفشانی سے علامہ بلخی کی کتاب ''تاریخ الاولیاء'' اور دیگر اکابرین کی کتب سے استفادہ کر کے ایک بہترین کتاب ''تذکرہ مشائخ سیفیہ'' تالیف کی ہے ۔یقیناً یہ کتاب تشنگان راہِ سلوک کیلئے بہت مفید ثابت ہوگی۔

علامہ محمد عباس مجددی سیفی صاحب پہلے بھی ''بہار اسلام'' کے نام سے مجلہ شائع کر رہے ہیں جو اور ان کی خدمت وکاوش اور محبت ولگن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔چونکہ علامہ محمد عرفان طریقتی القادری صاحب اس مجلہ کے چیف ایڈیٹر ہیں جنکی ذہانت وفطانت مجلہ کے مضامین کی ترتیب وتدوین سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ محمد عباس سیفی اور علامہ محمد عرفان طریقتی صاحب کو مزید خدمت دین اور خدمت بزرگان دین کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام: (علامہ) غلام شبیر تبسم فاضل بھیرہ شریف

marfat.com

☆...... **تقریظ**

استاذ العلماء نوجوان مذہبی سکالر

حضرت علامہ حافظ محمد عرفان اللہ عابدی سیفی

علامہ محمد عرفان طریقتی صاحب نے سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ کے حالات پر ایک کتاب ''تذکرہ مشائخ سیفیہ'' تالیف کی ہے۔ موصوف نے بڑی محنت سے اکابرین کی کتب کا مطالعہ کیا اور صوفیاء کی خدمات کا نچوڑ اس کتاب کی صورت میں ہم تک پہنچایا ہے۔

اس کتاب پر ہمارے اکابرین نے تقاریظ لکھیں ہیں جن میں صاحبزادہ مولانا محمد حمید جان سیفی، صاحبزادہ احمد سعید یار جان سیفی، میرے والد گرامی مفتی محمد عابد حسین صاحب، پیر میاں محمد حنفی سیفی اور علامہ غلام شبیر تبسم جیسی شخصیات شامل ہیں۔ ان احباب کا اس کتاب پر تقریظ لکھنا اس کی اہمت وافادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالی موصوف کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور ان کے علوم وفنون میں مزید برکتیں عطا فرمائیں۔

اصل میں یہ ساری کاوش علامہ محمد عباس مجددی سیفی صاحب کی ہے جو ''بہار اسلام کے پلیٹ فارم سے مختلف موضوعات پر مشتمل لٹریچر ''ماہنامہ بہار اسلام'' کی صورت میں اور مختلف کتب اپنی زیر نگرانی شائع کرتے رہتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کی تالیف ''عکس مجدد الف ثانی حضرت امام خراسانی'' شائع ہو کر داد تحسین وصول کر چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں احباب کو مزید خدمت دین متین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

(علامہ صاحبزادہ) حافظ محمد عرفان اللہ عابدی سیفی

فاضل بھیرہ شریف و ناظم اعلیٰ جامعہ جیلانیہ رضویہ بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

marfat.com

ادارہ بہار اسلام اور اس کے بانی پر ایک نظر

انجمن بہار اسلام پاکستان نے جتنے قلیل وقت میں ترقی کے زینے چڑھے ہیں اس نے بڑے بڑے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ لوگ انگشت بدندان انجمن بہار اسلام کو آسمان شہرت کی بلندیوں پر چمکتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

جس ہستی کی بدولت یہ ساری کامیابیاں انجمن کے حصے میں آئی ہیں ان کے مختصر حالات وواقعات سے آگاہی ضروری ہے۔ لہٰذا ان کے مختصر حالات آپ کے سامنے ہیں۔

اسم گرامی: آپ کا نام ''محمد عباس'' اور والد کا نام ''محمد یٰسین'' ہے۔ آپ کے دادا ''محمد اسماعیل'' اولیاء اللہ میں سے تھے۔

ولادت: آپ ولادت باسعادت 8-10-1972 کو شمالی لاہور کے علاقہ ''محلہ غوث پارک سنگھ پورہ'' میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم قاری محمد ریاض نقشبندی اور قاری محمد اسلم قادری صاحبان سے حاصل کی۔ گورنمنٹ نگہت پرائمری سکول سے ''پرائمری'' کا امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کیا۔ 1988ء میں میٹرک کا امتحان ''کیمبرج ہینسو سکول گجر پورہ چوک لاہور'' سے پاس کیا۔ درسِ نظامی کی ابتدائی کتب ''دار العلوم جامعہ جیلانیہ رضویہ'' لاہور کینٹ میں ''علامہ پیر عابد حسین رضوی سیفی'' صاحب سے پڑھیں۔ جبکہ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی عبد الکریم ابدالوی رحمۃ اللہ علیہ سے سماعتِ حدیث کی سعادت حاصل کی۔

بیعت وخلافت: 1988ء میں میٹرک کے امتحانات کے دوران کچھ دوستوں سے معلوم ہوا کہ شہر لاہور میں ایک ولی اللہ تشریف لائے ہیں جن دل سے (لوگوں کے مقولے کے

marfat.com

مطابق) اللہ، اللہ کی آوازیں آتی ہیں۔ جب آپ زیارت کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے تو دل سے اللہ اللہ کی آواز آتی تھی یا نہیں مگر اُن کے چہرے کا نور اور شریعت مطہرہ کی پابندی دیکھ کر اِن کی زبان پر ''سبحان اللہ'' ضرور جاری ہو گیا، جو کہ کسی اللہ کے ولی کو پہچاننے کا نبوی طریقہ ہے۔ حضور انور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ اللہ کا ولی وہ ہوتا جسے دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔

لہذا آپ نے ان بزرگوں کے دست حق پرست پر خود کو بیچ دیا۔ اس صاحب علم و عمل شخصیت لوگ ''حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

کسب فیض اور سند خلافت: حضرت علامہ ابو الرضا محمد عباس مجددی سیفی صاحب نے حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے خوب فیوضات و برکات حاصل کئے۔ آپ نے جس سرعت اور تیزی کے ساتھ ترقی کے زینے طے کئے اس کا اندازہ آپ کی اسناد خلافت پر نظر ڈالنے سے ہو جاتا ہے۔

آپ نے 1988ء میں بیعت کی اور محض ایک سال کے قلیل عرصے میں سلسلہ نقشبندیہ سے اسباق بدرجہ اتم مکمل کئے اور 1989ء میں سند اجازت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد دیگر سلاسل کے اسباق کو بھی تقریباً ایک ایک دو دو سال کے عرصے میں مکمل کئے اور 1990ء میں قادریہ، 1992 میں چشتیہ، 1994 میں سہروردیہ اور 1996ء میں خلافت مطلقہ سے سرفراز ہوئے۔ تب سے خدمت شریعت اور اقامت طریقت میں شب و روز صرف کر رہے ہیں۔

مختلف شعبہ جات میں خدمات: حضرت ابو الرضا، کو بچپن سے ہی اسلام اور اسلامیان سے محبت رہی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اسلامی شعبہ جات میں سے تقریباً ہر شعبے میں خدمات سر انجام دیں ہیں۔ جن کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

marfat.com

صلوٰۃ کمیٹی کا قیام: 12-8-1987 کو آپ نے بچوں میں نماز کا شعور بیدار کرنے اور رب کائنات کے سامنے جبین نیاز جھکانے کا ذوق پیدا کرنے کیلئے ''صلوٰۃ کمیٹی'' کا قیام فرمایا ۔اس کمیٹی میں آپ سمیت آپ کے مختلف دوستوں نے بے مثال کردار ادا کیا اور نوجوان نسل اور نوعمر بچوں میں نماز کا ایسا ولولہ پیدا کر دیا کہ ہر گھر سے ''نمازی بچے'' نکلنے لگے۔

دارالعلوم کا قیام: اسلامی خدمات میں مدرسہ یا دارالعلوم ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت ابوالرضا ،1992 میں ایک چھوٹے سے کمرے میں ''مدرسہ مدنیہ غوثیہ سیفیہ تعلیم القرآن'' کے نام سے ایک اکیڈمی کا آغاز کیا۔ یہ آپ کا خلوص اور محبت ہی تھی کہ چند ہی سالوں میں وہ لگایا ہوا پودہ تناور درخت بن کر لوگوں کے سامنے آشکار ہوا۔ آج وہ چھوٹا سا مدرسہ ''دارالعلوم جامعہ سیفیہ (رجسٹرڈ)'' کی شکل اختیار کر چکا ہے جہاں پر سینکڑوں طلباء و طالبات، ناظرہ، حفظ، تجوید و قرأت، درس نظامی اور علوم عصریہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان میں خدمات: 1993 میں آپ کو جمعیت علماء پاکستان حلقہ پی پی 120 کا نائب صدر بنایا گیا۔ اور پھر آپ کی خدمات کو دیکھتے ہوئے 1994 میں دوبارہ آپ کی سلیکشن ہوئی۔ آپ نے اس شعبہ میں بھی گرانمایہ خدمات انجام دیں۔

سنی جہاد کونسل کا نائب امیر: 1995 میں پیر سید علی رضا بخاری صاحب نے آپ کو ''سنی جہاد کونسل'' پنجاب کا نائب امیر مقرر کیا۔ جس میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں

انجمن غلامان رسول کا قیام: 1999 میں آپ نے اپنے دوستوں سے مل کر انجمن غلامان رسول ﷺ کے نام سے ایک تنظیم کا آغاز کیا جس کی خدمات آج تک لوگوں کے سینوں میں تازہ ہیں۔ اس انجمن نے درجنوں محافل میلاد اور کانفرنسز کا انعقاد کیا، جن میں وقت کے

marfat.com

جید علماء ومشائخ تشریف لاتے رہے۔

جامع مسجد گلزار مدینہ کا افتتاح: ایک چھوٹے کمرے سے شروع ہونے والے مدرسہ کے بانی کے خلوص کا صلہ اللہ جل شانہ نے یہ عطا فرمایا کہ تقریباً 17 مرلے پر مشتمل ایک پلاٹ مدرسہ ومسجد کیلئے آپ کو "الاٹ" کیا گیا۔ جہاں آپ نے "جامعہ مسجد گلزارِ مدینہ" کے نام سے اللہ کا گھر تعمیر کیا۔ 17 نومبر 2000 میں اس مسجد میں پہلی نماز "نمازِ مغرب" ادا کی گئی اور اسلامی تقویم کے لحاظ سے یہ وہی رات تھی جس رات اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز جیسی نعمت عطا فرمائی تھی یعنی 26 رجب المرجب معراج النبی ﷺ کی رات۔

اس مسجد ومدرسہ کا باقاعدہ افتتاح، پیر طریقت رہبر شریعت غوث جہاں حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک علیہ الرحمہ" نے اپنے دست اقدس سے فرمایا اور عشاء کی نماز باجماعت ادا فرمائی۔

یاد رہے کہ اسی تاریخ اور دن کو آستانہ عالیہ سیفیہ لکھوڈیر (فقیر آباد) کا افتتاح بھی حضرت مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔ اور ہمارے لئے اعزاز کی بات تھی آپ ان کاموں کیلئے خصوصی طور پر پشاور سے تشریف لائے تھے۔ (الحمد للہ علیٰ ذالک)

جماعت اہلسنت کا نائب امیر: حضرت ابوالرضا محمد عباس سیفی صاحب کو 2007 میں مرکزی جماعت اہلسنت شمالی لاہور کا نائب امیر چنا گیا۔ آپ نے یہ تمام ذمہ داریوں خندہ پیشانی سے اٹھائی اور پایۂ تکمیل تک پہنچا کر عہدہ براہوئے۔

انجمن بہار اسلام کا قیام: 2008 میں انجمن بہار اسلام وجود میں آئی بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ یہ وہی انجمن تھی جو اس سے قبل مختلف ناموں سے کام کرتی رہی اور 2008 میں اس کو "انجمن بہار اسلام" کا نام دیا گیا۔

marfat.com

ماہنامہ بہار اسلام لاہور: اسی انجمن کے زیر اہتمام ایک فرقہ پرستی سے پاک غیر سیاسی مجلّہ "ماہنامہ بہار اسلام" کے نام سے شائع ہوتا ہے، جواب کسی تعارف کا محتاج نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت کم وقت میں اس مجلّے کو تاریخی شہرت عطا فرمائی ہے۔ اور یہ مجلّہ پاکستان کے علاوہ، افغانستان، ہندوستان، انگلینڈ، برطانیہ، ہالینڈ سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا ذمہ لئے ہوئے ہے۔

بہار اسلام ویلفیئر سوسائٹی: ابھی چند ماہ قبل حضرت علامہ محمد عباس مجددی سیفی صاحب کی زیر سرپرستی "بہار اسلام ویلفیئر سوسائٹی" کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس کے تحت غریب بچیوں کی شادی کی تقریبات کیلئے تقریباً تمام سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مسلمان بھائی بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

حضرت ابوالرضا دام ظلہ کی خدمات کے چند گوشے نظر نواز کئے ہیں جن سے ان کی خدمات کا اندازہ لگانا کچھ مشکل امر نہیں۔

ازدواجی زندگی: "النکاح من سنتی" (نکاح میری سنت ہے۔ الحدیث) پر عمل کرتے ہوئے 19-9-2003 بروز جمعہ رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئے۔ اور زندگی کے ایک اور دور میں قدم رکھا۔

اولاد امجاد: شادی کے ایک سال بعد 2004 میں اللہ تعالیٰ نے چاند سے بیٹے کا تحفہ عطا فرمایا جس کا نام "محمد رضاء المصطفےٰ" متعین ہوا۔ اسی کی نسبت سے آپ کو "ابوالرضا" کہا جاتا ہے۔ 2006 اور 2008 میں بالترتیب ایک ایک بیٹی تولد ہوئی۔ اللہ کے فضل و کرم سے ابھی دو ماہ قبل 20 جون 2010 کو ایک اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام "فداء المصطفےٰ" تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام اولاد کو عمر خضری عطا فرمائے۔ آمین

marfat.com

انجمن بہارِ اسلام کے ارتقائی مراحل

(بہارِ اسلام کے ارتقائی مراحل کے عنوان سے یہ تحریر ماہنامہ بہارِ اسلام میں شائع ہو چکی ہے جس کے خالق صوفی محمد اختر علی سیفی القادری صاحب ہیں۔)

بچہ پیدا ہوتا ہے تو کوئی اسے چاند کہتا ہے تو کوئی رشکِ قمر، وہ کسی کی آنکھوں کا تارا ہوتا ہے اور کسی کی پلکوں کا جھومر، وہ فرزندِ نو پید مختلف مرحلوں اور زاویوں سے ہوتا ہوا ایک بھر پور نوجوان کی حیثیت اسے خود کو متعارف کرواتا ہے۔ لیکن ابتدائی مراحل میں وہ بہت سے اسماء سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بھانت بھانت کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ لیکن اپنے عروج اور علویت کی بلندیوں پر پہنچ کر جب وہ ایک نکھرے ہوئے کردار کی صورت سامنے آتا ہے تو ایک ہی نام اس کی پہچان بن جاتا ہے۔

انجمن بہارِ اسلام بھی اپنے ارتقائی مراحل سے گزر کر اپنی جوانی کی شاہراہ پر قدم ٹکا چاہتی ہے۔ اسے بھی بچپن میں کبھی ''صلوٰۃ کمیٹی'' کا نام دیا گیا تو کبھی ''انجمن غلامان رسول ﷺ'' کے نام سے پکارا گیا۔ کہیں ''انجمن تحفظ سنت مصطفیٰ ﷺ'' کی صورت میں شگوفہ انشائی ہو رہی ہے تو کہیں ''جماعت السالکین'' کے نام سے لالہ زار تشکیل دیئے جا رہے ہیں۔ مگر جب جگہ جگہ، گلی گلی، کوچہ کوچہ، نگر نگر، ڈگر ڈگر، مختلف ازمنہ میں بوئے ہوئے بیجوں نے اپنا رنگ روپ نکالا تو ہر سو بہار کا سماں پیدا ہو گیا اور ''انجمن بہارِ اسلام'' اپنے پورے قد کاٹھ کے ساتھ منصۂ شہود پر وارد ہو گئی۔ بلاشبہ یہ کوئی نئی انجمن یا تنظیم نہیں، بلکہ وہی آنکھ کا تارا اور پلکوں کا جھومر ہے جو نکھرے ہوئے کردار کے ساتھ جوانی کی منزلوں کو چھو رہی ہے۔

1988ء میں حلقہ غوث پارک میں صلوٰۃ کمیٹی کا صدر محمد عباس صاحب کو منتخب کیا

marfat.com

گیا تھا۔اس مردِ مجاہد کی بے پنہاں کوششوں اور انتھک محنت نے چند ہی ہفتوں میں ڈیڑھ سو سے زائد بچوں کو مسجد ونماز کی طرف مائل کر دیا تھا، وہی لگن، وہی درد، وہی شوق، وہی جذبہ ،وہی ہمت ، وہی محبت ،وہی جستجو آج بھی مردِ مجاہد حضرت پیر محمد عباس مجددی سیفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے چہرے پر عیاں ہے یہی وجہ ہے کہ قلیل عرصہ میں ماہنامہ بہار اسلام دن دوگنی رات چوگنی ترقی اور اعلیٰ پرواز پر گامزن ہے یہ ماہنامہ دفاتر ،سکولز ،لائبریریز اور گھروں میں بچوں بچیوں جوانوں ،مردوں ،عورتوں ، بوڑھے ،بوڑھیوں الغرض ہر عمر کے لوگوں کی اصلاح کی زینت بن رہا ہے۔ بلکہ غیر ممالک تک رسائی حاصل کر چکا ہے۔

عوام الناس کی دلچسپی کے اثرات امسال یوں نظر آئے کہ آج 22 ربیع الاوّل شریف تک 37 محافل کا انعقاد ہو چکا ہے جو کہ بھر پور رونق اور محبت کا مرکز تھیں محافل کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔انجمن بہار اسلام کا تبلیغی مشن انوکھا ہے جس کی مثال یوں ہے کہ کنواں پیاسے کے پاس اسکی پیاس بجھانے کے لئے جا رہا ہے۔یہی مشن انجمن بہار اسلام کا ہے کہ اپنے گھروں میں بغیر تکلفات کے محفل سجاؤ۔اپنے عزیز واقارب کو محفل میں دعوت دو ،اہل محلہ کو دعوت دو۔ میزبان لوگوں کو دعوت دیتا ہے تو انجمن بہار اسلام کے قائدین اُن لوگوں کو روحانی تربیتی درس دیتے ہیں اپنی زندگیوں کو جلا بخشنے کے طریقے بتلاتے ہیں جو لوگ انجمن بہار اسلام، ماہنامہ بہار سلام سے متعلق ہو گئے ہیں۔الحمد للہ نبی کریم ﷺ کے طفیل وہ شرعی لباس میں دکھائی دیتے ہیں اور اپنے قول وفعل میں تضاد کے خاتمہ کے ساتھ مخلوق خدا کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو چکے ہیں اور حتیٰ الامکان خود کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کوشاں ہیں، انجمن بہار اسلام کے تحت کاوشوں کو سراہتے ہوئے وطن عزیز کے اہم ترین میڈیا نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا ہے۔ آج انجمن بہار اسلام کے تمام اراکین وممبران روزنامہ جنگ ، نوائے وقت ،خبریں، وقت ،آواز ،اساس ،نیا اخبار ،انقلاب ، پاکستان ،اوصاف ، جناح ،

marfat.com

ایکسپریس اور ماہنامہ بہار اسلام کے علاوہ وقت، دنیا اور ایکسپریس چینلز کے نہایت ہی شکر گزار ہیں جنہوں نے انجمن بہار اسلام کے پیغام کو عوام الناس تک پہنچانے میں ہمیشہ ساتھ دیا۔ موقع کی مناسبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چند احوال کا ذکر کرنا چاہوں گا......

1987ء میں ہمارے محلہ کی جامع مسجد شیر ربانی میں محترم القام قبلہ قاری حافظ محمد ریاض نقشبندی صاحب امام مسجد تھے حضرت امام مسجد کی خصوصی محبت اور کاوش تھی کہ وہ فرداً فرداً ہر طالبعلم پر خصوصی توجہ دیتے اور مسجد میں خصوصی پروگراموں کا اہتمام ضرور فرماتے۔ وہ عید میلا دالنبی ﷺ، معراج مصطفےٰ ﷺ، شب برات شب قدر کے علاوہ محفل گیارھویں شریف اور جلسوں، نعت خوانی، تقاریر کے پروگرامز کرواتے۔ اور انہوں نے اپنی قیمتی کتب کو سب طالب علموں اور نمازیوں کے مطالعہ لئے وقف کر رکھا تھا۔ پیر محمد عباس صاحب اُس وقت کتب کے مطالعہ اور دیگر تقریبات میں پیش پیش دکھائی دیتے۔ استاد محترم حضور حافظ القاری محمد ریاض نقشبندی صاحب کی سرپرستی میں بچوں اور جوانوں و دیگر احباب کیلئے جامع مسجد شیر ربانی میں انجمن طلبائے اسلام کا یونٹ بھی متحرک تھا جو شوقین لوگوں کے شوق محبت کو گرم رکھتا۔ اُس وقت بندہ ناچیز اور محترمی جناب محمد عباس صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ محمد صدیق عمر، سید محمد اختر علی شاہ، اور محمد شمس (مرحوم) بھی یونٹ کے رکن بن گئے ہم سب کو کتب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ استاد محترم حافظ القاری محمد ریاض نقشبندی صاحب تقاریر و ثناء خوانی کا حکم بھی فرماتے۔ 20 نومبر 1988ء بروز اتوار ماہانہ محفل کا انعقاد کیا گیا تو جناب محترم محمد عباس صاحب جناب محمد صدیق عمر صاحب، محمد اکرم بیگ صاحب و دیگر کے ساتھ بندہ ناچیز کو بھی ثناء خوانی کا موقع ملا۔ 21 نومبر 1988ء بروز پیر اس ماہانہ محفل کو روزنامہ آفتاب لاہور نے بڑی کوریج دی۔

بعد ازاں استاد محترم جناب حافظ القاری محمد ریاض نقشبندی صاحب دامت برکاتہم

marfat.com

العالیہ جلد ہی اپنے آبائی شہر گجرات واپس تشریف لے گئے۔ان کے بعد جب حضرت علامہ مولانا قاری محمد اسلم نقشبندی صاحب جامع مسجد شیر ربانی کے امام منتخب ہوئے تو ان کی سرپرستی میں 16 دسمبر 1988ء جمعۃ المبارک کو صلوٰۃ کمیٹی کا انتخاب درجنوں افراد کی زیر نگرانی عمل میں لایا گیا اس انتخاب میں جناب محمد عباس صاحب کو صلوٰۃ کمیٹی کا صدر، اظہر علی خاں کو نائب صدر، سید اختر علی شاہ کو سیکرٹری جنرل، محمد صدیق عمر کو جوائنٹ سیکرٹری، اختر علی خاں کو سیکرٹری نشر واشاعت اور محمد رفیق کو خازن منتخب کیا گیا۔روزنامہ مشرق لاہور، مساوات لاہور نے 17 دسمبر 1988 ہفتہ کو حلقہ غوث پارک جامع مسجد شیر ربانی کی نو منتخب صلوٰۃ کمیٹی کی کوریج دی .روزنامہ مشرق لاہور نے 18 دسمبر 1988ء اتوار کو منعقدہ پہلی تقریب اس کیپشن کے ساتھ ''صلوٰۃ کمیٹی غوث پارک کے زیر اہتمام جامع مسجد شیر ربانی میں ایک تقریب سے علامہ محمد اسلم نقشبندی اور اختر علی خاں خطاب کر رہے ہیں جبکہ محمد عباس سٹیج پر بیٹھے ہیں'' ہمراہ خبر تصویر شائع کی۔روزنامہ مساوات، روزنامہ آفتاب، نے بھی 18 دسمبر 1988ء بروز اتوار اسی خبر کو شائع کیا۔صلوٰۃ کمیٹی کے اسی پروگرام کو روزنامہ امروز نے 19 دسمبر 1988ء پیر کو شائع کیا۔21 دسمبر 1988ء بدھ کو ماہانہ محفل تقسیم انعامات کا اہتمام کیا گیا جس کی خبر روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور، جنگ، مساوات نے 21 دسمبر 1988ء کو شائع کی۔ بعد از محفل 23 دسمبر 1988ء جمعۃ المبارک روزنامہ امروز، آفتاب لاہور نے کوریج دی صلوٰۃ کمیٹی کے پہلے ہفتے کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے جامع مسجد شیر ربانی لاہور کے صدر جناب الحاج شیخ شوکت علی (مرحوم) نے بچوں میں دستار فضیلت کے پہلے پروگرام کا انعقاد 24 دسمبر 1988 ہفتہ کو مسجد ہذا میں کیا جس میں حضرت علامہ بوعلی سیاح، علامہ محمد حنیف طاہر، حافظ محمد صدیق محمد صدیق عمر، محمد افتخار، اختر علی، محمد عثمان، شیخ شوکت علی کے علاوہ صدر صلوٰۃ کمیٹی جناب محمد عباس صاحب نے اپنے خصوصی خطاب میں بچوں کو نماز کی اہمیت سے آگاہ کرتے

marfat.com

ہوئے اس کی پابندی پر زور دیا اس موقع پر عمران لطیف، محمد اسحاق، محمد مشتاق، محمد ندیم، شہباز یونس، محبوب علی، محمد ریاض اور محمد نعیم کی دستار بندی کی گئی۔ تقریب میں سماجی کارکنان جناب ملک منیر احمد، ڈاکٹر مشتاق بھٹی، ملک اعجاز احمد اور ڈاکٹر نذیر بیگ صاحبان مہمان خصوصی تھے اس تقریب کو روزنامہ مساوات لاہور نے 25 دسمبر 1988ء اتوار کو کوریج دی روزنامہ مشرق لاہور نے 27 دسمبر 1988 بروز منگل بہترین 4 کالم تصویر اور خبر کیساتھ جلسہ و دستار بندی کے اس پروگرام کی کوریج دی جبکہ 29 دسمبر 1988ء بروز جمعرات روزنامہ آفتاب لاہور نے "صلوٰۃ کمیٹی غوث پارک کے زیر اہتمام" "بچے مستقبل کا معمار" اختر علی خاں کے مضمون کو بہترین ون تھرڈ پیج پر بمع تصویر شائع کیا۔ 7 جنوری 1989 ہفتہ کو روزنامہ امروز لاہور نے "صلوٰۃ کمیٹی جامع مسجد شیر ربانی" کے نام سے "صلوٰۃ کمیٹی کی کاوشوں سے ایک سو سے زائد بچوں میں نماز کا شوق پیدا ہو چکا ہے" ون تھرڈ پیج پر مضمون بمع تصویر شائع کر کے اراکین وممبران کی حوصلہ افزائی کی۔ اس میں خصوصی تصویر کی کیپشن "صلوٰۃ کمیٹی غوث پارک کے زیر اہتمام اس ماہ نماز پنجگانہ کی پابندی پر انعام حاصل کرنے والے بچوں کا محمد عباس صدر صلوٰۃ کمیٹی کے ہمراہ گروپ فوٹو" تھی۔ 19 جنوری 1989 جمعرات روزنامہ مشرق لاہور نے صلوٰۃ کمیٹی کے زیر اہتمام جلسہ بڑی گیارھویں شریف کی سروس دی. 12 فروری 1989ء اتوار روزنامہ امروز اور وفاق لاہور نے ماہانہ تقریب تقسیم اسناد وختم گیارھویں شریف کی سروس شائع کی۔ اسی اطلاع کو روزنامہ آفتاب نے 16 فروری 1989ء بروز جمعرات شائع کیا جو کہ 17 فروری 1989ء کو محفل تقسیم اسناد کی اور سلیمان رشدی کے خلاف تقریب کو روزنامہ آفتاب لاہور نے اس کیپشن "لاہور: غوث پارک میں صلوٰۃ کمیٹی کے زیر اہتمام شاتم رسول سلیمان رشدی کی کتاب کی مذمت کے سلسلہ میں منعقدہ جلسہ سے علامہ ممتاز احمد، علامہ محمد اسلم نقشبندی، اختر علی خاں، محمد عباس خطاب کر رہے ہیں" کے ساتھ بمع تصویر شائع کر کے

marfat.com

حوصلہ افزائی بخشی ۔صلوٰۃ کمیٹی غوث پارک کے زیر اہتمام پہلا بڑا پروگرام معراج مصطفےٰ ﷺ کا جلسہ 6 مارچ 1989 کو منعقد کرنے کیلئے روزنامہ امروز نے سروس دی ۔روزنامہ وفاق، پاکستان ٹائمز، جنگ، مشرق، آفتاب، مساوات لاہور نے 6 مارچ 1989ء پیر کو بطور سرور کوریج دی۔

معراج مصطفےٰ ﷺ کے جلسہ کے انعقاد کے بعد 9 مارچ 1989ء جمعرات کو روزنامہ مشرق لاہور نے اس کیپشن کے ساتھ ''صلوٰۃ کمیٹی جامع مسجد شیر ربانی غوث پارک لاہور میں جلسہ معراج النبی ﷺ سے پیر سید کبیر علی شاہ، اختر علی خاں، وسیم سجاد طاہر، محمد عباس ،اظہر علی خاں، اور حافظ زاہد خطاب کرر ہے ہیں اسٹیج پر شیخ شوکت علی اور حافظ زمان بیٹھے ہیں ''تصویر بمع خبر شائع کی ۔ 11 مارچ 1989ء ہفتہ روزنامہ مغربی پاکستان نے جلسہ معراج النبی ﷺ کے پروگرام کو تصویر بمع خبر شائع کیا روزنامہ آفتاب لاہور نے اسی پروگرام کو 12 مارچ 1989ء بروز اتوار کو کوریج دی اسی سلسلہ کو جاری وساری رکھتے ہوئے 7 فروری 1992 بروز جمعۃ المبارک کو محمد عباس صاحب کے اس بیان کو روزنامہ مشرق، مساوات اور پاکستان نے اہمیت دیتے ہوئے واضح الفاظ میں شائع کیا کہ ''مسلمانوں کو بسنت جیسا ہندو وانہ تہوار منانے سے گریز کرنا چاہیے'' بسنت کا تہوار منانے پر پابندی لگائی جائے'' پتنگ بازی پر شرطیں لگانے والوں کو سخت سزا دی جائے۔

آخر کار یہ سلسلۂ برق رفتار چلتا رہا اور اللہ پاک کے فضل وکرم سے باغبانپورہ لاہور کے ایک علاقہ غوث پارک سنگھ پورہ کے ایک مکان میں صلوٰۃ کمیٹی کے صدر جناب محترمی جناب محمد عباس صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مستقبل کے معماروں کی تعلیم وتربیت کیلئے 2 رمضان المبارک بمطابق 24 اگست 1992 کو ''مدرسہ مدنیہ غوثیہ سیفیہ تعلیم القرآن'' کا آغاز کیا جس کا افتتاح شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت علامہ

marfat.com

عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور نے اپنے دست مبارک سے فرمایا۔ استاد محترم حافظ القاری محمد ریاض نقشبندی صاحب کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مہتمم و بانی مدرسہ ہذا حضرت علامہ محمد عباس نے گہری دلچسپی اور دل و جان سے وابستگی کا والہانہ اظہار کیا، لہٰذا اہل علاقہ نے علمی تشنگی بجھانے کیلئے مدرسہ ہذا کی طرف رجوع کیا۔ مدرسہ کے زیر اہتمام 21 جنوری 1993 جمعرات ایک لائبریری ''یارسول اللہ ﷺ لائبریری'' کا افتتاح کیا گیا اور انجمن تحفظ سنت مصطفےٰ ﷺ کا قیام عمل میں لایا گیا 22 جنوری 1993ء جمعۃ المبارک روزنامہ مساوات لاہور نے لائبریری کے قیام کی خبر شائع کی بعد ازاں پیر محمد عباس صاحب لائبریری کی کتب کے مطالعہ میں کھوئے ہوئے نظر آتے تھے ۔29 جنوری 1993 جمعۃ المبارک مدرسہ مدنیہ غوثیہ سیفیہ تعلیم القرآن کے ناظم اعلیٰ جناب علامہ محمد عباس صاحب کو اہل علاقہ نے لاہور زکوۃ کمیٹی حلقہ غوث پارک باغبانپورہ کے یونٹ نمبر 140 کا چیر مین منتخب کیا جس کی خبر روزنامہ مشرق لاہور نے 30 جنوری 1993 ہفتہ کو شائع کی ۔ انجمن تحفظ سنتِ مصطفےٰ ﷺ کے زیر اہتمام 25 فروری 1993ء جمعرات کو مدرسہ مدنیہ غوثیہ سیفیہ تعلیم القرآن میں ایک ''نعتیہ مقابلہ'' کا اہتمام کیا گیا روزنامہ نوائے وقت لاہور اور روزنامہ مساوات لاہور، روزنامہ مشرق لاہور نے نعتیہ مقابلہ کا اشتہار 25 فروری 1993ء جمعرات کو شائع کیا۔ یہ پروگرام حضرت پیر میاں محمد حنفی سیفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (راوی ریان) کی صدارت میں منعقد ہوا حسب سابق ناظم اعلیٰ نے مدرسہ مدنیہ غوثیہ سیفیہ تعلیم القرآن میں بھی طلباء کی تربیت کیلئے قرآن خوانی، نعت خوانی، ذکر و فکر اور درود و سلام کی محافل کا سلسلہ جاری رکھا اکثر اوقات کوئز پروگرام کے تحت بچوں کی حوصلہ افزائی کیلئے تحائف وانعامات سے نوازا جاتا اسی سلسلہ میں 30 اگست 1993ء پیر 11 ربیع الاوّل 1414ھ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ کی محفل رات بھر سجائی گئی اس محفل

marfat.com

میں خصوصی نشست یہ تھی کہ ''آقائے کریم ﷺ کی دنیائے فانی میں تشریف آوری کے وقت محفل میں بوقت تہجد مکمل خاموشی اختیار کی گئی تا کہ حضور ﷺ کی آمد کا ادب اور خاموشی سے استقبال کیا جائے۔

محفل میلاد النبی ﷺ کی اس خبر کو روزنامہ مساوات لاہور نے 30 اگست 1993ء پیر کو شائع کیا 28 جنوری 1994 جمعۃ المبارک علامہ محمد عباس صاحب نے ''بسنت ہندوؤں کا تہوار ہے'' کے موضوع پر خطاب فرمایا جسے 29 جنوری 1994ء روزنامہ مساوات اور پاکستان لاہور نے شائع کیا۔ دین اسلام کی ترویج واشاعت کیلئے سرگرم عمل جناب محمد عباس سیفی مہتمم مدرسہ سیفیہ تعلیم القرآن نے 1998ء میں روزنامہ جمہور لاہور کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے اپیل کی کہ ایل ڈی اے کے ذریعہ مسجد کے لئے پلاٹ الاٹ کروایا جائے۔ رب کائنات نے علامہ محمد عباس سیفی کے مطالبہ کو حقیقت میں بدل دیا اور الحمد للہ ایل ڈی اے گجر پورہ سکیم کے بلاک نمبر ڈی ون میں پلاٹ نمبر 1910 کو مسجد کیلئے مختص کر دیا گیا اس مبارک جگہ میں مجدد عصر حاضر قیوم زماں حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے) نے 17 نومبر 2000ء جمعۃ المبارک کو اپنے دست روحانی ونورانی سے جامع مسجد گلزار مدینہ ودار العلوم جامعہ سیفیہ تعلیم القرآن کا سنگِ بنیاد رکھا اور صوفی محمد عباس سیفی صاحب کی دستار بندی کرتے ہوئے مسجد ومدرسہ کی بہتری اور کامیابی کیلئے خصوصی دعا فرمائی۔ پیرو مرشد کی نگاہ ودعا اور اللہ پاک کے فضل وکرم سے مدرسہ ہذا کی تعمیر وتکمیل سالوں کی بجائے چند مہینوں میں ہی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اب دوسری منزل اور مسجد ومدرسہ کی توسیع کے پیش نظر مسجد سے ملحقہ پلاٹ کی خرید کے لئے کوشش جاری ہے کیونکہ طلباء وطالبات کی مختلف کلاسز کیلئے مدرسہ کی جگہ ناکافی ہے۔ مدرسہ ہذا میں جہاں حفظ وناظرہ کی کلاسز پڑھائی جارہی ہیں۔ وہاں عالمہ فاضلہ کورس، ترجمۂ

marfat.com

قرآن کورس برائے طالبات اور درس نظامی کی تعلیم بھی پڑھائی جارہی ہے، جس پر عصری تعلیما کیلئے کلاسز کا انعقاد طرہ ہے۔ جب کہ یہ تمام کلاسز بچوں اور بچیوں کیلئے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال درجنوں طلباء وطالبات حفظ ناظرہ کی اسناد حاصل کر کے قرآنی تعلیمات سے فیض یاب ہی نہیں ہو رہے بلکہ مدرسہ کی کارکردگی کو اعلیٰ منصب بخش رہے ہیں۔ اسی کارکردگی کے پیشِ نظر اہل علاقہ عوام الناس کے دلوں میں ولولہ انگیز محبت دکھائی دیتی ہے۔

3 مئی 2003ء ہفتہ کو روزنامہ خبریں کے زیر اہتمام محفل نعت شریف کا اہتمام کیا گیا جس میں پیر محمد عباس سیفی صاحب کو خصوصی مدعو کیا گیا۔ اور 4 مئی 2003 اتوار کو روزنامہ خبریں نے کوریج دی ہے اسی طرح 5 جون 2003ء جمعرات کو محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ کا انعقاد روزنامہ پاکستان لاہور نے کیا جس میں مہمان خصوصی کے طور پر پیر محمد عباس مجددی سیفی صاحب کو مدعو فرمایا گیا۔ 12 جون 2003ء جمعرات کو روزنامہ پاکستان لاہور نے اس جشن میلاد النبی ﷺ کو کوریج دی۔ المختصر یکم مارچ 2008 ہفتہ پریس کلب لاہور میں سنی تحریک کے زیر اہتمام ڈنمارک کے خلاف سیمینار میں چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہار اسلام نے بھی شرکت کی جسے روزنامہ آواز لاہور نے 2 مارچ 2008 اتوار کو شائع کیا۔

خلاصہ کی بساط کو لپیٹتے ہوئے مختصر کرنا چاہوں گا کہ 19 اپریل 2009 کو "ماہنامہ بہار اسلام" کا پہلا سالانہ جشن منایا گیا جس میں شہید ملت مفتی اعظم پاکستان جناب ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید، عزت مآب حضرت پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب، پیر سید افضال حسین شاہ زنجانی صاحب، محترم المقام حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عارف نعیمی صاحب کے علاوہ درجنوں علماء ومشائخ عظام وکثیر تعداد سامعین نے شرکت کی۔ ماہنامہ بہار اسلام کے یک سالہ جشن کو روزنامہ نوائے وقت نے 21 اپریل 2009ء بروز منگل کو شائع فرمایا۔ جب کہ روزنامہ جناح لاہور نے دن کوارٹر پیج پر دین مبین ایڈیشن میں اس سالانہ جشن کو شائع کر کے انجمن

marfat.com

بہاراسلام کی بہترین حوصلہ افزائی فرمائی۔

12 جون 2009 جمعۃ المبارک کو حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب کو شہید کردیا گیا جس پر انجمن بہاراسلام کے ہر کارکن نے دل کی گہرائیوں سے اظہار افسوس کیا۔ روزنامہ نوائے وقت، آواز، جناح، اوصاف نے 14 جون 2009ء اتوار کو انجمن بہاراسلام کی طرف سے اظہار افسوک کی خبریں شائع کیں۔15 جون 2009ء پیر کو چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہاراسلام جناب پیر محمد عباس مجددی سیفی صاحب نے آستانہ عالیہ زنجانیہ سیفیہ میں ''تاجدار صداقت کانفرنس'' میں انجمن بہاراسلام کی طرف سے شرکت فرمائی جسے 16 جون 2009ء منگل کو روزنامہ خبریں، اور آواز لاہور نے 18 جون 2009 جمعرات کو شائع کیا۔ یکم اگست 2009ء روزنامہ نوائے وقت کی طرف سے موبائل نظریاتی تعلیمی یونٹس نے دار العلوم جامعہ سیفیہ لاہور کا دورہ کیا جسے روزنامہ نوائے وقت نے 2 اگست 2009ء اتوار کو بمع تصاویر پیر محمد عباس مجددی سیفی صاحب کے خطاب کو کوریج دی۔

انجمن بہاراسلام کے زیر اہتمام ہر سال شب بیداری کا پروگرام منعقد کیا جاتا ہے جس کے لئے روزنامہ نیا اخبار، روزنامہ آواز، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ پاکستان، روزنامہ جناح، روزنامہ خبریں نے 6 اگست 2009ء جمعرات کو شب برات کے انعقاد کے لئے خبریں شائع کیں۔ شب بیداری کے اس پروگرام کو روزنامہ وقت لاہور، روزنامہ آواز لاہور نے 8 اگست 2009 تصاویر کے ہمراہ کوریج دی۔ یکم ستمبر 2009ء بے غیرت ظالموں نے سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ حامد سعید کاظمی شاہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کردیا جس پر انجمن بہاراسلام نے زبردست مذمت کی۔ روزنامہ پاکستان اور جناح نے 3 ستمبر 2009 جمعرات روزنامہ نوائے وقت اور نیا اخبار لاہور نے 4 ستمبر 2009ء بروز جمعۃ المبارک جبکہ روزنامہ آواز نے 5 ستمبر 2009ء ہفتہ کو انجمن بہاراسلام کی طرف سے

marfat.com

پیر طریقت حضرت علامہ حامد سعید شاہ کاظمی صاحب پر قاتلانہ حملے کی مذمت شائع کی۔اور خبریں اخبار نے 8 ستمبر 2009ء بروز منگل انجمن بہار اسلام کے حوالہ سے جو خبر شائع کی اُس کا خلاصہ ''حامد سعید کاظمی پر قاتلانہ حملہ کرنیوالوں کو گرفتار کیا جائے'' تھا۔

انجمن کے زیر اہتمام ''دستار فضیلت ونزول قرآن کا جشن'' 17 ستمبر 2009ء بروز جمعرات جامعہ سیفیہ میں منعقد کرنے کی اطلاع روزنامہ اوصاف لاہور نے 16 ستمبر 2009ء بدھ، روزنامہ آواز، نوائے وقت، نیا اخبار لاہور نے 17 ستمبر 2009 جمعرات شائع کی، جبکہ دستارِ فضیلت پروگرام کو روزنامہ وقت لاہور، روزنامہ انقلاب لاہور، روزنامہ آواز لاہور نے 19 ستمبر 2009ء ہفتہ اور روزنامہ نوائے وقت، نیا اخبار لاہور نے 20 ستمبر 2009ء اتوار کو بمع تصاویر خبریں شائع کیں۔24 ستمبر 2009ء جمعرات روزنامہ آواز اور انقلاب لاہور نے عید الفطر کے موقع پر چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہار اسلام کے خطاب کو بمع سامعین تصویر شائع کی۔نماز عید الفطر کے موقع پر خطاب کی خبر روزنامہ ایکسپریس لاہور، وقت لاہور، اساس لاہور، آواز لاہور نے یکم دسمبر 2009ء کو شائع کی۔حضرت شاہ بلور علیہ الرحمہ کے 374ویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر انجمن بہار اسلام کے مرکزی قائدین کی حاضری اور خطاب کو روزنامہ خبریں لاہور نے 16 دسمبر 2009ء بدھ روزنامہ نیا اخبار نے 18 دسمبر 2009ء جمعۃ المبارک، آواز نے 31 جنوری 2010 اتوار کو شائع فرمایا۔ 13 جنوری 2010ء بدھ کو انجمن بہار اسلام کے ہنگامی اجلاس میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلے کو سراہا گیا جس کی روزنامہ آواز لاہور نے 14 جنوری 2010 جمعرات، اور روزنامہ آواز لاہور نے 15 جنوری 2010 جمعۃ المبارک کو ترتیج دی۔

انجمن بہار اسلام کے زیر اہتمام ڈنمارک میں خاکوں کی اشاعت کے خلاف جلوس نکالا گیا جس کی خبر روزنامہ نوائے وقت، اساس لاہور نے 6 فروری 2010 ہفتہ کو شائع کی جبکہ اسی

marfat.com

اخبار نے 7 فروری 2010 اتوار کو جلوس کی تصاویر بھی شائع کیں۔ روزنامہ پاکستان نے 11 فروری 2010 جمعرات کو جلوس کی تصاویر شائع کیں۔

ماشاء اللہ انجمن بہار اسلام کے زیر اہتمام 26 فروری 2010 جمعۃ المبارک کو مشعل بردار جلوس بسلسلہ عید میلاد النبی ﷺ کی خبر روزنامہ آواز لاہور نے 19 فروری جمعۃ المبارک کو شائع کی۔ انجمن بہار اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ حلقہ شیلر چوک میں محفل میلاد شریف کی کوریج کرتے ہوئے روزنامہ آواز لاہور نے 24 فروری 2010 بدھ کو تصویر شائع کی۔ فروری 2010ء حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب پر حملہ ہوا جس کی انجمن بہار اسلام نے بھرپور مذمت کی روزنامہ پاکستان لاہور نے 25 فروری 2010 جمعرات کو انجمن کی طرف سے مذمت کی خبر شائع کی۔ نیا اخبار لاہور نے 26 فروری 2010ء بروز جمعۃ المبارک انجمن بہار اسلام کے ایک پروگرام کو کوریج دی۔ روزنامہ آواز لاہور نے 27 فروری 2010ء ہفتہ میلاد شریف کے موقع پر انجمن بہار اسلام کے مشعل بردار جلوس کو کوریج دی۔ روزنامہ نیا اخبار لاہور نے جلوس کی تصاویر 28 فروری 2010 اتوار روزنامہ اساس، پاکستان، جناح لاہور نے اس مشعل بردار جلوس کی کوریج 2 مارچ 2010ء منگل کو کی۔ جبکہ نوائے وقت لاہور نے اس جلوس کو 3 مارچ بدھ کو شائع کیا۔ انجمن بہار اسلام کے زیر اہتمام روزنامہ آواز لاہور نے یکم مارچ 2010ء پیر کو بھی ایک محفل میلاد شریف کی کوریج دی ہے اس طرح انجمن بہار اسلام ہو یا ماہنامہ بہار اسلام دار العلوم جامعہ سیفیہ گجرپورہ ہو یا جامعہ مسجد گلزار مدینہ، انجمن تحفظ سنت مصطفےٰ ﷺ ہو یا صلوٰۃ کمیٹی غوث پارک، لاہور کے مشہور و معروف اخبارات ہوں یا ٹی وی چینلز خدا کے فضل و کرم سے صدائے حق عام کرنے کیلئے کم و بیش 22 سال سے ایک ساتھ کوشاں ہیں

انجمن بہار اسلام اور ماہنامہ بہار اسلام نے ماضی کی غلطیوں کی تلافی اور پاک

marfat.com

صاف زندگی کے لئے ہر موقع پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کبھی تو میلاد مصطفےٰ علیہ کے جشن منائے جا رہے ہیں کہیں سرکار کی آمد پر مرحبا مرحبا آمد مصطفےٰ علیہ کی صداؤں سے گونجتے ہوئے جلوس محبت کا ولولہ دکھائی دے رہے ہیں کہیں شب بارات اور شب معراج بڑی بڑی محافل میں بارگاہ خداوندی میں استغفار کی جارہی ہوتی ہے اور کبھی لیلۃ القدر کی قیمتی گھڑیوں میں بارگاہِ خداوندی میں اپنے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے اپنے باطن کو پاک صاف کیا جا رہا ہوتا ہے۔ کبھی دورۂ تفسیر القرآن اور نصاب اربعہ کے کورس کیطرف عوام الناس کی دلچسپی کیلئے انعامات کے پروگرامز، کبھی دستارِ فضیلت کے اجتماعات کر کے تعریفی اسناد سے نوازا جارہا ہے یہ سب کچھ ہے تو فقط اس لئے کہ

تمنا درِ دل کی ہے کوئی کام کر جاؤں
اگر ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

گنبد خضراء کا انعام.......... بہار اسلام بہار اسلام

marfat.com

تصوف وصوفیاء پر ایک نظر

صاحبزادہ مولانا محمد توصیف النبی مجددی

تصوف ایک اسلامی اصطلاح ہے اور اس کا اطلاق اس علم اور عمل پر ہوتا ہے، جس کا بنیادی مقصد ظاہر و باطن کی اصلاح ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر دل کی گہرائیوں اور صدق نیت سے عمل پیرا ہونے کا نام تصوف ہے۔ تزکیۂ نفس اور صفائے قلب کا حصول تصوف ہے۔ کامل مسلمان بننے کے لیے محض یہ کافی نہیں کہ ظاہری طور پر اسلامی احکام کی پابندی کی جائے بلکہ ضروری ہے کہ اپنے فکر و نظر اور دل و دماغ کو بھی ان تعلیمات کی روح کے مطابق ڈھالا جائے۔ تصوف کا تعلق چونکہ ہر انسان کے ذاتی تجربے اس کے ذوق اور وجدان سے ہوتا ہے۔ اسی لیے تصوف کو زہد، تزکیۂ نفس، احسان، محبت الٰہی کے مختلف نام دیے گئے۔ تاریخ انسانی گواہ ہے کہ ہر زمانے اور ہر مذہب میں تلاش حق کا سلسلہ جاری رہا۔ اور تلاش حق کرنے والے مختلف ناموں سے پکارے گئے۔ اسلام میں حقیقتِ الٰہی تک رسائی کا ذریعہ تصوف کہلایا اور اس راستے پر چلنے والوں کو صوفی کہا گیا۔ تصوف اسلام میں اس لیے مقبول ہو گیا کہ یہ مذہبی زندگی کا فطری تقاضا تھا۔ رسول کریم ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں اگرچہ اس کا نام نہیں تھا۔ مگر اس کی روح ضرور موجود تھی اللہ سے محبت ہی کو سب سے مقدم سمجھا جاتا تھا۔ اسلامی تصوف نے مختلف ادوار سے گزر کر موجودہ صورت اختیار کی۔

پہلا دور: رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کا ہے۔ اس دور میں صحابی ہونا ہی بڑی عظمت کی دلیل تھی۔ آپ کی مجلس میں جو شخص ایمان کے ساتھ حاضر ہوتا اسے احسان حاصل ہو جاتا تھا۔ احسان حاصل تصوف ہے۔ اور اس سے مراد شریعت کے تمام احکام کی پابندی خالصتاً اللہ

marfat.com

کے لیے کرنا ہے۔ آنحضرت کا روحانی تصوف اتنا قوی تھا کہ جو حاضر ہوتا اس کو حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو جاتی چنانچہ اس دور کے لوگوں میں زہد کا عنصر غالب تھا۔ حضور ﷺ کے زمانہ ظاہری میں اصحابِ صفہ کا گروہ تھا جو دنیاوی زندگی سے کٹ کر گوشہ نشینی اختیار کیے ہوئے تھا عبادت اور حصول علم میں مگن رہتا تھا۔

دوسرا دور:۔ خلافت راشدہ کے بعد تصوف کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ یہ بنو امیہ کا دور کہلا تا ہے۔ اس دور میں جو سیاسی نظام قائم ہوا۔ وہ اس نظام سے بالکل مختلف تھا۔ جو خلفاء راشدین کے عہد میں قائم ہوا تھا۔ چنانچہ مذہب اور سیاست دو حصوں میں بٹ گئے۔ کشف المحجوب میں سید علی الھجویری رحمتہ اللہ علیہ اس صورت حال کو بیان کرتے ہے۔ ایک علم کے مدعی سے کہا تو نے نیلگوں لباس کیوں پہنا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ پیغمبر ﷺ سے تین چیزیں باقی رہیں۔ ایک فقیری دوسرا علم اور تیسرا تلوار تلوار بادشاہوں نے پالی مگر انہوں نے اسے موقعہ پر استعمال نہ کیا۔ علماء نے علم اختیار کیا مگر صرف سیکھنا ہی پسند کیا۔ اور فقیری فقیروں کے گروہ نے پسند کی۔ مگر اس کو امیری کا آلہ بنایا۔ میں نے ان تینوں کی مصیبت پر نیلگوں لباس پہنا ہے۔ ایسی صورت میں اہل ایمان حضرات نے محسوس کیا کہ اب حکومت کی ملازمت دین کی خدمت میں شامل نہیں رہی۔ چنانچہ انہوں نے حکومت سے تعلق ختم کر لیا۔ پہلی صدی ہجری میں مسلمانوں کا سیاسی نظام بہترین لوگوں کی خدمات سے محروم ہو گیا۔ اس دور میں کچھ ایسے ناخوشگوار واقعات پیش آئے۔ جن میں واقعہ کربلا، محاصرہ مکہ وغیرہ شامل ہیں۔ حجاج بن یوسف کے مظالم دیکھ کر حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو اتنا شدید رنج ہوا کہ آپ گیارہ سال تک گوشہ نشین رہے۔ اور جب اس کی موت کی خبر سنی تو سجدہ میں گر کر کہا اے اللہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔ اور اس سے ڈرتا ہو جو تجھ سے نہیں ڈرتا۔ اس دور کے اہم صوفیاء حضرت

marfat.com

اویس قرنی، حضرت حسن بصری، حضرت مالک بن دینار، خواجہ فضیل بن عیاض، حضرت ابراہیم ادہم وغیرہ، اس دور کے صوفیاء میں خشیت الٰہی کا جذبہ تھا۔ وہ انفرادی عبادت اور ریاضت کو ترجیح دیتے تھے۔ انہوں نے کوئی نئی اصطلاح ایجاد نہیں کی تھی۔ بادشاہوں سے ملنے سے احتراض کرتے تھے۔ اور اگر ملنا پڑ جاتا تو نہایت جرأت سے ان پر تنقید کرتے تھے۔

تصوف کا تیسرا دور:۔ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس دور میں یونانی فلسفہ اور علوم مسلمانوں میں کثرت سے رائج ہوئے۔ اور ان کے عقائد کی بنیادیں کمزور ہوتی گئی۔ فتح مصر کے بعد فلسفہ کا رجحان جڑ پکڑ گیا یونانی علوم کا مرکز اسکندریہ تھا۔ بنوامیہ کے دور میں صرف طب اور کیمسٹری کی طرف توجہ تھی۔ لیکن بنوعباس کیعہد میں دیگر یونانی علوم بھی رائج ہوتے گئے۔ ہارون الرشید نے ایک بیت الحکمت قائم کیا۔ جس میں دیگر زبانوں کی کتابوں کے تراجم عربی زبان میں کیے جاتے تھے۔ فلسفہ کو فروغ مامون الرشید کے زمانے میں ملا اس نے قیصر روم کو خط لکھ کر ارسطو کی کتب بغداد منگوائی اس طرح یونانی فلسفہ زور پکڑتا چلا گیا جس کے اثرات اس کی اپنی شخصیت پر بھی مرتب ہوئے۔ چنانچہ وہ مذہب سے پھر گیا اور قرآن کے قدیم ہونے کے بارے میں شک وشبہاہت کا شکار ہو گیا اس دور میں ہر چیز حتیٰ کہ ذات و صفاتِ خداوندی، جنت ودوزخ اور معجزاتِ معراج وغیرہ کو بھی عقل کی کسوٹی پر پرکھنے لگے۔ جس کا انجام قرآن کے اصل مفاہیم کی تفہیم کی دوری میں ظاہر ہوا۔ اس دور میں صوفیاء کا جو طبقہ سامنے آیا۔ انہوں نے عقل کے مقابلے میں عشق میں زور دیا۔ اس دور کے اہم صوفیاء حضرت بایزید بسطامی، ذوالنون مصری، جنید بغدادی وغیرہ ہیں۔ ان بزرگوں نے مسلمانوں کے دلوں کو بیدار کیا۔ اور عقلیت کا جو زنگ لگ گیا تھا اسے خدا اور رسول کے عشق سے دھودیا حضرت سری سقطی نے وحدۃ الوجود کی بات کی۔ اور حضرت ذوالنون مصری نے اپنی تصانیف

marfat.com

میں حال و مقال پر بحث کی۔ان سب کوششوں نے مسلمانوں کی سوچ کے زاویہ کو بدلنے میں مدد دی۔

چوتھا دور: ۔اس دور میں اسلامی سلطنت بہت وسعت اختیار کر چکی تھی ۔اس دور میں بہت سے ایسے مسائل پیدا ہوئے ۔جن کے بارے میں قرآن پاک اور احادیث میں واضح حکم موجود نہ تھا۔ایسے تمام مسائل کے حل کے لیے علم اصولِ فقہ ایجاد ہوا۔اس علم کے ماہرین میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اہم ہیں۔ان تمام آئمہ کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل پر استدلال کیا۔ان بزگوں کے وصال کو ابھی ایک صدی نہ گزری کہ علماء نے اجتہاد کے دروازے بند کر دیے۔اور ان ائمہ دین کی آرا کو ہر زمانے اور ہر حال کے لیے قطعی مان لیا۔زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کا تقاضا تھا کہ نئے اجتہادات کیے جائیں اور مسلمانوں کے مسائل کا حل قرآن و حدیث سے ڈھونڈا جائے۔اور شرعی حدود کے اندر رہ کر جو آسانی حاصل ہو سکتی ہے، اسے استعمال کیا جائے۔دوسرا اہم مسئلہ جو اس دور میں پیدا ہوا۔وہ فقہی مسائل میں حیلہ بازی تھی۔کتب فقہ میں ایک مستقل باب ''باب الحیل'' کا اضافہ کر دیا گیا۔اس صورت حال پر شیخ ایوب سختیانی نے کہا تھا۔

''یہ لوگ خدا کو اسی طرح دھوکہ دینا چاہتے ہیں جیسے بچو کو بہلاتے ہیں''

ان گمراہیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین کا اصل مقصد یعنی تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کا خاتمہ ہو گیا اور لوگ اسلام کی حقیقی روح سے دور ہوتے چلے گئے۔اس دور میں صوفیاء نے باطن کی اصلاح اور اخلاق کی درستگی پر زیادہ زور دیا۔اور لوگوں کو فقہی مسائل کی پیچیدگیوں سے نکالنے کی زبان اور قلم کے ذریعے بھرپور کوشش کی اور عملی تصوف پر زیادہ زور دیا۔اس کے متعلق مولانا شبلی نے لکھا ہے کہ شریعت اور علم و اخلاق میں جن احکام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مثلاً صبر رضا توکل

marfat.com

استغنا، قناعت وغیرہ وغیرہ ان پر انسان عمل کرتا ہے۔ تو اس بنا پر کرتا ہے۔ کہ شریعت نے اس کی تعلیم دی ہے۔ اور شریعت سے سرتابی عذابِ قیامت کی مستوجب ہے۔ لیکن تصوف میں ایک حالت طاری ہو جاتی ہے۔ جس سے خود بخود اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ صوفی دل پر جبر کر کے صبر اختیار نہیں کرتا بلکہ طبعاً اس سے صبر سرزد ہوتا ہے۔ وہ نماز اس لیے نہیں پڑھتا کہ نہ پڑھوں گا تو دوزخ میں جانا پڑے گا بلکہ اس لیے پڑھتا ہے کہ نہ پڑھنا اس کے اختیار میں نہیں۔ یہ تصوف کا عملی حصہ ہے۔ اس دور کے صوفیاں نے بھی اس عملی حصے پر زور دیا۔ ان صوفیاء میں شیخ ابوسعید ابن العربی شیخ ابومحمد الخلدی شیخ ابونصر سراج، شیخ ابوطالب مکی اور شیخ ابوبکر وغیرہ اہم ہیں۔

پانچواں دور:۔ اس دور میں صوفیاء کرام نے تصنیف و تالیف کی طرف بہت توجہ دی اور تصوف اور صوفیائے کرام پر عائد کردہ الزامات کی تردید کے لیے بہت کچھ لکھا۔ انہوں نے لوگوں میں یہ شعور بیدار کرنے کی کوشش کی کہ تصوف شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں۔ اس جدوجہد کا بڑا فائدہ ہوا۔ ایک طرف معترضین میں کمی واقع ہوئی اور دوسری طرف تصوف کو ترقی اور مقبولیت حاصل ہوئی اس دور کی بڑی شخصیات میں شیخ علی الہجویری، شیخ ابوالقاسم قشیری، شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ عبداللہ انصاری وغیرہم علیہم الرحمہ شامل ہیں۔

چھٹا دور:۔ بارہوی صدی عیسوی کو تصوف کا چھٹا دور کہا جاسکتا ہے۔ اگرچہ یہ صدی اسلامی ممالک کے زوال کی ہے۔ خلافت بغداد اختتامی مراحل میں داخل ہو چکی تھی۔ اندلس میں طوائف الملو کی پھیل گئی تھی۔ امراء علماء اور سلاطین اخلاقی انحطاط کا شکار رتھے۔ لیکن تصوف کے حوالے سے یہ عہد بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس صدی میں بعض روحانی سلاسل کی بنیاد بھی رکھ دی گئی تھی۔ اس دور کی اکابر شخصیات میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی

marfat.com

امام غزالی، شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اکبر وغیرہ اہم ہیں۔ صوفیانہ شاعری نے بھی تصوف کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ابو سعید ابوالخیر، حکیم سنائی، اور خواجہ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کے کلام نے نہ صرف محبت الٰہی کے پیغام کو عام کیا بلکہ تصوف کی مقبولیت میں بھی اضافے کا باعث بنی۔

ساتواں دور:۔ تصوف کے سلاسل کا آغاز ہوا۔ اور ان کی تشکیل نے تصوف کو فروغ دیا۔ یہ سلاسل تصوف کے ارتقاء وترقی کا آخری زینہ تھے۔ کیونکہ آنے والی صدیوں میں اگرچہ تصوف کی تحریک کئی بار عروج وزوال کا شکار ہوئی مگر اس کے بنیادی ڈھانچہ میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہ ہوسکی۔ اکابر صوفیا کے افکار ونظریات خواہ وہ نثر کی صورت میں تھے، خواہ شاعری کی شکل میں تصوف کا سارا دارومدار انہیں پر رہا اور یہ اتنے جامعہ اور مکمل تھے کہ ان سے باہر آنے کی کسی کو بھی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ سلاسل تصوف کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس وقت مسلمان سیاسی سماجی اور اخلاقی پستیوں کی انتہاء پر پہنچ چکے تھے۔ لوٹ مار، غارت گری کا دور دورا تھا اس پر حملہ تاتار نے ان کی بربادی پر آخری ضرب لگائی تھی۔ بغداد جو کبھی مختلف تندہوں کا مرکز تھا۔ کھنڈرات میں تبدیل ہوگیا تھا۔ ان حالات میں دل خود بخود تصوف کی طرف مائل ہونے لگے۔ اور لوگ ذہنی انتشار سے بچنے کے لیے سکون دل کے حصول کے لیے خانقاہی نظام سے وابستہ ہونے لگے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان افسردہ دل اور خوابیدہ روح لوگوں کی زندگی کی نئی نوید انہی سلاسل کے مشائخ کی وجہ سے حاصل ہوئی خدا پر توکل اور بھروسہ اور اخلاقی مضبوطی اور اجتماعی زندگی کو خوبصورتی کی طرف انہی بزرگوں نے توجہ دلائی۔

ان سلاسل میں سلسلہ قادریہ سلسلہ، سلسلہ نقشبندیہ (خواجگان) سلسلہ چشتیہ اور

marfat.com

سلسلہ سہروردیہ کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔آپ نے لوگوں کی اصلاح وتربیت کا بہترین انتظام فرمایا اپنے خلفاء کو دور دراز ممالک میں تبلیغ کے لیے لے بھیجا۔ جنہوں نے وہاں اس سلسلہ کی شاخیں قائم کیں اور اصلاح باطن کا کام سنبھالا۔ سلسلہ چشتیہ کی بنیاد شیخ ابواسحاق شافی نے رکھی لیکن اسے مقبولِ عام کرنے کی خدمت خواجہ معین الدین چشتی نے انجام دی جو عطائے رسول فی الہند تھے۔انہوں نے اس سلسلہ کو خوب ترقی دی۔اپنی تبلیغ اور اخلاق سے اس سلسلہ کو خوب بڑھایا۔جنہوں نے ہندوؤں میں رہتے ہوئے فکر انقلاب کی بنیاد رکھی۔

سلسلہ سہروردیہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی وجہ سے مشہور ہوا۔آپ نے اس کی ترویج واشاعت کے لیے بہت محنت کی۔سہروردی سلسلہ عشق وعقل دین ودنیا اور شریعت و طریقت کا بہترین امتزاج ہے۔اسی اعتدال وتوزن کی وجہ سے یہ سلسلہ بہت سے اہل ظاہر کے لیے قابل قبول رہا ہے۔

بلسلہ نقشبندیہ کو مقبول عام بنانے کا شرف حضرت خواجہ بہا والدین نقشبند کو ملا یہ سب سے پرانا سلسلہ ہے۔پیش نظر کتاب ''تذکرہ مشائخ سیفیہ'' کیونکہ سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، سیفیہ کے بزرگوں کے احوال واقوال پر مشتمل ہے۔اس لیے یہاں سلسلہ نقشبندیہ کے ارتقاء کا مختصر جائزہ لیا جاتا ہے کہ مختلف ادوار میں اس سلسلہ کو کن ناموں سے جانا اور پہچانا جاتا تھا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سلسلہ کے بانی ہیں۔اس لیے حضرت صدیق اکبر سے لے کر حضرت شیخ طیفور ابن عیسی ابویزید بسطامی تک اس طریقہ (نقشبندیہ) کو صدیقیہ کہا جاتا تھا۔شیخ طیفور سے لے کر خواجہ خواجگان شیخ عبدالخالق غجدوانی تک طیفوریہ کہا جاتا تھا۔اور حضرت عبدالخالق غجدوانی سے لے کر امام طریقت شیخ بہا الدین محمد اویسی

marfat.com

بخاری تک سلسلۂ خواجگان کہا جاتا تھا اور آپ سے لے کر غوث الاعظم خواجہ عبید اللہ احرار تک نقشبندیہ کہلایا۔

نقشبندیہ کا مفہوم:۔ نقشبندیہ منسوب ہے نقش بند کی طرف نقشبند کا معنی نقش کا دل پر ثبت ہونا۔ دل پر نقش کے ثبت ہونے سے مراد کمال حقیقی کی صورت کا مرید کے دل پر ثابت ہونا ہے۔ ان حضرات (نقشبندی) کا ذکر شروع سے لے کر حضرت شیخ بہاؤالدین کے زمانے تک انفرادی طور پر خفیہ اور محفلوں جماعتوں میں جہراً ہوتا تھا۔ تو شیخ بہاؤالدین نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے حکم سے دونوں حالتوں میں خفیہ طور پر ذکر کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد اجتماع ومحافل میں بھی خفیہ ذکر ہونے لگا۔ خفی ذکر مرید کے دل میں انتہائی تاثیر کرتا ہے۔ گویا اس تاثیر کو نقش کہا گیا ہے۔ اور ذکر خفی کو بند کہا گیا ہے۔ مراد ربط نقش ہے۔ نقش سے مراد ذکر کی مہر اور ربط سے مراد اس مہر کا ہمیشہ کے لیے ثابت رہنا اور کبھی بھی نہ مٹنا۔

میرے نوجوان فاضل دوست محمد عرفان طریقتی القادری نے "تذکرۂ مشائخ سیفیہ" جو کہ سلسلہ عالیہ مجددیہ سیفیہ کے تمام بزرگوں کے حالات پر مشتمل ہے، تالیف کی ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ ہمارے اسلاف ظاہری اور باطنی علوم میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اور یہ کتاب اپنے مشائخ طریقت کے بارے میں جاننے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالی مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

صاحبزادہ توصیف النبی آستانہ عالیہ احمد پور شریف

3-9-2010 (23 رمضان)

marfat.com

حضرت سید البشر نبی اسود و احمر احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

آپ کی ولادت با سعادت 12 ربیع الاول پیر (سوموار) کی شب (1) عام الفیل کے 55 دن بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

صحیح روایت کے مطابق آپ کے والد (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) آپ کی ولادت باسعادت سے قبل وفات پا چکے تھے۔ اور جب آپ ﷺ کی عمر مبارک 6 برس ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کی رحلت ہوئی۔

12 بارہ سال کی عمر میں آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ ملک شام کی طرف سفر کیا، پھر 25 سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال ... کر تجارت کی غرض سے دوبارہ ملک شام تشریف لے گئے۔ اس سفر سے واپسی کے بعد آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا (2) سے عقد نکاح فرمایا۔

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک 40 چالیس ہوئی تو 17 رمضان المبارک بروز پیر بوقت چاشت غار حرا (جو کہ مکہ معظمہ کے مضافات میں واقع ہے) میں حضرت جبریل علیہ السلام "سورۃ اقراء" کی ابتدائی آیات لے کر حاضر خدمت ہوئے اور آپ ﷺ دعوتِ خلق اللہ کے لئے مبعوث ہوئے۔

تین سال تک آپ ﷺ نے خفیہ طور پر تبلیغ جاری رکھی، چوتھے سال وہ آشکار ہوئی اور پانچویں برس کچھ مسلمانوں نے کفارِ قریش کی ایذاء رسانی کی وجہ سے آپ ﷺ سے اجازت لے کر حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ ساتویں سال تمام قریش نے باہم معاہدہ کیا کہ وہ بنو ہاشم (نبی محترم ﷺ کے خاندان) کے ساتھ نکاح اور دیگر معاملات نہیں کریں گے۔ اعلانِ نبوت کے

marfat.com

بارھویں سال واقعۂ معراج رونما ہوا۔

نبوت کے تیرھویں سال مدینہ منوہ (جسے ان دنوں یثرب کہتے تھے(3)) کے سترہ 17 مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا اور پھر اسی سال ہجرتِ مدینہ وقوع پذیر ہوئی۔

ہجرت کا پہلا سال: ہجرت کے پہلے سال ''مسجد قباء'' کی تاسیس، تعمیر مسجد نبوی، اور مہاجرین وانصار کے مابین عقد مواخات (بھائی چارہ) قائم فرمانے کے بعد مشیت خداوندی کفار سے مڈبھیڑ کیلئے آمادہ ہوئی۔ اور صفر کی دو تاریخ کو جبکہ ہجرت کے گیارہ ماہ گزر چکے تھے'' غزوۂ ابواء'' (4) پیش آیا، اور ساٹھ 60 صحابہ کرام علیہم الرضوان کفارِ قریش سے قتال کیلئے تشریف لے گئے، مگر قتال کئے بغیر ہی واپس تشریف لے آئے۔ اسی سال ''سریۂ حمزہ (5) بن عبد المطلب عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب'' پیش آیا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام (6) اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہما کے قبول اسلام کا واقعہ بھی اس سال سے تعلق رکھتا ہے۔

اسی سال حضرت فاطمہ (7) مع دیگر بنات طیبات اور حضرت عائشہ (8)، حضرت سودہ (9) (رضی اللہ عنہن) عیال ابی بکر کیساتھ مکہ سے مدینہ تشریف لائیں۔

ہجرت سے قبل دو رکعتیں نماز فرض تھی، ہجرت کے ایک ماہ بعد حضر میں چار رکعت فرض ہوگئی (اور سفر میں دو ہی رہیں) اور پھر یہی طریقہ جاری ہوا۔

دوسرا سال: ہجرت کے دوسرے سال پھر دوسو 200 افراد ماہِ ربیع الاول میں غزوۂ ابواء کیلئے اور جمادی الاولیٰ میں غزوۂ حشرہ (ایک جگہ کا نام ہے) کیلئے روانہ ہوئے۔ ان دونوں غزوات سے لڑائی کے بغیر واپسی ہوئی۔ اس سال غزوۂ بدر اولیٰ میں ستر 70 مہاجرین ''کرز بن جابر'' کو تلاش کرنے گئے جو کہ مدینہ کے مویشیوں کو لے بھاگا تھا، لیکن اسے نہ پا سکے اور واپس آگئے۔ اسی سال ماہِ صفر یا رجب میں حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا

marfat.com

نکاح ہوا۔اس وقت حضرت فاطمہ کی عمر 16 سال اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی 25 سال تھی۔
اسی سال بیت المقدس سے کعبہ معظمہ کی طرف تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔شعبان کے بعد روزے کی فرضیت کا حکم اور صدقۂ فطر کے وجوب کا حکم بھی اسی سال ہوا،اور عید الفطر مدینہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔اس سال ماہِ رمضان المبارک کی سترہ 17 تاریخ کو غزوۂ بدر کبریٰ وقوع پذیر ہوئی،جس کے سبب کفر سرنگوں ہوا اور اسلام کو ترقی و عزت ملی۔ابو جہل اور دیگر سرداران قریش واصل جہنم ہوئے اور کافروں کے ستر افراد قتل اور 70 ہی قیدی بنے۔مسلمانوں میں سے 7 انصار اور 5 مہاجر درجۂ شہادت کو پہنچے۔ذوالفقار (10) اسی غزوہ کے مال غنیمت میں سے تھی۔غزوۂ بنی سلیم و بنی قینقاع بھی اسی سال ہوئیں۔اسی سال عید الاضحیٰ ادا کی گئی اور نبی مکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے دو دنبے ذبح فرمائے۔

تیسرا سال: ہجرت کے تیسرے سال کے اہم واقعات حسب ذیل ہیں۔
غزوات میں سے ''غزوۂ سویق،غزوۂ نجد،سریۂ زید بن حارث (11)،سریہ محمد بن مسلمہ (12)'' اسی سال ہوئے۔نیز غزوۂ احد بھی اسی سال ماہِ شوال میں ہوئی جس میں نبی ﷺ کا دندان اور ہونٹ مبارک مجروح ہوئے۔اور حضرت حمزہ نے مع دیگر 70 اصحاب،مہاجرین و انصار کے جام شہادت نوش کیا۔
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔
نبی اکرم ﷺ نے سیدہ حفصہ (13) بنت عمر رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا۔اسی سال حضرت امام حسن (14) کی ولادت ہوئی۔

چوتھا سال: اس سال ''غزوۂ بیر معونہ (15)'' پیش آیا جس میں ستر 70 انصار صحابہ شہید ہوئے جنہیں ''قراء'' کہا جاتا تھا۔اور نبی ﷺ چالیس دنوں تک نماز فجر میں ان کے قاتلین

marfat.com

کیلئے ''قنوت'' پڑھتے رہے۔

سریۂ رجیع (رجیع ایک جگہ کا نام ہے) بھی اسی سال وقوع پذیر ہوا۔ ربیع الاول میں ''غزوۂ بنی نضیر'' پیش آیا۔ (بنی نضیر یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے) ذی قعدہ میں ''غزوۂ بدر صغریٰ'' ہوئی۔

شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ اور سیدہ فاطمہ بنت اسد (حضرت علی کی والدہ) کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

پانچواں سال: اس سال درج ذیل واقعات ہوئے......

(1) ماہِ محرم میں غزوۂ ذات الرقاع ہوئی

(2) صلوٰۃ الخوف کی ابتداء ہوئی۔

(3) ربیع الاول میں ''غزوۂ دومۃ الجندل'' (ایک جگہ کا نام ہے) وقوع پذیر ہوئی۔

(4) شعبان میں ''غزوۂ مریسیع'' ہوئی (مریسیع ایک کنویں کا نام ہے) اسی کو غزوۂ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں ۔ اسی غزوہ میں قیدیوں کے ساتھ ''حضرت جویریہ بنت حارث (16)'' بھی قید ہو کر آئیں تھیں جنہیں حضور علیہ السلام نے آزاد کر کے نکاح فرمالیا تھا۔

(5) اسی سال آیت تیمم نازل ہوئی۔

(6) ذیقعدہ میں غزوۂ خندق ہوئی اس کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو ''ذوالفقار'' عطا فرمائی اور ''عمرو بن عبد'' جو جانب مخالف سے نہایت قوی پہلوان تھا، آپ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

(7) فرضیت حج اور صلوٰۃ خسوف کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

چھٹا سال: اس سال کے اہم واقعات درج ذیل ہیں......

marfat.com

(1) ربیع الاول میں غزوہ بنی الحیان ہوا۔اس کے علاوہ غزوہ غابہ،اور غزوہ حدیبیہ بھی اس سال کے واقعات ہیں۔

(2) صلوٰۃ استسقاء شروع ہوئی۔

(3) رسول اللہ ﷺ نے سیدہ جویریہ سے نکاح فرمایا۔

(4) واقعہ ٔ افک پیش آیا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں آیات واضحات نازل ہوئیں۔

(5) آپ ﷺ نے مہر (Stamp) بنوائی اور بادشاہوں کی طرف خطوط بھیجے۔

(6) اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے تحفے اور ہدیے بھیجے جن میں حضرت ماریہ قبطیہ، یعفور گدھا، اور دلدل خچر بھی شامل تھے۔

(7) سورج گرہن لگا اور صلوٰۃ کسوف کی ابتداء ہوئی۔

ساتواں سال: اس سال کے اہم واقعات کی تفصیل یوں ہے......

(1) فتح خیبر مسلمانوں کا مقدر ہوئی۔اس غزوہ میں مسلمانوں میں سے 15 افراد شہید ہوئے ،اور 93 یہودی واصل نار ہوئے۔

(2) حضرت صفیہ بنت حیی (17) جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی آل میں سے تھیں، حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئیں جنہیں آزاد کر کے آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔

(3) یہودیوں نے نبی غیب داں ﷺ کے کھانے میں زہر ملایا۔

(4) سورج غروب ہونے کے بعد (نبی ﷺ کے معجزہ سے) دوبارہ طلوع ہوا۔

(5) گھریلو گدھے کے کھانے کی ممانعت ہوئی۔

(6) درندوں میں سے "ذی ناب" (چیر پھاڑ کرنے والے) جانوروں کو کھانے کی نہی وارد

marfat.com

ہوئی۔

(7) تقسیم سے قبل مالِ غنیمت کی خرید وفروخت اور استبراء سے پہلے لونڈیوں سے وطی کرنے کی نہی بھی اسی سال ہوئی۔

(8) نکاح متعہ کی حرمت اور لیلۃ التعریس کا واقعہ بھی اسی سال کی یادگار ہیں۔

(9) نماز فجر کا فوت ہونا اور پھر اس کی قضا کا اذان واقامت کے ساتھ باجماعت ادا کرنا بھی اسی سال کے واقعات میں سے ہے۔

(10) عمرۃ القضاء بھی اسی سال ہوا۔

(11) اس سال نبی ﷺ نے میمونہ بنت حارث (18) سے نکاح فرمایا۔

آٹھواں سال: اس سال کے واقعات حسب ذیل ہیں......

(1) ماہِ ذوالحجہ میں آپ ﷺ کے صاجزادے حضرت ابراہیم، حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن اطہر سے تولد ہوئے۔

(2) مسجد نبوی شریف میں منبر رکھا گیا۔

(3) سریہ موتہ (19) (جنگِ موتہ) بھی اس سال وقوع پذیر ہوئی جس میں حضرت زید بن حارث، حضرت جعفر طیار (20)، اور حضرت عبداللہ بن رواحہ (21) رضی اللہ عنہم نے یکے بعد دیگرے علم جہاد کو اٹھایا اور درجہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید (22) رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی واقعہ کے بعد حضرت جعفر کا لقب ''طیار (پرواز کرنے والا)'' اور ''ذوالجناحین (دو پروں والا)'' پڑ گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ''سیف اللہ'' کا لقب پایا، اور یہ دونوں القاب ان حضرات کو نبی مکرم ﷺ کی طرف سے عطا ہوئے۔

marfat.com

(4) اس سال سریہ خبط ہوا جس کو غزوۂ سیف البحر بھی کہتے ہیں۔ اسی غزوہ میں عنبر نامی مچھلی دریا سے باہر آئی تھی جس کی آنکھ کا کاسہ 13 افراد کی گنجائش رکھتا تھا۔ اور تمام لشکر نے اس کا گوشت تناول کیا اور پھر بقیہ حصہ حضور انورﷺ نے تناول فرمایا۔

(5) اس سال مکہ فتح ہوا اور فتحِ مکہ کے بعد حضرت ابوسفیان (23)، معاویہ (24)، ہند (25)، عکرمہ بن ابوجہل (26) اور ابوقحافہ (27) (والد ابوبکر صدیق) نے اسلام قبول کیا۔

(6) غزوۂ حنین بھی اس سال واقع ہوئی جس میں کثیر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ پھر اسے ''مؤلفۃ القلوب'' اور دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

(7) اس غزوہ کے بعد غزوہ طائف اور عمرہ جعرانہ وقوع پذیر ہوئے اور کعب بن زہیر نے مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' تخلیق کیا اور نبیﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے داد وصول کی۔ یہ قصیدہ اس وقت سے اب تک مشہور و معروف ہے۔

نوواں سال: اس سال رونما ہونے والے واقعات یہ ہیں......

(1) غزوۂ تبوک، سریہ خالد بن ولید

(2) منافقین نے مسجد قبا کے جماعت میں قلت پیدا کرنے کیلئے ''مسجد ضرار'' تعمیر کی۔

(3) نبی مکرمﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حج بیت اللہ کے لئے بھیجا۔

(4) حضرت نجاشی کی حبشہ میں وفات ہوئی، اور نبیﷺ نے مدینہ منورہ میں ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی (28)۔

(5) حضرت ام کلثوم زوجہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہما کی وفات حسرت آیات ہوئی۔

دسواں سال: اس سال کے واقعات درج ذیل ہیں......

(1) اس سال وفدِ بنوحنیفہ کی آمد ہوئی جس میں ''مسیلمہ کذاب'' تھا۔ اس نے مرتد ہو کر

marfat.com

نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ محمد ﷺ نے (معاذ اللہ) مجھے اپنا شریک بنا لیا ہے۔

(2) اس سال نجران (یمن کے ایک علاقے کا نام) کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کا واقعہ پیش آیا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی...... **قل ندعو ابنائنا و ابنائکم الخ**

(3) اس سال وفدِ بجیلہ کی آمد ہوئی جس میں حضرت جریر بن عبد اللہ (29) تھے جن کا قد 6 شرعی گز تھا اور نعل (جوتی) ایک گز کے برابر تھی۔ ان کی خوبصورتی اور کمالِ حسن کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس امت کا ''یوسف'' قرار دیا۔ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے 150 افراد کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ ان کو نبی محترم ﷺ نے ''ذوالخاصہ'' کے بت ڈھانے کیلئے یمن بھیجا، جسے کعبہ ثانیہ کہا جاتا تھا۔

(4) حضور انور ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ اس دن سورج گرہن بھی لگا۔

(5) اسی سال ''حجۃ الوداع'' ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی......**الیوم اکملت لکم دینکم الخ** حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس راز سے واقف ہوئے اور غمگین و محزون رہنے لگے۔

(6) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا...... ''**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**'' جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

گیارھواں سال:

اس سال اہل بقیع کیلئے اللہ کے حکم سے استغفار ہوئی۔

ماہِ صفر میں سریۂ اسامہ بن زید (30) روانہ ہوا اور ان کے ساتھ لشکر عظیم بھیجا گیا۔ بدھ کے دن بخار اور دردِ سر نے حضور ﷺ کے وجود باجود میں قرار پایا۔ جمعرات کے دن آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے حضرت اسامہ کو جھنڈا پکڑایا اور کبار صحابہ کرام مثلاً حضرت ابو بکر

marfat.com

صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت سعد بن ابی وقاص (31) اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح (32) وغیرھم رضی اللہ عنہم کو ان کے ساتھ کیا۔ جب نبی مکرم ﷺ کی ذات اقدس مریض ہوئی تو وہ لشکر پہلی منزل پر ٹھہر گیا۔ پھر آپ ﷺ کے وصال شریف کے بعد دوبارہ روانہ ہوا اور آپ ﷺ کی برکت سے فتح حاصل کی۔

ہفتہ کے دن دس ربیع الاول کو آپ گھر تشریف لائے۔ اتوار کو مرض نے شدت اختیار کی اور پیر کے روز آپ علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے اور حکم کے مطابق مسلمانوں کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے دیکھ کر خوش ہوئے اور مسرت کا اظہار فرمایا۔

وصال مبارک : صحیح قول کے مطابق 12 ربیع الاول بروز پیر بوقت چاشت حضرت اقدس ﷺ نے وصال فرمایا۔ آپ کے اہل بیت نے آپ کو غسل دیا۔ مسلمانوں نے ایک ایک جماعت کر کے آپ کی نماز جنازہ (بصورتِ درود وسلام) پڑھی اور کوئی شخص امام نہ تھا۔ پہلے کبار صحابہ نے نماز جنازہ ادا کی، پھر فرشتوں اور پھر عام مسلمانوں نے۔ وصال کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 63 سال تھی۔

حاشیہ جات

(1)...... عمدۃ المقامات صفحہ 11 پر لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت ''پیر کے دن'' ہوئی جبکہ مولدِ ابن حجر جو کہ ''نعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم ﷺ'' کے نام سے موسوم ہے، اسکے ص 20 پر لکھا ہے کہ ولادت مبارک ''پیر کی شب'' ہوئی۔ اور بعض کتب میں مطلق بارہ 12 ربیع الاول کا ذکر آیا ہے۔

(2)...... ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد بن اسد القرشیہ رضی اللہ عنہا، جو کہ پہلے ''ابو ہالہ بن زرارہ'' کی زوجیت میں تھیں، پھر عتیق بن عائذ کے نکاح میں آئیں اور پھر اس کے بعد

marfat.com

''آنحضرت ﷺ'' سے نکاح کیا۔ تب سیدہ کی عمر تقریباً 40 سال تھی اور پیارے محبوب ﷺ کی عمر شریف 25 سال تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پہلے کسی سے عقد نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دوسری شادی فرمائی۔ سیدہ سب سے پہلے مسلمان ہوئی آپ سے پہلے کوئی مسلمان نہ ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ نبی مکرم ﷺ کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی تھی۔ آپ نے ہجرت سے قبل 65 سال کی عمر وفات پائی ،اور نواحی مکہ میں واقع موضع ''حجون'' میں آسودۂ خاک ہیں۔ رضی اللہ عنہا

(3) ...... یثرب اسلام سے قبل مدینہ منورہ کا نام تھا۔ اس کے مزید ناموں میں طابہ وطیبہ وغیرہ بھی ہیں۔ مدینہ کا قبل از اسلام نام یثرب قرآن پاک میں بھی حکایت ہوا ہے (یا اهل یثرب لا مقام لکم)۔ چنانچہ بخاری شریف ص 252 باب فضل المدینہ حاشیہ 5 پر، مذکور ہے اور ایسا ہی مشکوٰۃ شریف ص 239 حاشیہ 10، تفسیر جلالین ص 352 حاشیہ 21 تحت آیۃ (یا اهل یثرب لا مقام لکم) ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر سعادت ص 422 پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ...... یثرب، زمانۂ جاہلیت میں مدینہ کا نام تھا۔ مدینہ شریف کے مزید نام ''طابہ وطیبہ'' وغیرہ ہیں۔ یثرب کہنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو مدینہ کو ''یثرب'' کہے اسے تعزیراً سزا دینی چاہئے اور ادب یہ ہے کہ وہ اس کی تلافی کیلئے دس بار ''طابہ'' کہے۔ اسے یثرب کہنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ یثرب بمعنیٰ ہلاکت استعمال ہوتا ہے یا یہ کسی کافر کا نام تھا جس کے نام پر اس شہر کا نام رکھا گیا۔ یہ بات ''جزب القلوب الیٰ دیار المحبوب'' میں مدینہ کے احوال میں تفصیلاً موجود ہے۔ (شرح سفر سعادت)

(4) ...... ''ابواء'' ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے۔

(5) ...... ابو عمارہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی

marfat.com

ہیں کیونکہ آپ دونوں نے ابولہب کی لونڈی ''ثویبہ یا ثوبیہ'' دودھ نوش کیا تھا۔ بعض نے حضرت حمزہ کو آنحضرت ﷺ سے چار سال بڑا کہا ہے اور بعض نے دو سال۔ اس قول کو ابن عبدالبر نے اس جہت سے رد کیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے رضیع ہیں اور یہ احتمال تب ہے جب آپ نے دو سال اس کنیز کا دودھ پیا ہو۔ آپ کی شہادت وحشی بن حرب کے ہاتھوں۔ اس وقت حضرت وحشی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

(6)...... ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسرائیلی، حضرت یوسف علیہ السلام کے اولاد میں سے ہیں۔ جلیل القدر صحابی تھے 43 ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر آگے کتاب میں آرہا ہے۔

(7)...... آپ کو سیدہ فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی کہتے ہیں۔ آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے آنحضرت ﷺ کی بنت طیبہ، حضرت علی کی زوجہ اور حسنین کریمین کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپ نے نبی پاک ﷺ کے وفات کے 6 ماہ بعد بقول بعض 3 ماہ بعد 28 سال کی عمر میں وفات پائی۔

(8)...... عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما، آپ آنحضرت ﷺ کی ازواج اور ام المؤمنین میں سے ہیں۔ دو ہزار دو سو دس 2210 آحادیث آپ سے روایت ہیں۔ آپ نے 57 ھ اور بقول بعض 58 ھ ہجری 17 رمضان المبارک منگل کی شب وفات پائی۔ آپ کا جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

(9)...... سودہ بنت زمعہ، امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ ماہِ شوال 54 ھ میں فوت ہوئیں۔

(10)...... ذُوالفقار، کو ذَوالفقار، (بفتحہِ ذاء) اور ذِوالفقار (بکسرِ ذاء) پڑھنا غلط ہے۔

(11)...... زید بن الحارث، ان کو زید بن الحارثہ بھی کہتے ہیں۔ جلیل القدر صحابی ہیں، غزوۂ موتہ میں امیر الجیش تھے۔ جمادیٰ الاولیٰ 8 ھ میں 55 سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

martat.com

(12)......محمد بن مسلمہ انصاری حارثی، کبار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا

(13)......حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ان سے 60 حدیثیں مروی ہیں۔ ساٹھ سال کی عمر میں 45ھ میں وفات پائی۔

(14)......آپ کی کنیت ابو محمد، صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت 3ھ میں ہوئی۔ آپ سے 13 حدیثیں مروی ہیں۔

(15)......واقعۂ بیر معونہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر اصحاب جنہیں "قرآء" کہا جاتا تھا، ایک سریہ میں بھیجے۔ بنو سلیم کے قبائل میں سے "رعل اور ذکوان" وغیرہ نے ایک کنویں پاس انہیں گھیر لیا جسے "معونہ" کہتے ہیں۔ صحابہ نے کہا کہ ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں نہ ہم تم سے لڑنے آئے ہیں، ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو پہنچانے آئے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے ان کی باتوں کو درخور اعتنا نہ جانا اور اصحاب کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑے محزون و غمزدہ ہوئے اور انکے قتل کا اس قدر اثر لیا کہ کبھی اتنا اثر کسی بات کا نہ لیا تھا۔ آپ ایک ماہ تک نمازِ فجر میں "رعل وذکوان" کیلئے قہر و ہلاکت کی دعا کرتے رہے اور قنوت پڑھتے رہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ قنوت کی ابتدا اسی واقعہ سے ہوئی اس سے قبل قنوت نہ تھی۔

(16)......جویریہ بنت حارث، امہات المؤمنین میں سے ہیں، پہلے ان کا نام برہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رکھا۔ ماہِ ربیع الاول 56ھ میں 65 سال کی عمر میں وفات پائی۔ ابن عباس، ابن عمر اور جابر نے ان سے حدیث روایت کی۔ آپ کا نکاح چھٹی ہجری میں ہوا۔

(17)......صفیہ بنت حُیی امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ حضرت انس اور ابن عمر نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کی وفات 50ھ میں ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئیں۔

marfat.com

(18)......میمونہ بنت الحارث الہلالیہ العامریہ، پہلے ان کا نام برہ تھا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے بدل کر میمونہ رکھ دیا۔ جماعت کثیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔

(19)......مُوتہ، میم پر پیش، ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔

(20)......جعفر طیار، حضرت علی کے بڑے بھائی ہیں، قدیم الاسلام تھے۔ خَلق و خُلق میں نبی پاک ﷺ سے سب زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ ایک روز نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ''اشبهت خَلقی و خُلقی'' تو خلق و خُلق میں میرے مشابہ ہے۔ یہ بات سن کر اس قدر محظوظ ہوئے کہ وجد میں آ گئے اور نبی پاک ﷺ کے سامنے رقص کرنے لگے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ میں اور علامہ ابن حجر نے فتاویٰ حدیثیہ میں اس رقص کو صوفیاء صافیہ کے وجد و رقص پر دلیل بنایا ہے۔

(21)......عبداللہ بن رواحہ ''انصاری خزرجی'' ہیں۔ جنگ موتہ میں لشکر کے امیر کی حیثیت سے بھیجے گئے جہاں آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

(22)......خالد بن ولید القرشی المخزومی، کہ زمانہ جاہلیت میں قریش کے شرفاء میں شمار ہوتے تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد شجاعت و بہادری میں شہرت رکھتے تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے انہیں ''سیف اللہ'' کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کی وفات 21ھ میں ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس انکی خالہ کے بیٹے ہیں اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔

(23)......ابوسفیان، حضرت امیر معاویہ کے والد ہیں، مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔

(24)......حضرت معاویہ، ابوسفیان کے بیٹے ہیں، ماں کا نام ہند بنت عتبہ ہے۔ حضور ﷺ کے کاتبین میں سے تھے۔ آخری میں لقوہ ہو گیا تھا۔ رجب 60ھ میں 48 سال کی عمر میں

marfat.com

دمشق کے اندوفات پائی۔

(25)...... ہند بنت عتبہ، حضرت معاویہ کی والدہ ہیں، صاحب عقل اور فصیح تھیں۔ حضرت عمر کی خلافت میں حضرت ابوقحافہ کی فوتگی کے دن رحلت فرمائی۔

(26)...... عکرمہ بن ابی جہل، فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ واقعۂ یرموک میں 13ھ میں جہان فانی سے کوچ کیا۔

(27)...... ابوقحافہ، آپ کا نام عثمان ہے۔ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں.

(28)...... یہ روایت شوافع کیلئے، غائبانہ نماز جنازہ پر دلیل ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کیلئے خاص ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے سامنے نجاشی کا جنازہ پیش کر دیا گیا تھا۔ لہذا یہ غائبانہ نہیں بلکہ حاضرانہ تھا۔

(29)...... جریر بن عبداللہ، آپ کی کنیت ابوعمر ہے۔ 51ھ میں قرسیسا میں رحلت ہوئی۔

(30)...... اسامہ بن زید، آنحضرت ﷺ کے غلام تھے۔ آپ کی وفات وادی القریٰ میں 53ھ میں ہوئی۔

(31)...... سعد بن ابی وقاص، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابواسحاق، اور نام ابو وقاص مالک بن وہیب الزہری القرشی، ہے۔ 55ھ میں وفات پائی، جنۃ البقیع، مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ وہ جو لوگوں نے "منجان" کے نواح میں مشہور کر رکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

(32)...... ابوعبید بن الجراح، عشرہ مبشرہ میں سے اور اس امت کے امین ہیں، آپ نے اور حضرت عثمان بن مظعون نے اکٹھا اسلام قبول کیا۔ آپ کی وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر ابوعبیدہ زندہ رہتے تو میں خلافت ان کے سپرد کر دیتا"۔ 18ھ میں طاعون عمواس میں فوت ہوئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔ آپ کا

marfat.com

مزار بیسان اردن کے نواح میں واقع ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر عبداللہ بن عثمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد ان کا نام عبداللہ ہوا۔ ان کے والد کا نام عثمان تھا جو ابوقحافہ کی کنیت سے معروف تھے۔

ابوبکر آپ کی کنیت ہے اور ''عتیق وصدیق'' آپ کے القابات ہیں۔ کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ زمانہ جاہلیت میں ''سچائی'' میں شہرت رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ ''صدیق'' معروف ہوئے۔ اور کتب عقائد میں لکھا ہے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور واقعۂ معراج کی تصدیق کسی تردد اور شبہے کے بغیر کی جس کی وجہ سے آپ کو ''صدیق'' لقب ملا۔

لقب عتیق سے ملقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث مبارک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا ''مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِی بَکْرٍ'' یعنی جو دوزخ سے آزاد آدمی کو دیکھنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔

آپ کی والدہ کا نام ''سلمیٰ'' ہے جو ''ام الخیر'' کی کنیت سے پہچانی جاتی ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود، ان کے والد، والدہ، بیٹے اور پوتے تمام درجۂ صحابیت پر فائز تھے۔ یہ فضیلت آپ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں تھی۔

ولادت: اسماء الرجال مشکوٰۃ صفحہ 587 پر مذکور ہے کہ آپ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چار ماہ اور چند روز بعد ہوئی۔ ارغام المرید صفحہ 28 پر بھی دو سال چار ماہ چند روز مذکور ہے، عمدۃ المقامات صفحہ 25 پر دو سال چار ماہ بعد از عام الفیل لکھا ہے، عقائد کی معروف کتاب نخبۃ اللآلی شرح قصیدۂ لامیہ صفحہ 104 پر بھی تقریباً چار ماہ دو سال مذکور ہے۔ بہر حال آپ کی

marfat.com

ولادت، میلاد رسول ﷺ سے دو سال اور چند ماہ بعد ہوئی، اس بنا پر آپ ؓ نبی مکرم ﷺ سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے۔

صاحب رسول اللہ ﷺ و ؓ: زمانۂ جاہلیت اور دور اسلام، ہر دو میں آپ حضور ﷺ کے ساتھی اور مددگار رہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی معیت و مصاحبت کی گواہی قرآن پاک نے بھی دی "**ثانی اثنین اذھما فی الغار**" یہ امر غار، کسی جگہ و مکان یا زمانے کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ صدیق اکبر ؓ کی مدد فریضۂ رسالت کی انجام دہی میں حضور ﷺ کے ساتھ حادثۂ غار کے بعد بھی رہی۔

مقام صدیقیت: اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ، جناب رسول اللہ ﷺ بلکہ تمام انبیاء کے بعد ساری امت و مخلوق سے افضل ہیں۔ ان کا آفتاب اس حد تک روشن ہے کہ صوفیہ کرام مقام صدیقیت کو نبوت کے بعد "اقرب المقام الی النبوۃ" کا درجہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ارغام المرید صفحہ 29 پر تبیان وسائل الحقائق تالیف علامہ کمال الدین حریری، کے حوالے سے تحریر ہے کہ "**وَصَبَّ فِیْ صَدْرِہٖ جَمِیْعَ الْمَعَارِفِ الْاِلٰھِیَّۃِ لِکَوْنِہٖ فِی الْمَرْتَبَۃِ الصِّدِّیْقِیَّۃِ الَّتِیْ ھِیَ اَقْرَبُ الْمَرَاتِبِ اِلٰی مَرْتَبَۃِ النُّبُوَّۃِ**" یعنی آپ ﷺ نے تمام معارف الٰہیہ صدیق اکبر کے سینے میں ڈال دیئے اس لئے کہ وہ مرتبہ صدیقیت پر فائز تھے جو تمام مراتب سے بڑھ کر مرتبۂ نبوت کے قریب ہے۔

خلافت: سرور دو عالم ﷺ کی وفات کے بعد تمام صحابہ کرام سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تا کہ کسی ایک کو خلافت کیلئے مقرر کریں۔ کچھ صحابہ کہتے تھے کہ خلیفہ دو ہونے چاہئیں، ایک مہاجرین میں سے اور ایک انصار میں سے۔ لیکن یہ بات ظاہر تھی کہ دو خلیفوں کا تقرر باعث افتراق تھا۔ لہٰذا نظم خلافت کو درست کرنے کیلئے جناب صدیق اکبر اور جناب فاروق اعظم

marfat.com

رضی اللہ عنہما بھی بنی ساعدہ کی مجلس شوریٰ میں شریک ہوئے (اور غور وفکر ہوتا رہا) تا ایں دم کہ حضرت صدیق اکبر ﷺ تمام صحابہ کرام کے اتفاق سے خلیفہ مقرر ہو گئے اور حاضرین نے ان کے دست اقدس پر بیعت کی۔

آغاز خلافت کے پہلے روز خواص نے بیعت کی اور دوسرے دن عوام مہاجرین و انصار نے بیعت کی۔ اور سیدنا صدیق اکبر ﷺ کو ''خلیفہ رسول اللہ'' کے نام سے موسوم کیا۔

بعض روایات میں حضرت علی ﷺ کے بارے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بغیر کسی توقف کے فوراً بیعت کی اور صحیح بخاری کے مطابق آپ نے چھ ماہ بعد بیعت کی۔ ان کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ ممکن ہے آپ نے دوبار بیعت کی ہو، پہلی بار آپ کی بیعت جلسہ عام میں نہ تھی جس سے کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی کہ شاید آپ نے بیعت نہیں کی ان کی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے آپ نے دوبارہ جلسۂ عام میں بیعت کی۔ حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کی اپنی زبان سے روایت منقول ہے جس سے معلوم ہوتا کہ آپ حضرت صدیق اکبر ﷺ کی خلافت میں ذرا بھی شک وتردد نہ کرتے تھے چنانچہ علامہ حافظ ابن عبدالبر ''الاستیعاب'' میں خود حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ......

marfat.com

عن قیس ابن عبادة قال قال علی ابن ابی طالب ؓ ان رسول الله ﷺ مرض ایاما ولیالی ینادی بالصلوٰة فیقول مروا ابا بکر یصلی بالناس فلما قبض رسول الله ﷺ فنظرت فاذا الصلوٰة علم الاسلام و قوام الدین فرضینا لدنیانا من رضیه رسول الله ﷺ لدیننا فبایعنا ابا بکر ؓ

حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چند دن اور راتیں مرض میں مبتلا ہوئے، آپ کو نماز کیلئے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے غور کیا کہ جب نماز جو کہ اسلام علم اور دین کا ستون ہے (اس کیلئے آپ ﷺ نے صدیق اکبر کو مقرر فرمایا ہے) تو ہم اپنی دنیا کے معاملات میں اس شخص پر راضی ہو گئے جس پر رسول اللہ ﷺ ہمارے دین کیلئے راضی ہوئے، لہٰذا ہم نے حضرت صدیق اکبر ؓ کی بیعت کر لی۔

حضرت صدیق اکبر ؓ کے فضائل ومناقب کتب احادیث اور ان کے دیگر حالات، سیرت وتاریخ کی معتمد کتابوں میں مثلاً ''ازالۃ الخفاء، اور تاریخ الخلفاء'' وغیرہما میں اور کچھ مختصر حالات ''طبقات'' کی کتابوں اور اسماء الرجال کی کتب میں ملاحظہ کریں۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کا دور حیات بڑا حیرت انگیز اور حکمت آمیز تھا۔

اس مدت میں آپ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جن میں سے بڑی آزمائش آنحضرت ﷺ کی تجہیز وتکفین کے بارے میں آئی۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے قیامت کبریٰ کا سماں تھا، اس ہوش ربا صدمے سے صحابہ کرام کے ذہن میں اختلال واقع ہو گیا تھا، حضرت عمر ہاتھ میں تلوار لے کر اعلان کرنے لگے کہ اگر کسی نے کہا کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں تو میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ حضرت عثمان غنی ؓ ایسے چپ ہوئے کہ بلا آواز نکالے خاموش

marfat.com

راہوں میں چلتے رہتے۔حضرت علیؓ کا جسم اس صدمے سے بالکل ساکت اور بے حس و حرکت ہو گیا۔داغ فراقِ محبوب میں ہر کوئی ''مختل الحواس'' تھا۔مگر حضرت صدیق اکبرؓ نے غلبۂ عشق و محبت اور داغ مفارقت کے باوجود اس جان گداز صدمے کو کوہ (پہاڑ) کی طرح سخت جان ہو کر برداشت کیا اور کمال سکون سے حجرۂ شریفہ میں داخل ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور سوزِ دل سے یہ کلمات ان کی زبان پر جاری ہوئے......

''وَانَبِیَّاہُ وَاخَلِیْلَاہُ وَا صَفِیَّاہُ''

اس کے بعد آپ حجرہ مقدسہ سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کے درمیان بایں مضمون خطبہ کا آغاز فرمایا......

''جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو سن لے کہ محمد ﷺ وفات پا گئے، اور جو رب لم یزل کی پوجا کرتا تھا تو وہ یقین رکھے کہ اللہ جل جلالہ زندہ ہے کبھی فوت نہیں ہوگا۔اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی......

''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل''

اور محمد ﷺ تو اللہ کے رسول ہی ہیں بے شک ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے

حضرت صدیق اکبرؓ کے اس حوصلہ و قوت اور شرح صدر اور قوتِ علمی سے صحابہ کرام اس مسئلہ کو سمجھ گئے، اور حضرت عمرؓ کو بھی آپ کے پایۂ علمی کا ادراک ہو گیا۔اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ دس دس افراد حجرہ مقدسہ میں جاؤ اور فرداً فرداً نماز جنازہ پڑھو اور کوئی شخص امامت نہ کروائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ خود امام ہیں۔آپ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دین کے بقیہ معاملات اور وہ وعدہ جو رسول خدا کے ذمہ تھا کو پورا کرنے میں مشغول ہو گئے۔

آپ نے مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا، اور

marfat.com

مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کو قتل کیا، حضرت اسامہ کے لشکر کو تیار کر کے بھیجا۔

وفات حسرت آیات: حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات کے بارے جو کچھ "اسماء الرجال ملحق بہ مشکوٰۃ" ص 557 پر موجود ہے، یہ ہے......

آپ کی وفات منگل کی رات 22 جمادی الثانی 13ھ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی۔ آپ کی عمر 63 برس تھی۔

عمدۃ المقامات ص 26 پر بھی تحریر ہے "22 جمادی الثانی 13ھ" "رسالہ چہار یار رسول" کہ اس بحث میں کچھ حصہ میں نے اسی سے نقل کیا ہے، میں 17 جمادی الثانی مذکور ہے۔ مغرب وعشا کے درمیان کی تائید کے ساتھ "ارغام المرید" ص 33 پر مرقوم ہے کہ آپ کی وفات منگل کو آخر جمادی الثانی 13ھ میں ہوئی جبکہ آپ کی عمر 63 برس تھی۔ کتاب میں "علی الصحیح" کہہ کر اس بات کی تصریح کی گئی ہے۔ "نخبۃ اللالی" ص 104 پر تحریر ہے کہ "منگل کی رات 22 جمادی الثانی 13ھ" جو کہ اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف" کے موافق ہے۔

جس دن آپ کی بیماری کی ابتداء ہوئی وہ 7 جمادی الثانی پیر کا دن تھا۔ اس دن ہوا سرد تھی آپ نے غسل کیا تو بخار آ گیا۔ آپ تقریباً 15 دن گھر میں رہے اور مسجد میں نہ جا سکے۔ یہی قول زیادہ ترجیح کے لائق ہے کیونکہ اس طرح ان کی وفات 22 جمادی الثانی کو واقع ہو جاتی ہے۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی زوجہ "اسماء بنت عمیس" نے آپ کے بیٹے عبد الرحمٰن کی مدد سے آپ کو غسل دیا، اور سیدہ عائشہ کی خاص سریر (چٹائی) پر رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کی خلافت کی مدت دو سال تین ماہ نو دن بنتی ہے۔

marfat.com

☆☆☆☆☆☆

امیر المومنین مرادرسول حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ

ولادت ونسب: امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق العدوی القریشی رضی اللہ عنہ، قبیلہ قریش اور خانوادۂ اصیل بن عدی سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کا سلسلہ نسب ''کعب'' میں جا کر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔حضرت عمر کی کنیت ''ابو حفص'' اور لقب ''فاروق'' ہے۔رسول اللہ کی ولادت کے تیرہ 13 برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے،اس بنا پر یہ تیرہ سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے ہیں۔

ابو حفص اور فاروق کہنے کی وجہ: ان کو ابو حفص کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ایک بیٹی کا نام حفصہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ان کو فاروق اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی اور مسلمانوں کی سر بلندی اور بتوں اور بت پرستوں کے سرنگوں ہونے کا آغاز ہوا۔ان کو فاروق کہنے کی ایک اور وجہ بھی منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی اور منافق کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ یہودی چاہتا تھا کہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں جبکہ منافق ''کعب بن اشرف'' (یہودیوں کے سردار سے) فیصلہ کروانے پر بضد تھا۔ بہر حال دنوں کی رضامندی کے بعد یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جہاں سے یہودی کے حق میں فیصلہ صادر ہوا۔ منافق نے حضور علیہ السلام کے فیصلے پر قناعت نہ کی اور یہودی کو لیکر حضرت عمر ﷛ کے پاس آ گیا۔ جب حضرت عمر ﷛ کو حقیقتِ حال سے آگاہی ہوئی تو اپنے گھر سے تلوار اٹھا لائے اور منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا اس کا فیصلہ عمر اسی طرح کرتا ہے۔ پس اس دن کے بعد ان کا لقب ''فاروق'' (حق و باطل میں فرق کرنے والا) پڑ گیا۔

یہ قول حضرت امام اعظم ﷛ کی شرح فقہ اکبر وغیرہ کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن دیگر کتب تاریخ و تراجم میں پہلے قول کو ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف ص 602 پر پہلے قول کی تائید میں تحریر ہے ''**وظهر الاسلام يوم اسلامه و سمى الفاروق لذالك**'' یعنی آپ ﷛ کے اسلام قبول کرنے سے دین اسلام ظاہر ہو گیا اس لئے ان کو فاروق کہا جاتا ہے۔

قبول اسلام: انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے چھٹے سال اور بقول بعض پانچویں سال اسلام قبول کیا اس وقت چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام قبول کر چکی تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ چالیسویں مرد خود حضرت عمر ﷛ تھے۔ سعید بن میتب، چالیس مردوں اور دس 10 عورتوں کے قائل ہیں اور عبداللہ بن ثعلب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ 45 مردوں اور 11 عورتوں کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا۔

marfat.com

مرادِ رسول ﷺ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب راقم (علی محمد بلخی) کے فہم و ادراک سے بڑھ کر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل، عدل و انصاف سے فیصلے کیا کرتے اور حقوق شناسی کو بہت پسند کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے دعا فرمائی

......

''اللھم اعز الاسلام باحب ھٰذین الرجلین

عندک بعمر ابن الخطاب او بعمر ابن ھشام''

یعنی اے اللہ عمر بن خطاب اور عمر بن ھشام (ابو جہل) میں

سے جو تجھے پسند ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔

رسول خدا ﷺ کی دعا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی اس لئے ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد بہت سی آیات ان کی تمنا اور خواہش کے مطابق نازل ہوئیں۔

بہت سی آحادیث ان کے فضائل و مناقب میں بیان ہوئی ہیں چنانچہ...... ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''لو کان بعدی نبی لکان عمر''

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا''

(اس شان و عظمت کے باوجود) ان کی عاجزی و انکساری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جمعہ کے دن جب منبر بالا پر جلوہ فگن ہوتے تو عام سا لباس زیب تن ہوتا اور عام لوگوں میں ذرا بھی ممتاز نہ ہوتے۔ ابتدائے خلافت میں آپ کو خلیفۂ رسول اللہ کہہ کر پکارا جاتا تو آپ نے از راہ انکسار اس سے منع فرما دیا اور سادہ سا لقب ''امیر المؤمنین'' پسند فرمایا۔ یہ کلمہ ان سے قبل کسی کیلئے استعمال نہیں ہوا۔

marfat.com

عالمگیر فاتح: ان کے دور میں عالمگیر فتوحات ہوئیں، اس وقت دنیا کی دو عظیم قوتیں ''فارس وروم'' ان کے دبدبہ وہیبت سے لرزتی تھیں۔ غنائم واجناس اور سونا وچاندی کسی سیلاب کی مانند مدینہ میں پہنچتی۔ فتوحات کی خوش کن خبریں روزانہ دربار میں آتیں مگر اس کے باوجود آپ متواضع رہتے تھے۔ اندازہ لگاؤ کہ (ان فتوحات کے) زمانے میں حج کیلئے روانہ ہوئے تو ایک چادر یا خیمہ گرمی سے بچنے کیلئے پاس نہ تھا۔ بلکہ اس سفر میں تمام لوگوں سے کم حیثیت نظر آتے تھے۔ حالانکہ قوت اسلام نے اس وقت ایک زمانہ کو منتشر کیا ہوا تھا، کوفہ وبصرہ آباد ہو چکے تھے، مصر سکندریہ، شام اور عراق کے اکثر شہر، روم آزربائیجان، فارس، کرمان اور طبرستان وغیرہ فتح ہو چکے تھے۔

آپ کی فتوحات کی تفصیل کتب تواریخ میں دیکھی جا سکتی ہے یہ مختصر رسالہ تمام حالات کی گنجائش نہیں رکھتا۔

وصال اطہر: بالآخر 26 یا 27 ذوالحجہ بدھ کی صبح 23ھ کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ''ابولولو'' کی ضرب سے زخمی ہوئے۔ آپ پر تلوار کے چار زخم آئے، جمعرات کے دن آپ نے عالم فانی کو الوداع کہا۔ آپ ﷛ کی عمر نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبر ﷛ کی عمر کے موافق 63 برس ہوئی آپ کو جوارِ خیر البشر ﷺ میں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف ص 602 پر ہے کہ آپ کو 10 محرم الحرام 24ھ اتوار کے روز دفن کیا گیا۔ آپ کی خلافت کی مدت 10 سال 6 ماہ بنتی ہے۔ آپ کی مہر (Stamp) پر یہ عبارت کندہ تھی

''کفیٰ بالموت واعظا یا عمر'' اے عمر نصیحت کیلئے موت ہی کافی ہے۔

marfat.com

☆☆☆☆☆☆☆

امیر المؤمنین دامادِ رسول حضرت عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ

اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

نام ونسب اور لقب: ان کا نام عثمان اور لقب ذوالنورین ہے۔ پانچویں پشت میں ان کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے جاملتا ہے۔ (یعنی عبد مناف تک جا کر)۔

ان کی والدہ "اروی بنت ام حکیم بن عبد المطلب تھیں۔ الغرض حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پدری و مادری دونوں طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت رکھتے تھے۔

ذوالنورین کہنے کی وجہ: ان کو ذوالنورین کہنے کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو 2 دختر نور بصر یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔ حضرت عثمان غنی کے علاوہ دنیا میں کسی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی کہ کسی پیغمبر کی دو صاحبزادیاں اس کے نکاح میں آئی ہوں۔ جب حضرت رقیہ بنت رسول رحلت فرما گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

marfat.com

اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ رقیہ کی بہن ام کلثوم کو تیرے نکاح میں دے دوں۔ پھر جب حضرت ام کلثوم بھی وسال فرما گئیں تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ''اگر میری اور بھی کوئی دختر ہوتی تو میں عثمان کے نکاح میں دے دیتا''

مدت خلافت: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلافت کیلئے منتخب ہوئے، اور بارہ دن کم بارہ سال مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے۔

وفات: بالآخر 35ھ میں انتہائی مظلومیت کی حالت میں باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا اور مدینہ منورہ میں حش کوکب کے مقام پر مدفون ہوئے۔ (چہار یار رسول ص 74)

آپ کی شہادت کا واقعہ بہت طویل ہے تاہم اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی خلافت کے آخر پر کچھ لوگوں کو آپ سے اختلاف پیدا ہو گیا، جو بڑھتا بڑھتا اس حد تک پہنچا کہ بغاوت کا آغاز ہو گیا۔ باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور ان کا پانی بند کر دیا حتیٰ کہ آپ انتہائی مظلومیت کی حالت میں درجۂ شہادت کو پہنچ گئے۔ اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف میں آپ کے قاتل کا نام ''اسود التجیبی'' مرقوم ہے جو مصر کا باشندہ تھا۔

آپ کی خلافت کی ابتداء محرم 24ھ کو ہوئی اور آپ کی وفات 82 سال اور بعض کے بقول 88 یا 89 برس کی عمر میں ہوئی۔ آپ کی تاریخِ شہادت 18 یا 19 ذوالحجہ بنتی ہے۔

(اسماء الرجال مشکوٰۃ فی ترجمۃ علی ابن ابی طالب۔ عمدۃ المقامات)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

امیر المومنین دامادِ رسول زوجِ بتول سیدنا علی المرتضی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ

ولادت، نام اور کنیت: آپ کی ولادت واقعہ فیل کے اٹھائیس سال بعد خانہ کعبہ میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوالحسین، ابوالسبطین، ابوالریحانتین اور ابوتراب ہے۔ جبکہ آپ کے القابات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

قبول اسلام: کم سنی کے عالم میں اسلام قبول کرنے والے آپ پہلے شخص تھے۔ ''اکمال'' میں ہے کہ اکثر اقوال کے مطابق مردوں میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے۔ عمدۃ المقامات میں ہے کہ صحیح قول کے مطابق عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ، جوانوں میں حضرت ابوبکر اور بچوں میں حضرت علی نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

غزوہ تبوک کے علاوہ تمام معرکوں میں صحابہ کرم کے دوش بدوش حاضر رہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خانہ نبوی کی سرپرستی کیلئے مدینہ چھوڑ دیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے روز یہ خلافت کیلئے مقرر ہوئے اور جماعتِ مسلمین نے برضا

marfat.com

ورغبت ان سے بیعت کی، اور مسند خلافت آپ کے وجود سے مزین ہوئی۔

وفات: بے سروسامانی اور رنج کے عالم میں آپ نے احکام ماضیہ کو شروع کیا۔ بالآخر 17 یا 18 رمضان المبارک 40 ہجری جمعہ کے روز عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے سوءِ ہدف کا نشانہ بنے۔ جسے دشمنان اسلام نے اس کام پر ابھارہ تھا۔ اور مسجدِ کوفہ میں زخمی ہوئے۔ اور با ختلاف قولین مذکورین 19 یا 21 رمضان المبارک کو جہان فانی کو الوداع کیا اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

حضرت امام حسن ﷺ نے جنازہ کی امامت کروائی اس کے بعد وصیت کے مطابق کوفہ کے ایک خفیہ مقام پر ان کو دفن کیا گیا۔

تنبیہ: حضرت علی ﷺ کی تدفین کے بارے مورخین نے بہت اقوال نقل کئے ہیں۔ بعض نے کوفہ، بعض نے نجف، بعض نے مدینہ، بعض نے عدن اور بعض نے دو پہاڑوں کے درمیان کا قول کیا ہے۔

بہر حال ابتدائی مدفن ان کا جو بھی مقام تھا ان کے اہلبیت ہی اس سے مطلع تھے۔ اس کے بعد امیر ابومسلم خراسانی کے دور میں ان کے جسد اطہر کو بلد فاخرہ ''بلخ'' میں ''تل خیران'' کے مقام پر جو کہ اب مزار شریف کے نام سے مشہور ہے منتقل کردیا گیا۔ آپ اس قدیمی خطہ میں مدفون ہیں۔

اس حوالہ سے بندہ راقم الحروف (علی محمد بلخی) نے بہت محنت کی ہے اور اخبار کثیرہ اور معتمد تواریخ اور اکابرین کے کثیر اقوال سے اس بات کی نقل دیکھی ہے۔ ان کتابوں کی تعداد تقریباً 35 تک پہنچی ہے۔ جن کی تحقیق پر ایک علیحدہ رسالہ موجود ہے۔

بعد کے مورخین جو اس نقل سے باخبر تھے نے ابتدائی دفن اور پھر منتقل کرنے کو اپنی مولفات

marfat.com

میں ذکر کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے ابتدائی دفن کا حال کسی کتاب میں دیکھا ہے۔ لیکن اس کے منتقل ہونے کی اطلاع نہیں رکھتے ہوسکتا ہے اس کا انکار کردیں۔

مولانا عبدالغفور شاگرد مولانا جامی علیہما الرحمہ نے اس حوالے سے مستقل رسالہ تالیف کیا ہے۔

حضرت جامی خود بھی فرماتے ہیں۔

گویند کہ مرقد علی در نجف است — در بلخ چو خورشید ذات الشرف است

جامی نہ عدن گو نہ بین الجبلین — خورشید یکست نور او ہر طرف است

"لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی مرقد نجف میں ہے ۔حالانکہ بلخ میں خورشید کی طرح ان کی ذات شریف موجود ہے۔ جامی ان کی ذات نہ عدن میں نہ بین الجلبین بلکہ خورشید ایک ہی ہے اس کا نور ہر طرف ہے"۔

حضرت میرزا عبدالقادر عرف مرزا بیدل عارف بدخشی بھی کلیات بیدل میں فرماتے ہیں

زاقبال عرب غافل مباشید ای عجم زادان

سر بر اقتدار بلخ ہم شاہ نجف دادر

اس کے علاوہ دیگر اصحاب کشف نے بھی اس بات کی تائید کی ہے۔ اور حافظ نور محمد کہگدای نے اس رسالہ کے آخر میں مورخین کے تمام اقوال کو نقل کیا ہے۔ جو لوگ اس مقام کی مزید تحقیق چاہتے ہیں وہ اس رسالہ مذکورہ سے اپنے شکوک وشبہات کو دور کرسکتے ہیں۔

اب ہم دوبارہ اپنے اصل سخن کی طرف چلتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ دیگر آٹھ ازواج سے نکاح فرمایا۔ ان آٹھ مستورات سے آپ نے سیدہ کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ اور ان سے 1 لڑکے اور 17 لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

آپ کی عمر مبارک 63 سال ہوئی اور مدت خلافت چار سال نو ماہ اور چند روز تھی۔ اس مدت

marfat.com

میں مسئلہ جہاد تاخیر کا شکار ہو گیا اور فتوحات اسلامی جو زمانہ عثمانی میں کابل، بلخ اور تخار تک پہنچ چکی تھیں تعطل کا شکار ہو گئیں۔تمام دور خلافت جنگ وجدل اور نزاع بین المسلین کی نذر ہو گیا ،سوائے جنگ نہروان کے کیونکہ اس میں خوارج کے ساتھ مقابلہ ومقاتلہ ہوا تھا۔اور یہ جنگ تمام صحابہ کرام کے نزدیک پسندیدہ قرار پائی۔اور وہ جو جنگ جمل میں حضرت طلحہ، زبیر اور سیدہ عائشہ کے ساتھ مقابلہ مشہور ہے،تو تاریخ کی کتابوں میں بہت ساری رنگ آمیزی اور بے اصل حروف کی ذیادتی دیکھی جا سکتی ہے۔یہ تمام واقعات تائید کے لائق نہیں ہیں اور واقعہ صفین جو کہ حضرت معاویہ اور اہل شام کے ساتھ پیش آیا اس کو علماحق اہلسنت خطاءِ اجتہادی پر محمول کرتے ہیں کیونکہ تمام اصحاب رسول صاحب اجتہاد تھے۔لہذا اپنی زبان کو ان کے بارے ذکر خیر کے بغیر نہیں کھولنا چاہئے۔چنانچہ حضرت علی ؓ خود فرماتے ہیں۔

اخوا ننا بغو ا علینا لیسوا کفرۃ ولا فسقۃلمالھم من التاویل

ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی ،نہ تو وہ کافر ہیں نہ ہی فاسق ، جبکہ ان کیلئے تاویل کی گنجائش ہے۔

خلفاء راشدین ؓ کے حالات، **القطرۃ تشھد عن البحر** (قطرہ سمندر کی خبر دیتا ہے) کے مطابق میں نے حوالہ قلم کئے ہیں۔

اب میں چاہت ہوں کہ ان حضرات کی مرویات جو صحیحین میں متفق علیہ ہیں یا انفرادی طور پر موجود ہیں۔ان کو زینت قرطاس کروں۔

نمبر شمار	نام	ٹوٹل روایات	بخاری ومسلم	بخاری	مسلم	دیگر کتب
1	حضرت ابوبکر	142	6	11	1	106
2	عمر فاروق	539	10	9	15	505

marfat.com

3	عثمان غنی	146	3	8	5	130
4	حضرت علی	586	20	9	15	542

☆☆☆☆☆☆

تابعی روح اللہ صحابی رسول اللہ ابو عبد اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ حضور علیہ السلام کے کبار صحابہ کرام میں سے ہیں۔

نام ونسب:۔ آپ کا نام سلمان بن اسلام ہے جبکہ علامہ ابن اثیر نے آپ کا نام ونسب یوں ذکر کیا ہے۔ ماب بن بوذخشان بن مورسلان بن بہبودان بن فیروز بن سرک۔

(اسد الغابہ جلد 2 ص 333)

آپکی ولادت ایران میں مجوسیوں کے گھر میں ہوئی۔ والد کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی تھا۔

تلاش حق: ایک مرتبہ آپ کو والد نے کھیتوں میں بھیجا تو راستے میں آپ نے ایک گرجے میں عسائیوں کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا اور کہا۔ یہ مذھب ہمارے مذھب سے بہتر ہے۔ آپ نے پوچھا اس مذھب کی اصل کہاں ہے تو لوگوں نے کہا شام میں، تو حضرت سلمان بھاگ کر شام چلے گئے۔ اور وہاں پادری کے پاس رہنے لگے جو کہ ایک لالچی شخص تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ایک دوسرا پادری مقرر ہوا جو کہ عابد وزاہد اور صاحب ورع وتقوی تھا۔ آپ

marfat.com

کو اس سے انسیت ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ رہنے لگے جب اس کا وقت مرگ قریب آیا تو آپ نے عرض کیا کہ اب میں کس سے فیض حاصل کروں؟ پادری نے کہا کہ موصل چلے جاؤ فلاں شخص دین حق کا سچا پیروکار ہے۔ اس کے پاس گئے اور خدمت کی۔ اس نے بھی اپنی وفات کے وقت ایک شخص کا بتایا جو نصیبین میں مقیم تھا۔ اس کے بعد عموریہ میں پہنچے مگر اس شخص سے زیادہ فیض حاصل نہ ہو سکا (بظاہر) اگر انصاف سے دیکھا جائے تو اسی نے ہی تو اصل فیض دیا تھا کیونکہ اس نے مرتے ہوئے حسب ذیل ملفوظات سے نوازہ......

اور اس نبی کے ظہور کا وقت قریب ہے جو عرب کے ریگستان سے نکلے گا اور دین ابراھیمی کو زندہ کرے گا۔ اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ کو اپنے اوپر حرام کرے گا۔ اس کے دوشانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔ (اے سلیمان!) اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

آپ غلام بنا لئے گئے: چونکہ آپ کو اس پادری نے علامات رسول ﷺ سے آگاہ کر دیا تھا اور بتلا دیا تھا کہ اس پیارے نبی ﷺ کا ظہور عرب میں ہو گا لہذا آپ کے دل میں عرب کے ریگستان میں جانے کی تڑپ پیدا ہوئی اور وہاں جانے کے ذرائع تلاش کرنے لگے۔ آخر ان کی تلاش ختم ہوئی اور عموریہ سے بنو کلب جانے والے کچھ تاجر مل گئے۔ اس کے بعد ان کے درمیان کیا بات ہوئی ملاحظہ فرمائیں۔

جب آپ ان تاجروں سے پہلے ملے تو کہا اگر تم مجھے عرب پہنچا دو تو میں اپنی بکریاں اور گائیں وغیرہ تم لوگوں کو دے دوں گا۔ جس پر وہ لوگ راضی ہو گئے اور ان کو اپنے ساتھ لے لیا مگر راستے میں ان لوگوں نے وادی القریٰ میں پہنچ کر دھوکا دیا اور ایک یہودی کے ہاتھوں آپ کو فروخت کر دیا۔

marfat.com

لہذا اس طرح دھوکے سے آپ کو غلام بنا لیا گیا چند دنوں کے بعد اس یہودی کا ایک چچازاد مدینہ سے اسے ملنے آیا تو اس نے اس کے ہاتھوں آپ کو فروخت کر دیا۔ اس طرح آپ اس کے ساتھ مدینہ یعنی اپنی منزل مراد تک تو پہنچ گئے مگر غلامی آپ کا مقدر بن گئی کیونکہ اس بعد آپ تقریبا 18 آدمیوں کے غلام رہے صحیح بخاری میں ہے حضرت ابو عثمان حضرت سلیمان فارسی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ'' انه تداوله بضعة عشر من رب الیٰ رب '' یعنی انہیں تقریبا دس ۱۰ آدمی یکے بعد دگرے غلامی میں رکھتے رہے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 3652)

معلوم ہوا کہ آپ کو تقریبا دس آدمیوں نے غلام بنا لیا تھا۔ جس شخص کے ساتھ آپ مدینہ میں تشریف لائے تھے وہ دوسرا آدمی تھا جس کے آپ غلام بنے لہذا اس کے بعد تقریبا آٹھ آدمیوں کا غلام بن کر آپ کو انتظار محبوب کرنا پڑا۔

قبول اسلام: ۔ ایک دن آپ ایک درخت پر چڑھ کر کچھ درست کر رہے تھے اور آپ کا مالک نیچے بیٹھا تھا اس کے عم زاد (چچازاد) نے آکر بتلایا کہ قبا میں سب لوگ ایک شخص کے پاس کھڑے ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی کو چونکہ پادری نے علامات نبوی بتائی تھیں جن میں ایک یہ بھی تھی اس ذیشان نبی کا ظہور عرب سے ہو گا۔ لہذا آپ خوش ہو گئے اور چند دن کے بعد کھانے پینے کی کچھ اشیا لیکر حاضر ہوئے اور صدقہ پیش کیا جس کو حضور علیہ السلام نے حاضرین میں تقسیم فرما دیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ لیا۔ تو ایک نشانی کی تصدیق ہو گئی کہ وہ نبی صدقہ نہیں کھائے گا۔ اگلے دن آپ حاضر خدمت ہوئے اور چند کھجوریں بطور ہدیہ پیش کیں جن کو نبی علیہ السلام نے قبول فرماتے ہوئے خود بھی تناول فرمایا اور حاضرین کو بھی عطا فرمائی اس طرح دوسری علامت کی تصدیق بھی ہو گئی کہ وہ پیارا نبی

marfat.com

ہدیہ قبول کرے گا۔

یونہی آپ نے مہر نبوت کی بھی زیارت کی اور بوسہ کی سعادت حاصل کی۔ بتلائی گئی علامات تو مصدقہ ہو چکی تھیں لہذا اب وقت آ پہنچا تھا کہ دنیاوی غلام سے نکل کر حقیقی غلامی کو اختیار کرتے ۔حضور علیہ السلام نے آپ کو اپنے سامنے بلایا آپ نے اپنی سرگذشت سنائی اور پھر کلمہَ اسلام پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور غلامی رسول کا پٹہ اپنے گلے کی زینت بنالیا۔

یہودی کی غلامی سے آزادی:۔ غلامی کے باعث آپ کو ارکان اسلام ادا کرنے میں دشواری ہوتی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالک کو معاوضہ دیکر آزاد ہو جاؤ لہذا مالک کیساتھ تین سو ۳۰۰ کھجوروں کے درخت اور چالیس ۴۰ اوقیہ سونا معاوضہ طے ہوا۔ مسلمانوں نے مل کر تین سو درخت دیے اور ایک غزوہ سے انڈے کے برابر سونا حضور علیہ السلام کو ملا تو آپ نے وہ بھی دے دیا اور حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ آزاد ہو گئے۔

آپ کی فضیلت میں احادیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت تین اشخاص کی مشتاق ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۔(جامع ترمذی رقم الحدیث 3732)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے چار لوگوں سے محبت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور وہ کون حضرات ہیں فرمایا ان میں سے علی ہیں (یہ بات تین بار ارشاد فرمائی) اور سلمان مقداد اور ابوذر بھی انہیں میں سے ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خاندان نبوت سے محبت واخلاص واختصاص نسبت اس حد تک تھا کہ حضور انور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ **سلمان منا اهل البيت** ۔یعنی سلمان میرے

marfat.com

اہلبیت میں سے ہیں۔ (کنوز الحقائق للمناوی ص 142، حضرات القدس حصہ 1 ص 85)

شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث سے سلمان فارسی ﷜ کے گناہوں سے پاک ہونے کا استدلال فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کو اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ''یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا ''یعنی اللہ چاہتا ہے کہ اے میرے نبی کے اہلبیت وہ تم سے گندگی کو دور فرما دے اور تمہیں یوں پاک کردے جیسے پاک کرنے کا حق ہے۔

(حضرات القدس اردو 85)

نسبت روحانی: ۔ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ حضرت سلمان فارسی ﷜ حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت بابرکت میں کمالات باطنیہ کے اقصیٰ واعلیٰ مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ مگر پھر بھی آپ کی حضرت ابوبکر صدیق ﷜ سے خاص روحانی نسبت تھی۔

(تاریخ اولیا فارسی 50)

سخاوت وکسب معاش: ۔ امیر المومنین حضرت عمر ﷜ نے آپ کو مدائن کا حاکم مقرر فرمایا اور سالانہ پانچ ھزار درھم بیت المال سے آپ کیلئے مقرر فرمائے۔ آپ یہ رقم لیکر فقیروں میں تقسیم کر دیتے اور خود زنبیل بنا کر خرچ چلاتے۔ آپ سارا سال محنت کرتے اور بکریوں کے بال صاف کر کے ان کی رسیاں بناتے اور ان کی کھالوں سے تھیلے بناتے اور اگر کسی کو جنگ میں ضرورت پڑتی تو اس کو دے دیتے۔ آپ لوگوں کے صدقات میں سے نہیں کھاتے تھے بلکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے شکم کا سامان حاصل کرتے۔ آپ کھجور کے پتوں کا بھی کام کرتے اور فرماتے کہ ''کھجور کے پتے ایک درھم میں خرید لیتا ہوں پھر انہیں بنا تا ہوں اور تین درھم میں بیچ دیتا ہوں ایک درھم کام میں لگاتا ہوں۔ ایک اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درھم لو

marfat.com

کوں میں خیرات کر دیتا ہوں۔ (طبقات الصوفیہ اردو 85)

عاجزی وانکساری: ۔ایک مرتبہ آپ بازار سے گزر رہے تھے اور ایک آدمی بہت سارے سیب خرید کر کسی مزدور کو تلاش کر رہا تھا تا کہ سیب اٹھوا کر گھر تک لے جائے اسی اثنا میں اس نے دیکھا کہ آپ ایک کمبل اوڑھے ہوئے جا رہے ہیں (وہ جانتا نہ تھا کہ آپ امیر ہیں) اس نے سمجھا کہ کوئی مزدور ہے اور آواز دی کہ میرے سیب اٹھا کر گھر چھوڑ آؤ آپ نے اس کے سیب اٹھائے اور اس کے گھر کی جانب چلنا شروع کر دیا اور یہ نہ بتایا کہ میں امیر ہوں۔ ابھی کچھ ہی دور گئے تھے کہ ایک آدمی ملا اور کہنے لگا اللہ ہمارے امیر کو اچھا رکھے کیا وجہ ہے کہ آپ نے سیب کی اتنی بھاری گٹھی سر پر اٹھا رکھی ہے۔ دوسرے شخص کو اب معلوم ہوا کہ یہ تو امیر ہیں فوراً قدموں میں گرا اور معافی کا طلب گار ہوا، آپ نے فرمایا تو نے اپنے گھر تک لیجانے کا ارادا کیا تھا لہذا جب تک میں سیبوں کو تیرے گھر تک نہیں لے جاتا واپس نہیں جاؤں گا۔
(تاریخ الاولیاء ص 50 حضرات القدس اردو 87-86)

یہ کوئی ایک دو بار کا واقعہ نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ مدائن کا امیر ہونے کے باوجود اس در جہ سادگی سے رہتے کہ لوگ آپ کو کوئی محنت کش سمجھ کر سامان کی نقل وحمل کیلئے پکڑ لیتے۔ اگر کوئی پہچان لیتا تو آپ اس وقت تک واپس نہ ہوتے جب تک اسے گھر نہ پہنچا دیتے۔
خادم کو جب کسی کام سے بھیجتے تو اس کی بجائے آٹا خود گوند لیتے اور فرماتے کہ ہم اس پر دو کاموں کا بوجھ جمع نہیں کریں گے۔ (طبقات الصوفیہ اردو 85)

دنیا سے بے رغبتی: ۔ جب آپ مرض میں تھے تو بہت لوگ آپ کے پاس عیادت کیلئے جمع ہوئے دیکھا تو رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے شور و فریاد کرتے ہوئے زار وزار رو رہے تھے لوگوں نے عرض کیا حضور آپ یوں کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا میری گریہ زاری موت کی وجہ نہیں اور نہ

marfat.com

ہی کمینی دنیا کی آرزو میں رو رہا ہوں بلکہ حضور انور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر تو قیامت میں مجھے دیکھنا اور مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے تو دنیا سے دور رہنا اور دنیا سے اس طرح جانا جس طرح میں جا رہا ہوں ۔ اور دیکھو اب میں کوچ کر رہا ہوں تو میرے پاس اتنا مال و اسباب ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں میں آپ ﷺ جمال جہاں آرا سے محروم رہ جاؤں ۔ حالانکہ اس وقت آپ کے پاس ایک نقارہ، لوٹا، پاندان، ایک پوستین اور ایک کمبل جو کہ آپ بدن پر اوڑھے ہوئے تھے ۔ کے سوا کچھ نہ تھا ۔ (حضرت القدس اردو 87) (طبقات 86)

ازدواجی زندگی: ۔آپ کے متعلق ایک غلط روایت مشہور ہے ۔ کہ آپ مجبوب تھے اس لئے آپ نے شادی نہیں کی حالانکہ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ۔ آپ ؓ نے قبیلہ نبی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی جس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ۔ ان لڑکوں سے آپ کی بہت نسل چلی جس میں اکثر صاحب علم و فضل اور عاشقان رسول ہوئے ۔

(حضرات القدس 87)

ایک روایت کے مطابق آپ کی تین بیٹیاں بھی تھیں جو کہ اصفہان میں رہتی تھیں ۔

(اسد الغابہ جلد 2، 328)

وفات: ۔اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے شاید آپ ہی سب سے طویل العمر تھے ۔ اہل علم کے نزدیک آپ کی عمر کم از کم دوسو پچاس 250 سال اور زیادہ سے زیادہ 350 سال تھی ۔ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عیسی علیہ السلام کی وحی پائی ۔ آپ ہی رسول اللہ ﷺ کے وہ واحد صحابی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی بھی تھے ۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 2 ص 328 تاریخ الاولیاء ص 50 حضرات القدس 1 ص 88)

آپ ؓ نے حضرت عثمان غنی ؓ کے آخیر زمانہ خلافت میں 35/36 میں وفات پائی

marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو غسل دینے کیلئے ایک رات میں مدینہ سے مدائن تشریف لائے اور غسل دے کر اسی رات واپس مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

ملفوظات:۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن کی مثال اس مریض کی طرح ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہو جو اس کی بیماری اور دوائی کو جانتا ہو اور جب وہ مریض کوئی نقصان دہ چیز کی خواہش کرتا ہے تو طبیب اسے منع کر دیتا ہے۔اسی طرح مومن جب کسی (نقصان دہ) چیزوں کی خواہش کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے منع فرما دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں تعجب ہے......

ا۔دنیا کی آرزو کرنے والے پر حالانکہ موت اسے طلب کر رہی ہے۔

۲۔تعجب ہے غافل پر حالانکہ ہر وقت نگاہ قدرت میں ہے۔

۳۔تعجب ہے ہنسنے والے پر حالانکہ اسے معلوم نہیں اس کا رب اس سے راضی ہے یا ناراض۔

(طبقات الصوفیہ ص86)

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

حضرت امام قاسم بن محمدؒ بن ابوبکر صدیق ﷺ

آپ عظیم تابعین اور مدینہ کے سات فقہاء (1) میں سے ہیں۔ اہل زمانہ سے افضل اور ثقہ تھے۔ رفیع القدر عالم، فقیہ، امام، متقی اور کثیر الحدیث تھے۔ اپنے والد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد یتیم ہوئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زیر سایہ پرورش پائی۔ آپ امام زین العابدین کے خالہ زاد بھائی، امام محمد باقر کے سسر اور امام جعفر صادق ﷺ کے نانا ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے "اشعۃ اللمعات" جلد 1 صفحہ 85 پر ایسا ہی فرمایا ہے۔ اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف میں بھی ان کو فقہاء سبعہ، اکابر تابعین اور اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں میں نے مدینہ میں قاسم بن محمد سے فاضل تر کسی شخص کو نہیں پایا۔ ارغام المرید ص 38 پر ہے کہ " وکان عمر ابن عبد العزیز یقول لو کان لی ان اعھد لعھدت القاسم "یعنی اگر میں کسی کو اپنا نائب بناتا تو قاسم بن محمد کو بناتا۔ امام عبدالروف مناوی "کواکب الدریۃ" میں رقم طراز ہیں کہ " انہ (ای القاسم)

marfat.com

كان عالما فقيها ورعا مفتيا زاهدا حجة ''یعنی حضرت قاسم بن محمد عالم، فقیہ، متقی، مفتی زاہد اور حجت تھے۔آپ اپنے زمانے میں اوصافِ حسنہ کا مجموعہ اور حافظ الحدیث تھے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس، ابن عمر، حضرت معاویہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کرتے تھے اور آپ سے خلق کثیر نے حدیث کو روایت کیا۔ اندازہ لگاؤ کہ ابن ابی الزناد کہتے ہیں'' ما رأيت احدا اعلم بالسنة من القاسم بن محمد '' یعنی میں نے قاسم بن محمد سے زیادہ سنت کا عالم کوئی نہیں دیکھا۔آپ کی ولادت 31ھ اور وفات 101ھ میں ہوئی۔ اس صورت میں آپ کی عمر 70 سال بنتی ہے۔ لیکن اشعۃ اللمعات جلد 1 ص 85 پر آپ کی وفات 101ھ یا 102ھ بعمر 70 یا 72 سال مرقوم ہے۔ اسماء الرجال مشکوۃ شریف ص 614 پر 101ھ بعمر 70 سال تحریر ہے۔ آپ کا مدفن حرمین (مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ) کے درمیان ہے۔ چنانچہ ارغام المرید ص 37 پر ہے'' مات بين المكة والمدينة حاجا او معتمرا'' یعنی آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان حج یا عمرہ کرتے ہوئے فوت ہوئے۔

علم باطن میں آپ کی بیعت حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے چنانچہ حضرات نقشبندیہ کی تمام کتب میں یہی بات راجح ہے کسی ایک فرد نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا۔ ان میں سے چند کتب یہ ہیں...... ارغام المريد، حديقة الندية، عمدة المقامات، حدائق وردية، سعادة الابدية، اور بهجة السنية وغیرہ۔

حاشیہ جات

(1)...... ان سات فقہاء کے نام یہ ہیں۔

marfat.com

1۔سعید بن المسیب 2۔عروہ بن زبیر 3۔قاسم بن محمد 4۔ابو بکر بن عبد الرحمٰن 5۔خارجہ بن زید 6۔عبید اللہ بن عبد اللہ 7۔سلمان بن یسار

قطب الارشاد صفحہ 463 پر ''شرح الفیہ'' تالیف امام سخاوی، سے نقل کیا گیا ہے کہ ان فقہاء کے اسماء درد سر اور آفات جیسا کہ کیڑا لگ جانا اور اس کی مثل دیگر آفات جو غلے کو نقصان دیتی ہیں کیلئے زود اثر ہیں۔ ارغام المرید ص 37 پر ''علامہ کمال الدین دمیری مؤلف حیاۃ الحیوان'' سے نقل کیا گیا ہے کہ ان فقہاء سبعہ کے نام لکھ کر گندم میں رکھے جائیں تو جب تک یہ اس میں رہیں گے وہ دیمک وغیرہ محفوظ رہے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

نام ونسب: آپ رضی اللہ عنہ اسم گرامی ''جعفر'' کنیت ''ابو عبد اللہ اور ابو اسماعیل'' اور ''صادق'' آپ کے مشہور القابات میں سے ہے۔ آپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ باپ کی طرف سے ''حسینی سید'' جبکہ والدہ کی جانب ''صدیقی'' ہیں۔ والد کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے...... جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے...... امام جعفر الصادق بن ام فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابو صدیق اکبر رضی اللہ عنہم۔

ولادت: اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف ص 589 پر آپ کا سن ولادت 80ھ مرقوم ہے اور بعض کے بقول آپ پیر کے روز 17 ربیع الاول 83ھ میں پیدا ہوئے۔

marfat.com

علوم ظاہری و باطنی: اپنے زمانے میں عمدہ ترین علماء وقت اور عرفاء زمان میں سے تھے۔ علم حدیث اپنے والدِ بزرگوار حضرت امام محمد باقر اور نانا حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے حاصل کیا۔ کسب و کمالات باطنی بھی انہی دونوں بزرگوں سے حاصل کئے۔ طریقہ اول جو کہ اپنے والد سے حاصل کو اصطلاحات صوفیہ میں "سلسلۃ الذہب" کہتے ہیں۔

نسبت باطنی: حضرت امام جعفر صادق ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ "ولدنی أبو بکر مرتین" مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو بار جنم دیا ہے۔ آپ کے اس فرمان کی دو توجیہات منقول ہیں......

(1)......مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ "ام فردہ" ہیں جو امام قاسم بن محمد کی صاحبزادی ہیں۔ اور "ام فردہ" کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ہیں۔ گویا حضرت قاسم بن محمد کی شادی اپنی چچا زاد سے ہوئی، اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ مجھے ابوبکر نے دو بار جنا ہے۔ (شواہد النبوۃ اردو ص 326)

(2)......آپ کے فرمان کی دوسری توجیہہ میں علماء فرماتے ہیں کہ آپ کو نسبت باطنی اپنے نانا امام قاسم بن محمد ﷺ سے ہے۔ اس لئے آپ کو ظاہری نسبت کے ساتھ ساتھ باطنی نسبت بھی خانوادۂ صدیق اکبر ﷺ سے ہے، جس کی بنا پر آپ نے فرمایا "**ولدنی ابو بکر مرتین**" یعنی مجھے صدیق اکبر ﷺ نے دو بار جنم دیا ہے۔ (حضرات القدس حصہ اول ص 90)

آپ حضرت عروہ، نافع، عطا، اور امام زھری سے حدیث روایت کرتے تھے۔ جبکہ آپ سے نامور ائمہ نے حدیث سماعت کی جیسا کہ یحیٰ بن سعید، ابن جریج، مالک بن انس، سفیان ثوری، ابن عیینہ، ابوحنیفہ اور ابوایوب الجستانی وغیرہم۔

حاضر جوابی و حق گوئی: احمد بن عمر بن مقداد فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک مکھی خلیفہ منصور

marfat.com

عباسی کے منہ پر آبیٹھی۔ ہر چند اسے اڑانے کی کوشش کی گئی مگر وہ پھر آ کر بیٹھ جاتی، اتنے میں حضرت امام جعفر صادق ﷺ تشریف لے آئے، خلیفہ نے انہیں دیکھا تو کہا اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے مکھی کو کیوں پیدا فرمایا؟ تو امام صاحب نے فرمایا ''اس لئے کہ اس کے ذریعے جابر حکمرانوں کو ذلیل کرے'' یہ جواب سن کر منصور ساکت ہو گیا۔

امام جعفر صادق ﷺ بے پنا قوت حافظہ کے مالک تھے۔ یہ واقعہ جہاں آپ کی بدیہہ گوئی پر دلالت کرتا ہے وہیں اس بات پر بھی شاہد و عادل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق ﷺ حکمرانوں کے سامنے بھی کلمہ حق بولنے سے گریزاں نہ تھے۔

وفات: آپ کی وفات شوال 148ھ میں ہوئی جیسا کہ اسماء الرجال مشکوٰۃ ص 589، عمدۃ المقامات ص 34، ارغام المرید ص 41 اور مطلع العلوم ص 83 پر موجود ہے۔ لیکن عمدۃ المقامات میں بروز پیر نصف رجب المرجب متعین کیا گیا ہے۔ آپ کی مرقد اقدس مدینہ طیبہ میں جنۃ البقیع میں ہے۔ وہیں آپ کے والد حضرت امام باقر اور آپ کے دادا حضرت علی زین العابدین کی قبور بھی موجود ہیں

مطلع العلوم ص 83 پر یہ بھی ہے کہ ا! جعفر دوانقی نے ظلماً آپ کو زہر دیا جس کے نتیجے میں آپ درجۂ شہادت کو پہنچے۔

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

حضرت ابو یزید طیفور بن عیسیٰ المعروف بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت اور نام ونسب: آپ کا نام طیفور بن عیسی بن آدم بن سروشان ہے۔آپ نے 160ھ ہجری میں اس دنیا کو رونق بخشی ۔آپ کے دادا اکبر (آتش پرست) تھے اور آخر عمر میں مسلمان ہو گئے تھے۔(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص116 سفینۃ الالیاء105)

آپ احمد حضرویہ، ابوحفص حداد اور یحییٰ بن معاذ رازی کے ہم عصر تھے۔حضرت شقیق بلخی کو بھی دیکھا ہے۔(مراۃ الاسرار 306)

آپ مادرزاد ولی تھے اور آپ کی کرامات کا ظہور بطن مادر سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں۔ جب میں کوئی مشتبہ لقمہ (جس کا حلال وحرام ہونا یقینی نہ ہو) پیٹ میں ڈالتی تو آپ میرے پیٹ میں تڑپنے لگتے ۔اور جب تک میں اس لقمہ کو نکال باہر نہ کرتی آپ کو چین نہ آتا۔(تذکرۃ الاولیا اردو 125)

marfat.com

نسبت باطنی: حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا علم باطن میں انتساب حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ سے ہے۔آپ کی تربیت انہی کے فیض باطن سے مکمل ہوئے۔کیونکہ آپ امام صاحب کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے۔تذکرۃ الاولیا میں کچھ واقعات ہیں جن سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ نے حضرت امام جعفر صادق ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے۔مگر وہ درست نہیں۔تحقیق یہی ہے کہ آپ کو ان کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ 117)

تذکرۃ الاولیاء میں مذکور ہے کہ آپ نے 113 اولیا کی خدمت کی ہے۔(صفحہ 126)

مختلف کتب میں آپ کے اکتساب فیض کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ آپ امام جعفر صادق ﷺ کے ہاں حاضر تھے۔حضرت امام نے فرمایا اے بایزید طاق سے کتاب پکڑاؤ۔عرض کیا حضور کونسے طاق سے، فرمایا اتنی مدت ہوگئی تجھے۔یہاں آتے ہوئے اور ابھی تک تجھے طاق کا پتہ نہیں چلا عرض کیا کہ مجھے اس سے کیا کام؟ میری مجال کہ آپ کے ہوتے ہوئے سر اٹھاؤں۔ میں یہاں طاق دیکھنے نہیں آتا۔فرمایا ایسا ہے تو تم بسطام چلے جاؤ تمہارا کام تو پورا ہو چکا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 126 مراۃ الاسرار ص 307)

ممکن ہے یہ واقعہ حضرت امام کے دربار پر حاضری کے موقع پر بطور کشف پیش آیا ہو کیونکہ اوپر بیان ہو چکا کہ آپ کی ولادت امام صاحب کی وفات کے بعد ہوئی۔

تلاش حق:۔ لڑکپن میں ہی تلاش حق کی خواہش آپ کے دل میں پیدا ہوگئی تھی۔

ایک بار استاذ سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے جب سورۃ لقمان کی اس آیت کریمہ پر پہنچے (ان شکر لی ولوالدیک)(میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر) تو استاذ سے اجازت لیکر گھر آئے اور والدہ سے عرض کی۔یا اللہ تعالی سے اس کا حق معاف کروا دیجیے یا پھر اپنا حق معاف

marfat.com

کیجئے۔ کیونکہ میں دو گھروں کا حق خدمت ادا نہیں کر سکتا۔ آپ کی والدہ نے فرمایا جا میں نے تجھے راہ خدا کیلئے چھوڑ دیا اور اپنا حق معاف کر دیا۔ اس کے بعد بسطام سے نکلے اور تیس سال تک شام کے جنگلوں میں پھرتے رہے۔ ریاضات اور مجاہدات کرتے رہے۔ اور خود کو بھوکا رکھتے۔ (مراۃ الاسرار 307)

مقام و مرتبہ: سلطان العارفین برہان المحققین خلیفہ الٰہی محرم راز نا متناہی لجئہ جہان ناکامی قطب وحدت حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کا شمار اکابر مشائخ میں ہوتا ہے۔ اپنے وقت کے سب سے بڑے ولی تھے۔ آپ حجۃ اللہ، قطب عالم اور مرجع اوتاد تھے۔ اسرار وحقائق میں آپ نظر بلیغ اور وجد تمام رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ مجاہدہ اور دل کو مشاہدہ میں مشغول رکھتے۔ احادیث کے متعلق آپ کی روایات نہایت عالی تھیں۔ آپ سے پہلے کسی کو معانی طریقت میں اس قدر ملکہ استنباط حاصل نہ تھا۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس شیوہ میں جو کچھ تھے یہی تھے۔ (مراۃ الاسرار 307 تذکرہ الاولیا 125)

ادب و احترام: دنیا و آخرت کا کوئی مقام ایسا نہیں جو ادب کے بغیر حاصل ہو جائے۔ اگر کسی میں ادب نام کی چیز نہ ہو تو چاہے دنیا اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے ہی کیوں نہ لیتی ہو اولیا کی صفوف اس خالی ہی رہیں گی۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ مرقع ادب و احترام تھے۔ چاہے خالق کائنات ہو یا مالک کائنات ﷺ، اولیاء اللہ ہوں یا رحمت خداوندی ماں کی صورت میں ہو بایزید بسطامی کے ادب و احترام کا قبلہ بنے رہے کہ جب آپ نے کعبہ (حج) کا سفر کیا تو ہر قدم پر دو دو رکعت نماز پڑھی حتی کہ 12 سال میں مکہ پہنچے اور فرمایا یہ کوئی عام دنیا کے بادشاہ کا در تھوڑی ہے کہ یک بارگی چلے آیئے۔

marfat.com

(2)...... جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو مدینہ طیبہ حاضری دیئے بغیر واپس آ گئے اور فرمایا یہ ادب نہیں کہ حج کرنے آؤ اور بہانے سے مدینہ کا چکر لگا لو۔ پھر آپ آئندہ سال صرف مدینہ کی حاضری ہی کیلئے تشریف لے گئے۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ 118-117)

(3)...... آپ خود فرماتے ہیں۔ وہ کام جس کو میں تمام کاموں سے پیچھے سمجھتا تھا وہ سب سے پہلے تھا۔ اور والدہ کی رضامندی تھی۔ اور فرمایا وہ چیز جو میں ریاضت و مجاہدات و مسافرت میں تلاش کرتا رہا وہ میں نے اس میں حاصل کی کہ ایک رات والدہ نے مجھ سے پانی طلب کیا میں پانی لینے کوزہ کے پاس آیا تو اسے خالی پایا۔ پھر صراحی دیکھی تو وہ بھی خالی تھی۔ میں نہر سے پانی لینے چلا گیا واپس آیا تو ماں سو چکی تھی رات بہت سرد تھی میں پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا حتی کہ پیالہ میرے ہاتھ میں جم گیا، جب والدہ بیدار ہوئیں تو ان کو معاملے کا پتہ چلا انہوں نے پانی پیا اور میرے لئے دعا کی اور فرمایا تو نے پیالہ نیچے کیوں نہ رکھ دیا۔ عرض کیا میں اس بات سے ڈرا کہ آپ بیدار ہوں اور مجھے حاضر نہ پائیں۔ (تذکرہ 127)

(4)...... ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کی والدہ نے فرمایا آدھا دراوزہ کھول دو حضرت بایزید فرماتے ہیں میں صبح تک حیران کھڑا رہا کہ دائیں ہاتھ کی طرف سے کھولوں یا بائیں طرف سے معلوم نہیں والدہ کی رضا کس میں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 127)

(5)...... آپ کے ادب کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے فوت ہوتے ہوئے وصیت کی تھی کہ میری قبر استاذ کی قبر سے گہری بنانا تا کہ ان کی بے ادبی نہ ہو۔

(نفحات الانس اردو 87)

(6)...... یہ واقعہ بھی ادب واحترام کی خوشبو سے لبریز ہے۔ منقول ہے کہ آپ کے گھر سے چالیس قدم کے فاصلے پر مسجد تھی مگر آپ نے اس کی تعظیم کی وجہ سے کبھی راستے میں نہیں تھوکا۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ 117)

marfat.com

(7)......ایک مرتبہ ان سے کسی نے کہا کہ فلاں جگہ ایک بزرگ ہیں۔ یہ ان کی ملاقات کو گئے جب وہاں پہنچے تو بزرگ نے قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ حضرت بایزید وہیں سے ملاقات کئے بنا واپس پلٹ آئے اور فرمایا اگر اس شخص کو طریقت میں کوئی دخل ہوتا تو خلاف ادب کام اس سے صادر نہ ہوتا۔

(8)......ایک بار آپ مسجد کی جانب گئے جب دروازے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر رونے لگے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور کیا ہوا؟ فرمایا میں اپنے آپ کو حائضہ عورت کی طرح پاتا ہوں۔ کہ وہ ڈرا کرتی ہے کہ اگر مسجد میں جائے تو اس آلودہ نہ کردے۔ (تذکرۃ الاولیا128)

کلام معرفت : حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا کلام معرفت کے موتیوں سے اس طرح پُر ہوتا تھا کہ بڑے بڑے صاحب ولایت سمجھنے سے خود کو قاصر تصور کرتے ایک دن کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے سر جھکا دیا۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا دراصل بات یہ ہے کہ میں صبح سے کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہوں۔ جو تم کو دوں اور وہ تمہارے حوصلہ میں سما سکے اور تم اس کو برداشت کرنے کی طاقت رکھو۔ مگر مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی۔

(تذکرۃ الاولیاء130)

ایک بار حضرت احمد حضرویہ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے ملاقات کیلئے گئے۔ گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو خواجہ احمد نے عرض کیا کچھ نیچے آیئے تا کہ میں سمجھ سکوں۔ بایزید کچھ نیچے آ گئے۔ انہوں نے عرض کیا حضرت کچھ اور نیچے آیئے آپ کچھ اور نیچے کی باتیں کرنے لگے پھر کہیں جا کر حضرت بایزید کا کلام سمجھے۔ (مراۃ الاسرار310)

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے درجات عالیہ سے نوازا تھا اور آپ کے ہم عصر اولیاء بھی آپ کی شان و مرتبہ کے معترف تھے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

marfat.com

فرماتے ہیں۔ حضرت بایزید ہمارے درمیان یوں ہیں جیسے فرشتوں میں جبرائیل ہیں۔

(تذکرہ الاولیا125)

حضرت ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے دیکھتا ہوں اور بایزید درمیان میں نہیں ہے یعنی جو بایزید ہے وہ حق میں گم ہے۔ (مراۃ الاسرار 307)

حضرت جنید بغدادی مزید فرماتے ہیں۔ تمام سالکین راہِ خدا کی جہاں کی انتہا ہوتی ہے۔ بایزید کی وہاں سے ابتدا ہوتی ہے۔ (ص307)

منقول ہے کہ حضرت ابوتراب بخشی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک بڑا سخی مرید تھا۔ اس نے اپنے پیر کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں دن میں سترہ (17) بار اللہ تعالی کا دیدار کرتا ہوں۔ فرمایا اگر ایک بار خواجہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا دیدار کرو تو میں سمجھوں گا کوئی کام کیا ہے۔ جب وہ حضرت کی زیارت کرنے گیا تو زیارت کرتے ہی جاں بحق ہو گیا۔

(تذکرہ130 مراۃ الاسرار310)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر روئی کو سارا دن سورج کے سامنے رکھو تو نہیں جلے گی لیکن اگر آفتاب کے سامنے آئینہ (یعنی آتشی آئینہ) رکھ دیا جائے اور اس کے ذریعے روئی پر عکس ڈالا جائے تو وہ فوراً جل جائیگی اس کی وجہ یہ ہے کہ آفتاب آئینہ پہ عاشق ہے اور اپنا جمال اس کے اندر دیکھتا ہے۔ لہٰذا جو چیز عاشق و معشوق کے درمیان حائل ہوتی ہے جل کر خاکستر ہو جاتی ہے۔ (مراۃ الاسرار310)

روحانی پیاس: یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو لکھ بھیجا کہ پیالہ محبت سے زیادہ پی لینے کی وجہ سے مجھے نشہ ہو گیا ہے۔ تو آپ نے جواب میں انہیں لکھا کہ تیرے غیر نے (مراد شیخ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی ذات ہے۔

marfat.com

) تو آسمان وزمین کے سمندر پی لئے اور ابھی تک سیر نہیں ہوا اور اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے "ھل من مزید" (یعنی کیا کچھ اور بھی ملے گا)۔ (طبقات شعرانی 183)

حضرت خواجہ بسطامی سے کسی نے پوچھا کہ سنت کیا ہے اور فرض کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سنت دنیا کو ترک کر دینا اور فرض اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ (سفینۃ الاولیا 106)

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ساری عمر کرامت کی بجائے کریم کو حاصل کرنے میں صرف کی۔ منقول ہے کہ ایک دن آپ دریائے دجلہ پر گئے تو وہ دونوں کناروں تک بھر آیا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس امر کے ظاہر کرنے میں ذرا بھی غرور اور فخر محسوس نہیں ہوتا کہ گو میں کتنا ہی بے حیثیت ہوں لیکن اپنی عمر کے تیس (30) سال کسی قیمت پر بھی ضائع نہیں کر سکتا۔ مجھے کرامت نہیں کریم چاہیے۔ (سفینۃ الاولیاء 106)

یہ واقعہ جہاں خواجہ بسطامی کی کرامت کے بجائے کریم کی محبت کو واضح کرتا ہے۔ وہاں آپ کی عاجزی وانکساری کی بھی روشن دلیل ہے۔

خواجہ بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو خالق و مالک ذات پر غایت درجہ کا توکل تھا جس کا اظہار وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا تھا۔ منقول ہے کہ آپ نے ایک بار کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد امام نے پوچھا شیخ! تم کوئی کام کاج تو کرتے نہیں ہو تمہارا کھانا پینا کہاں سے چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو میں پہلے نماز کا اعادہ کرلوں پھر تمہاری بات کا جواب دوں گا کیوں کہ جس کو روزی دینے والے کا پتہ نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ 121)

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیشہ "سے" کی بجائے "کو" کو ترجیح دی۔ حضرت خواجہ احمد خضرویہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں رب تعالیٰ کا فرمان سنا۔

یا احمد کل الناس یطلبون منی الا با یزید فا نہ یطلبنی اے احمد تمام لوگ مجھ سے مانگتے ہیں سوائے بایزید کے۔ وہ مجھ کو مانگتا ہے۔ (روض الریاحین 168)

marfat.com

اللہ کے اولیاء کا یہی طریق رہا ہے کہ وہ صرف مالک کی خواہش کرتے ہیں مخلوق کی نہیں۔

وفات: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے 15 شعبان 261 ہجری ایک روایت کے مطابق 234 ہجری میں وفات پائی، اور دنیا اللہ کے ایک محبوب سے محروم ہوگئی۔ آپ کا مزار بسطام میں ہے۔ (سفینۃ الاولیاء 106)

روایت ہے کہ آپ کی وفات کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کیا معاملہ ہوا فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا گیا تو اللہ نے پوچھا بوڑھے کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا جب درویش بادشاہ کے حضور حاضر ہو تو اسے یہ نہیں کہتے کہ کیا لائے ہو بلکہ پوچھتے ہیں کیا چاہتے ہو؟۔ (نفحات الانس اردو ص 88)

حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن جعفر الخرقانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی ''علی'' اور کنیت ''ابوالحسن'' ہے والد کا نام ''جعفر'' تھا۔ پورا نام یوں ہوا...... ''ابوالحسن علی بن جعفر بن سلیمان خرقانی''۔

ولادت: آپ کا ولادت کی حتمی تاریخ متعین نہیں البتہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس پیشین گوئی سے قریب قریب کی تاریخ معلوم کی جاسکتی ہے......

منقول ہے کہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال رباط دہستان زیارت کیلئے جایا کرتے تھے۔ وہاں شہداء کی قبریں تھے۔ جب خرقان سے گذرتے تو ٹھہر جاتے اور اس طرح سانس لیتے جیسے کچھ سونگھ رہے ہوں۔ مریدوں نے عرض کیا حضرت کیا سونگھ رہے ہیں تو فرمایا، میں چوروں کے اس گاؤں میں ایک مرد خدا کی خوشبو پاتا ہوں۔ اس کا نام ''علی'' اور کنیت ''ابوالحسن'' ہوگی۔ اس کے تین درجے مجھ سے زیادہ ہوں گے۔ 1، وہ اہل و عیال کا بھار اٹھائے گا۔ 2، کھیتی کرے گا۔ 3، اور درخت لگائے گا۔

marfat.com

(تذکرۃ الاولیاء فارسی ص 433)

حضرات القدس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ "اس کی ولادت مجھ سے سو برس بعد ہوگی"

(حضرات القدس اردو ص 105)

حضرت شیخ بایزید بسطامی کی وفات 15 شعبان 261 ہجری میں ہوئی اس کے مطابق حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کی ولادت 350ھ کے لگ بھگ ہو بنتی ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور شیخ بسطامی علیہما الرحمہ کی باہمی گفتگو کا ذکر ہے (وہ آگے آرہی ہے) جس میں شیخ خرقانی نے کہا ہے کہ (اے بایزید) آپ تو مجھ سے انتالیس سال پہلے گزرے ہیں۔

حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

نسبت باطنی: آپ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اویسی ہیں۔ یعنی آپ کی تربیتِ روحانی حضرت خواجہ بسطامی کی "روحانیت" اور "فیض باطن" سے ہوئی۔ البتہ آپ چند واسطوں سے حضرت بایزید کے مرید ہیں۔ کچھ علماء نے ان واسطوں کا ذکر یوں کیا ہے... حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی مرید ہیں، شیخ ابوالمظفر تک طوسی کے، وہ مرید ہیں شیخ ابویزید عشقی کے، وہ مرید ہیں شیخ محمد مغربی کے اور وہ مرید ہیں حضرت خواجہ بسطامی کے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

آدابِ شیخ اور کسبِ فیض: منقول ہے کہ ابتداء میں آپ بارہ سال تک عشاء کی نماز خرقان میں پڑھ کر حضرت بایزید کی مقرد انور پر حاضر ہوتے اور زیارت کرنے کے بعد مزار کی جانب پشت کئے بغیر الٹے قدموں واپس لوٹتے اور کہتے اے باری تعالیٰ جو خلعت تو نے بایزید کو عطا کی ہے اس کا کچھ حصہ ابوالحسن کو بھی عطا فرما۔ بارہ 12 برس کے بعد حضرت بایزید کی مرقد سے آواز آئی......

marfat.com

اے ابوالحسن! وقت آگیا ہے کہ تو بیٹھے۔

عرض گزار ہوئے......اے بایزید مدد کر میں اَن پڑھ ہوں اور رموزِ شریعت سے ناواقف ہوں

آواز آئی......اے ابوالحسن جو کچھ مجھے عطا کیا گیا تھا وہ سب تیرے طفیل تھا۔

عرض گزار ہوئے......اے بایزید آپ تو مجھ سے انتالیس سال پیشتر گزرے ہیں۔

آواز آئی...... ہاں لیکن جب میں خرقان سے گزرتا تھا تو ایک نوت دیکھتا تھا جو خرقان سے آسمان تک بلند ہوتا تھا۔ میں تین سال تک ایک حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا رہا۔ مجھے کہا گیا کہ میں تیرے نور کو اس حاجت روائی کیلئے سفارشی ٹھہراؤں۔

شیخ ابوالحسن فرماتے ہیں کہ چوبیس دنوں میں (ایک روایت کے مطابق جب میں خرقان پہنچا تو) میں نے قرآن سیکھ لیا۔ (تذکرۃ الاولیاء اردو ص 367)

مقام و مرتبہ: سرِ حلقۂ ارباب ذوق، مستغرق در بحر عشق و شوق، عارفِ نورانی، غوث الوقت عجوبۂ ربانی حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن جعفر الخرقانی رحمۃ اللہ علیہ، اپنے وقت کے غوث، یگانۂ روزگار اور قبلہ وقت تھے۔ آپ کے زمانے میں آپ کی طرف کوچ ہوا کرتا تھا۔ شیخ ابو العباس القصاب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ''ہمارا راز خرقانی پر جا پڑے گا'' یعنی ہمارے بعد رحلت و زیارت خرقانی کے طرف منتقل ہوجائے گی۔ (نفحات الانس اردو ص 335)

شیخ عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ......شیخ ابوالحسن خرقانی، اپنے زمانے کے (مملکت ولایت کے) بادشاہ، قطب اوتاد، ابدال عالم اور اہل نظرِ طریقت کے سلطان اور کوہِ تمکین تھے۔ علم معرفت میں ایک مسلمہ شخصیت تھے کہ جو ہر دم دل سے باحضور اور مشاہدۂ حق میں مشغول رہتے تھے۔ آپ بدن سے ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف رہنے والے، صاحب اسرار و حقائق عالی ہمت اور بزرگ مرتبہ شیخ تھے۔ بارگاہِ الٰہی میں ایسا قرب رکھتے تھے جس کی صفت بیان

marfat.com

نہیں ہو سکتی۔ (تذکرۃ الاولیاء اردو ص 366)

ملفوظات: لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ صوفی کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا، صوفی جبہ اور مصلے سے نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی وہ رسم و عادات سے صوفی بنتا ہے۔ ''صوفی آں بود کہ نہ بود'' صوفی وہ ہوتا ہے جو خود نہ رہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ صوفی اس دن ہوتا ہے کہ اس کو آفتاب کی حاجت نہ رہے اور صوفی اس رات ہوتا ہے کہ اس کو چاند، ستاروں کی ضرورت نہ ہو۔ اور نیستی یہ ہے کہ ہستی کی حاجت نہ ہو۔ (نفحات الانس اردو ص 335)

آپ سے پوچھا گیا...... مرد کو کیسے معلوم ہو کہ وہ بیدار ہے؟

فرمایا...... اس طرح کہ جب خدا کو یاد کرے تو سر سے پاؤں تک خدا کی یاد سے باخبر ہو۔

پوچھا گیا کہ...... سچ کیا ہے؟

فرمایا...... جو بات دل کہے وہ سچ ہے۔ (یعنی آدمی وہی بات کرے جو اس کے دل میں ہو)

پوچھا گیا...... اخلاص کس کو کہتے ہیں؟

فرمایا...... جو خدا کیلئے کرے وہ اخلاص ہے اور جو لوگوں کیلئے کرے وہ ریا ہے۔

پوچھا گیا کہ...... فنا و بقا کی بات کرنا کس کیلئے مناسب ہے؟

فرمایا...... اس آدمی کو کہ اگر اس کو ایک ریشمی تار سے آسمان کے ساتھ لٹکا دیں اور ایسی ہوا چلے کہ درخت، مکانات اور پہاڑ اکھڑ جائیں اور وہ ہوا دریاؤں کو بگاڑ دے مگر اس آدمی کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ (نفحات الانس ص 335)

آپ یہ بھی فرمایا کرتے کہ تو گانا گائے اور خدا کو چاہے اس سے بہتر ہے کہ تو قرآن پڑھے اور خدا کو نہ چاہے۔ (ایضاً ص 336)

شیخ شبلی نے فرمایا کہ ''میں چاہتا ہوں کچھ نہ چاہوں'' آپ نے فرمایا یہ بھی تو ایک چاہت ہے

marfat.com

محبوب محب کی گفتگو: کہتے ہیں کہ ایک رات آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ آواز آئی، ہاں اے ابوالحسن کیا تو چاہتا ہے کہ جو کچھ ہم تیرے بارے جانتے ہیں مخلوق سے کہہ دیں تا کہ وہ تجھے سنگسار کر دے۔ آپ نے عرض خداوند! جو کچھ میں تیری رحمت کے بارے جانتا ہوں لوگوں سے کہہ دوں تا کہ کوئی تجھے سجدہ نہ کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے آواز، نہ تم کہو نہ ہم کہتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء ص368)

وفات: آپ کی وفات منگل کی شب 10 محرم الحرام 425ھ میں ہوئی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کی صحبت میں مت بیٹھو کہ تم کہو خدا، اور وہ کچھ اور کہے۔

(سفینۃ الاولیاء اردو ص106)

شیخ ابوعلی فضل بن محمد الطوسی المعروف بوعلی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا نام فضل بن محمد ہے۔ خراسان کے شیخ الشیوخ ہیں اپنے وقت میں یکتا تھے اور اپنی طریقت میں خاص تھے۔ (نفحات الانس 399)

شیخ بوعلی فارمدی علیہ الرحمہ بڑے پر اثر خطیب اور شیریں گو واعظ تھے وعظ و تذکیر کی تربیت آپ نے ابوالقاسم قشیری سے حاصل کی۔ (مراۃ الاسرار 513)

یہ وہی شیخ ابوالقاسم قشیری ہیں جن کی مشہور تصانیف میں رسالہ قشیریہ۔ اور تفسیر قشیری ہیں۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ 131)

تصوف میں ان کی نسبت دو احباب کی جانب ہے ایک تو شیخ الشیوخ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کی جانب اور دوسری حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی کی طرف۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی خواجہ ابوالحسن خرقانی کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ (نفحات الانس 399 مراۃ الاسرار 513)

خطرات قلب: طائفہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوعلی کو خطرات قلب پر

marfat.com

واقفیت دی گئی تھی مگر اس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔ (حضرات القدس 111)

حضرت خواجہ بوعلی فامدی نے اپنی تعلیم و تربیت اور سلوک و معرفت کے حالات خود ارشاد فرمائے ہیں......

زیارت ولی: آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے جوانی میں طلب علم کیلئے نیشاپور گیا۔ میں نے سنا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر "منہ" سے تشریف لائے ہیں اور مجلس میں وعظ فرما رہے ہیں۔ میں شوق زیارت میں حاضر خدمت ہوا جب میری نگاہ ان کے رخ زیبا پر پڑی تو میں ان پر شیدا ہو گیا۔ اور گروہ صوفیا کی محبت میرے دل میں گر کر گئی۔ ایک دن میں مدرسہ کے حجرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں دیدار کی تمنا پیدا ہوئی حالانکہ وہ شیخ کے باہر تشریف لانے کا وقت نہ تھا میں نے بہت صبر کرنا چاہا مگر نہ کر سکا اور چوراہے میں آ گیا۔ کیا دیکھا کہ شیخ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔ میں بھی (چھپ چھپا کر) ان کے پیچھے ہو لیا۔ وہ ایک جگہ جا کر ٹھہر گئے اور میں بھی ایک کونے میں ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے شیخ مجھے نہ دیکھ سکتے تھے۔ شیخ سماع میں مشغول ہوئے اور ان پر کیفیت طاری ہوئی اور وجد عظیم ظاہر ہوا اور انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔ سماع سے فراغت کے بعد ان کے پھٹے ہو کپڑے اتار لئے گئے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ شیخ نے ایک آستین بمعہ دامن کے اٹھا کر علیحدہ رکھ لیا اور آواز دی کہ اے ابوعلی طوسی تو کہاں ہے۔ میں خاموش رہا کیونکہ شیخ نے نہ مجھے دیکھا تھا اور نہ ہی وہ مجھے پہنچانتے تھے۔ میں نے سوچا ہو سکتا ہے ان کے مریدوں میں سے کوئی ہو جس کا نام بھی علی طوسی ہو، شیخ نے دوبارہ آواز دی میں مگر میں نے پھر خاموشی کو اپنا لیا جب تیسری بار آواز دی تو میں اٹھا اور سامنے آ گیا آپ نے وہ آستین اور درمن مجھے دیا اور فرمایا جاؤ اور اس کو محفوظ رکھو۔ تم ہمیں اس آستین اور دامن کیطرح عزیز ہو۔ میں نے وہ کپڑا لے لیا اور شیخ کے ساتھ تواضع

marfat.com

اور ادب بجالایا اور اس ٹکرے کو ایک عزیز جگہ پر جا کر رکھ دیا۔ مجھے شیخ سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے اور عجب حالات پیدا ہوئے اور روشنیاں ظاہر ہوئیں۔

امام ابوالقاسم کی خدمت میں:۔ (آپ فرماتے ہیں) جب شیخ نیشاپور سے چلے گئے تو میں امام ابوالقاسم قشیری کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور جو واقعات و حالات پیدا ہوئے تھے ان کے سامنے ذکر کیئے۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے جا تحصیل علم میں مشغول ہو۔ میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا اور یہ روشنی بڑھتی جاتی تھی۔ میں تین 3 سال تک علم میں مشغول رہا حتی کہ ایک روز امام ابوالقاسم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جب علم نے تجھ سے ہاتھ اٹھالیا تو تو بھی اس سے ہاتھ اٹھالے اور طریقت کے کام میں لگ جا اور معاملہ میں مشغول ہو جا۔ میں مدرسہ سے اپنا سامان اٹھا کر خانقاہ میں لے آیا اور استاذ کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔

خدمت شیخ کی اہمیت: (آپ فرماتے ہیں) ایک دن امام ابوالقاسم حمام میں غسل فرمانے کیلیئے گئے تو میں اٹھا اور چند ڈول پانی کے اٹھا کر حمام میں ڈالے جب امام حمام سے واپس آئے تو نماز پڑھی اور فرمایا وہ شیخ کون تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا تھا۔ میں اس خوف کی وجہ سے کچھ نہ بولا کہ ہوسکتا ہے حضرت کو بھلا معلوم نہ ہوا ہو۔ آپ نے دوسری بار پھر پوچھا مگر میں اب بھی خاموش رہا۔ جب آپ نے تیسری بار دریافت کیا تو میں نے عرض کیا حضور یہ خادم تھا۔ آپ نے فرمایا اے بوعلی جو کچھ ابوالقاسم نے ستر سال میں پایا تھا تو نے پانی کے ایک ڈول میں پالیا۔ پھر میں ایک عرصہ تک شیخ کے پاس ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہا۔ ایک دن مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی اور میں اس میں گم سا ہو گیا۔ میں نے یہ حالت شیخ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوعلی میرا سلوک اس مقام سے زیادہ نہیں آگے کا حال

marfat.com

میں نہیں جانتا۔ میں نے دل میں سوچا کہ مجھ کو ایسا پیر (تلاش کرنا) چاہیے جو مجھے اس سے بھی آگے لے جائے۔ وہ حالت مجھ پر بڑھتی گئی اور کمال کو پہنچ گئی۔ چونکہ میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی کا نام سن رکھا تھا لہذا میں طوس کیجانب چل نکلا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ دیکھا تو آپ اپنے مریدوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کی اور شیخ کے سامنے چلا آیا۔ حضرت اس وقت مراقبہ میں تھے آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا آؤ بوعلی کیا چاہتے ہو۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا اور اپنے واقعات بیان کئے۔ شیخ نے فرمایا تمہاری ابتدائی حالت تم کو مبارک ہو تم ابھی کسی مرتبہ کو نہیں پہنچے اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے مرتبہ کو پہنچو گے۔ میں نے دل میں کہا کہ میرے یہی پیر ہیں اور وہیں مقیم ہو گیا۔ آپ ایک عرصے تک مجھ سے ریاضتیں اور مجاھدے کرواتے رہے۔ ایک دن میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے نکاح کر لینے کا ارشاد فرمایا اور اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا عقد کر دیا۔ قبل اس کے کہ شیخ ابوالقاسم مجلس مقرر کریں حضرت ابوسعید ابوالخیر "منہ" سے آئے ہوئے تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے بوعلی وہ زمانہ آگیا کہ اب تجھے طوطی کی طرح بولنا سکھائیں گے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ شیخ ابوالقاسم نے میرے لیے مجلس مقرر کی اور (اسرار) کی باتیں مجھ پر کھل گئیں۔ (نفحات الانس اردو 401)

وفات: حضرت شیخ بوعلی فارمدی کی تاریخ وصال حضرات القدس میں ۵۱۱ درج ہے جبکہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں ۴۷۷ لکھی ہوئی۔

رسالہ قشیریہ کے مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ۴۷۷ ھ تحریر کی ہے۔

(مقدمہ رسالہ قشیریہ 96)

marfat.com

☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ ابو یعقوب محمد یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

اسم وولادت: حضرت خواجہ کا نام محمد یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے آپ کی ولادت 440 میں ہوئی۔آپ کے آباء واجداد ہمدان کے باشندے تھے (سفینۃ الاولیاء108)

تعلیم وتربیت:۔ اٹھارہ برس کی عمر میں آپ بغداد تشریف لے گئے اور علامہ ابو اسحٰق شیرازی سے علم فقہ حاصل کیا اور اپنے ساتھیوں پر فوقیت لے گئے۔آپ علم فقہ وغیرہ خصوصا منطق میں اپنے معاصرین سے بڑھ گئے تھے آپ کی جودت ذہنی ہی تھی کہ علامہ ابو اسحٰق شیرازی آپ کو چھوٹی عمر ہونے کے باوجود شاگردوں میں سے اول نمبر پر بٹھایا کرتے تھے۔

(نفحات الانس اردو ص406)

حصولِ علم کیلئے سفر: آپ نے حصولِ علم کی خاطر متعدد ممالک کے دورے کئے جن میں سے بغداد، اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند، اور بخارہ سرفہرست ہیں۔ان ممالک میں جا کر آپ نے بحرِ علم سے اپنی تشنگی کو خوب بجھایا اور مشائخ کی کثیر جماعت سے حدیث کا سماع کیا۔

marfat.com

(نفحات)

فقہی مسلک اور پند و نصائح: فقہاء اربعہ میں سے آپ امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد اور سچے پکے حنفی تھے۔ تعلیم کے بعد آپ نے پند و نصائح کا سلسلہ شروع کیا اور لوگوں کو خوب نوازا، علماو مشائخ کا جم غفیر ہمہ وقت آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوا کرتا تھا۔ آپ کو فتاوی دینیہ اور احکام شرعیہ پر پوری دستگاہ حاصل تھی اور آپ علوم و معارف میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ (حضرات القدس 114)

علماء و فقہا بڑی تعداد میں آپ کی خانقاہ میں جمع رہتے تھے اور مجلس علم میں حاضری دیتے۔ آپ نے آذربیجان، عراق اور خراسان کے لوگوں کو خوب تربیت فرمائی۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ 134)

بیعت: مشہور یہ ہے کہ آپ حضرت خواجہ ابو علی فارمدی کے مرید ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے شیخ عبداللہ جونی اور شیخ حسن سمنانی کی بھی صحبت اختیار کی۔

(سفینۃ الاولیاء 108 مراۃ الاسرار 531)

حضرت یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ امام عالم، عارف ربانی صاحب احوال اور اللہ کی عظیم مہربانیوں، کرامات اور مقامات جلیلہ والے تھے۔ آپ نے عبادات، مجاہدات اور ریاضیات کا طریق اختیار کیا اور مشائخ نقشبندیہ کی صف اول کے مقیم ہوئے۔ ابتداء میں آپ مرو میں مقیم تھے پھر وہاں سے ہرات تشریف لے گئے کچھ مدت وہاں اقامت اختیار کی۔ بعد ازاں مرو کے لوگوں کی التماس پر مرو آئے مگر پھر ہرات واپس چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ مرو جانے کے ارادے سے نکلے مگر راستے میں آپ کا وصال ہو گیا۔ (نفحات الانس 407)

خواجہ محمد یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے علو درجات کا اندازہ اس بات سے بھی لگائیے

marfat.com

سکتا ہے کہ وقت کے سلطان الاولیا اور امام الکل حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم سرکار رضی اللہ عنہ آپ ہی کے صحبت یافتہ تھے۔ امام محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے خود ان کا تذکرہ فرمایا ہے......

قدم الیٰ بغداد رجل من همدان یقال له یوسف الهمدانی و کان یقال له انه قطب"

یعنی ہمدان سے یوسف ہمدانی نامی شیخ بغداد میں تشریف لائے ہیں۔ اور ان کے بارے کہا جاتا ہے کہ وہ قطب ہیں۔ (بھجۃ الاسرار عربی ص 47)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا......

"یا عبدا لقادر تکلم علی الناس فقلت یا سیدی انا رجل ا عجمی کیف اتکلم علی فصحاء بغداد فقال لی انت الان حفظت الفقه واصول الفقه والاختلاف والنحو واللغة و تفسیر القران الاان یصلح لک ان تتکلم علی الناس اصعد علی الکر سی و تکلم علی النا س فا نی اری فیک عر قا سیصیر نخلة"

یعنی اے عبدالقادر لوگوں کو وعظ و نصیحت سنایا کرو میں نے عرض کیا سیدی میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کیسے گفتگو کروں فرمایا تم نے فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذہب، نحو لغت اور تفسیر قرآن کو خوب حاصل کیا ہے پھر کیونکہ آپ لوگوں کو کلام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ آپ کرسی پر بیٹھیے اور لوگوں سے گفتگو کیجیے بے شک میں آپ میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب درخت ہو جائے گی۔ (بھجۃ الاسرار ص 396)

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض تصانیف میں فرماتے ہیں کہ 602ھ میں شیخ اوحدالدین کرمانی شہر قونیہ سے میرے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک

marfat.com

میں خواجہ محمد یوسف ہمدانی جو کہ ساٹھ سال سے زیادہ وہ عرصہ مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ایک دن اپنے گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ باہر نکلنے کو جی چاہا حالآنکہ جمعہ کے علاوہ ان کی عادت نہ تھی کہ باہر نکلتے، اس لئے یہ عادت ان پر گراں گزری۔ان کو کچھ معلوم نہ تھا کہ کہاں جانا ہے لہذا آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کی باگ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جہاں اللہ چاہے گا لے جائے گا۔وہ گھوڑا ان کو شہر سے باہر جنگل کی طرف لے گیا یہاں تک کہ ایک ویران مسجد میں لے جا کر کھڑا ہو گیا۔شیخ نیچے اترے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔دیکھا ایک نوجوان سر نیچا کیے ہوئے تھا۔اس نے سر اٹھایا اور کہا اے یوسف! مجھے ایک مشکل مسئلہ درپیش ہے۔آپ نے اس کا مسئلہ حل کیا اور فرمایا اے فرزند تجھے جو مسئلہ ہو شہر آ کر مجھ سے پوچھ لیا کرو مجھے یوں تکلیف نہ دیا کرو۔اس نوجوان نے شیخ کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجھے کوئی مشکل پیش آئے گی تو ہر پتھر میرے لیے آپ جیسا یوسف بن جائے گا۔شیخ ابن عربی فرماتے ہیں میں نے اس سے جان لیا کہ مرید اپنی سچائی سے شیخ کو اپنی جانب متوجہ کر سکتا ہے۔(نفحات الانس ص 407)

کرامات:۔ خواجہ محمد یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ صاحب کرامات بزرگ تھے جن سے متعدد کرامات وخوارق عادات ظاہر ہوئیں۔ان میں سے چند حسب ذیل ہیں......

☆......منقول ہے کہ ایک مرتبہ فرنگیوں نے ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو قید کر لیا وہ عورت گریہ وزاری کرتی حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنا حال کہہ سنایا۔حضرت نے اس کو صبر کرنے کی نصیحت کی۔اس نے کہا میں صبر نہیں کر سکتی۔آپ نے اس وقت ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی کہ۔یا اللہ اس کو قید سے چھڑا دے اور جلد رہائی عطا فرما۔پھر فرمایا "جا تو لڑکے کو اپنے گھر میں پائے گی"

عورت جب گھر لوٹی تو لڑکے کو موجود پایا۔تعجب ہو کر لڑکے سے کیفیت دریافت کی

marfat.com

تو لڑکے نے کہا میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور بیڑیاں میرے قدموں میں تھیں نگہبان میرے ارد گرد تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا پھر پلک جھپکتے ہی وہ مجھ کو یہاں لیا آیا۔ عورت حضرت کے پاس آئی اور لڑکے کا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا۔ کیا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہے۔ (بہجۃ الاسرار عربی ص 147 اردو ص 345)

☆......مروی ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ دو فقیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا خاموش ہو جاؤ تم بدعتی ہو۔ آپ نے فرمایا تم خاموش ہو جاؤ اور زندہ نہ رہو۔ اتنا کہا تھا کہ وہ فوراً مر کر گر پڑے۔ (ایضاً)

☆......ایک مرتبہ آپ جامعہ نظامیہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے کہ ابن السقاء جو مشہور فقیہ تھا، اٹھا اور آپ سے ایک سوال پوچھا آپ نے فرمایا بیٹھ جا، میں تیرے کلام سے کفر کی بو پاتا ہوں۔ تیری موت اسلام پر معلوم نہیں ہوتی۔ اس واقعہ کے عرصہ بعد ایک نصرانی روم کے بادشاہ کی طرف سے ایلچی بن کر خلیفہ کے پاس آیا۔ ابن السقاء نے اس کا مصاحب بننے کی درخواست جو اس نے قبول کی اور اس کو اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا اور روم کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا جہاں ابن السقاء نے مذہب اسلام چھوڑ کر نصرانیت کو اپنا لیا اور اس مذہب پر واصل جہنم ہو گیا۔ (نفحات الانس 408)

ابن السقاء کا واقعہ اور بھی بہت سے طریق سے روایت کیا گیا ہے۔ بہر حال یہ بات پکی ہے کہ اس نے نصرانیت کو اختیار کر لیا تھا۔ ابن السقاء وقت کا مشہور فقیہ اور حافظ قرآن تھا مگر اولیاء کی گستاخی کی بڑی عظیم سزا پائی۔ آج بھی کچھ لوگوں میں ابن السقاء کے جراثیم پائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

کہتے ہیں کہ بوقت موت ابن السقاء سے پوچھا گیا کہ تجھے قرآن کی کوئی آیت یاد ہے؟ تو اس نے کہا نہیں صرف یہ آیت یاد ہے۔ "ربما یود الذین کفروا لو کانوا

marfat.com

مسلمین "یعنی بہت سے کافر لوگ (کافروں سے دوستی کرنے والے) قیامت کے دن کہیں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔(قلائد الجواہر اردو ص 249)

وفات:۔ خواجہ محمد یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہرات سے مرو جاتے ہوئے راستے میں 535 ہجری میں ہوئی۔ پہلے آپ کو وہیں دفن کیا گیا جہاں آپ نے وصال فرمایا تھا بعد ازاں مرو کے لوگ آپ کے جسد مبارک کو مرو لے گئے۔ اب آپ کا مزار پرانوار مرو میں ہے۔ جس کی عام طور پر لوگ زیارت کرتے اور فیض لوٹتے ہیں۔(نفحات الانس ص 407)

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی المالکی نسباً الحنفی مذہباً رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ان کے والد کا نام "عبد الجلیل" تھا جو ولایت روم میں رہتے تھے۔ حوادث زمانہ کی وجہ سے بخارا چلے آئے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحب تھے انہوں نے ان کو، خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی بشارت بھی دی تھی۔ یونہی ہوا کہ حضرت خواجہ کی ولادت "غجدوان" میں ہوئی اور وہیں ان کو دفن کیا گیا۔ غجدوان بخارا سے چھ فرسنگ دور ایک قصبہ ہے۔

از غلام المرید ص 52 پر ہے کہ ان کی ولادت سے پہلے ہی حضرت خضر علیہ السلام نے ان کا نام عبد الخالق رکھا تھا۔ اور جب یہ پیدا ہوئے اور سن بلوغت کو پہنچے تو حضرت خضر علیہ السلام نے ہی ان کو ذکر خفی اور نفی اثبات کا طریقہ جو اس سلسلہ (نقشبندیہ) کے اکابرین میں معروف تھا، تعلیم دیا۔

آپ طریقت میں حجت اور اکابرین میں مقبول ہوئے۔ آپ سے پہلے یہ طریقہ "طیفوریہ" کے نام سے معروف تھا آپ کے بعد اس سلسلہ پر 'خواجگان' کا لقب غالب آگیا اور یہ سلسلہ

marfat.com

حضرت خواجہ شاہِ نقشبند تک اسی نام ولقب سے معروف رہا۔ مولانا جامی نے ''نفحات'' میں اسی طرح تحریر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام ان کے ''پیر سبق'' اور حضرت خواجہ یوسف ان کے پیر صحبت وخرقہ ہیں۔

کرامات: ان کی کرامات میں سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ فرض نماز حرم شریف میں ادا کیا کرتے تھے۔

معاملات ہمدانیہ، مناقبِ خواجہ یوسف ہمدانی اور ''رسالة الوصية فی آداب الطريقة'' ان کی تالیفات میں سے ہیں۔

وفات: صحیح قول کے مطابق آپ کی وفات 12 ربیع الاول 575ھ میں ہوئی۔

جو لوگ 617 کہتے ہیں، غلط ہے۔

فائدہ: غجد وان کو بعض لوگ دال کے فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں اور کچھ ضمہ کے ساتھ۔ لیکن ''خیر الکلام فی التفیض عن اغلاط العوام'' میں فتحہ کے ساتھ پڑھنے کو ترجیح دی ہے اور ضمہ کے ساتھ ''غجدُ وان'' پڑھنے کو غلط کہا ہے۔ البتہ غین پر ضمہ پڑھا جاتا ہے۔ ''غُجدَ وان''

واللہ اعلم بحقائق التحقیق والتدقیق۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

marfat.com

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہ

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت "ریوگر" میں ہوئی جو بخارا سے چھ 6 فرسنگ کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ حضرت عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ کے چار خلفاء تھے جن کے اسماء یہ ہیں۔

1۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری 2۔ حضرت خواجہ اولیاء کبیر

3۔ حضرت خواجہ احمد صدیق 4۔ خواجہ سلیمان کرینی قدس سرہم

صاحب نفحات نے "خواجہ سلیمان کرینی" کا ذکر نہیں کیا اور حضرت خواجہ عبدالخالق کے صرف تین خلفاء کو شمار کیا ہے۔ آپ ان میں سے اعظم خلیفہ تھے جو کارخانہ عرفان کے بادشاہ ہیں۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کا سلسلہ ان خلفاء میں سے آپ تک پہنچتا ہے۔ تا حیات حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر رہے اور باطنی فیوض وکمالات حاصل کئے۔ علم وحلم، زہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت اور اتباع سنت نبوی میں اعلیٰ شان رکھتے تھے۔

وفات: آپ کی تاریخ وفات ارغام المرید ص 53 پر تبیان الوسائل الحقائق فی بیان سلاسل الطرائق کے حوالہ سے 649ھ تحریر ہے۔ جبکہ بعض دوسری کتب 616ھ ماہِ شوال درج ہے۔

marfat.com

جملہ حقوق بحق مترجم ومؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب............**تذکرۂ مشائخ سیفیہ**
تالیف............مولانا محمد عرفان طریقتی القادری
حسب الارشاد............ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی
اشاعت بارِاول............ستمبر 2010ء شوال 1413ھ بموقع عرس مولانا ہاشم سمنگانی
ٹائٹل ڈیزائنر............رانا محمد عمران
کمپوزنگ............محمد شہزاد
ناشر............بہار اسلام پبلی کیشنز 1910/D-1 گجرپورہ سکیم لاہور
پرنٹرز............نفیس دارالکتابت شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار
تعداد............2000
قیمت............روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سیفیہ مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیرآباد شریف
اصغر علی سیفی کیپ ہاؤس مرکزی آستانہ عالیہ فقیرآباد شریف
دارالعلوم جیلانیہ رضویہ نادرآباد بیدیاں روڈ لاہور کینٹ
آستانہ عالیہ سیفیہ بابا فرید کالونی چونگی امرسدھو لاہور
دارالعلوم جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات بادشاہی روڈ ادھوال کلاں گجرات
مکتبہ سیفیہ مدنی سیفی پلازہ رحمٰن شہید روڈ گجرات
نیو القمر بک کارپوریشن گنج بخش روڈ لاہور 0423-7355359

انجمن بہار اسلام و دارالعلوم جامعہ سیفیہ (رجسٹرڈ) 1910/D-1 بلاک گجرپورہ سکیم شیر شاہ روڈ لاہور
0333-0312-0322-4229760-0322-0313-4642506-0423-6844786

marfat.com

محفل ذکر

و

ختم خواجگان

ہر اتوار بعد نماز فجر

محفل

درود شریف

ہر جمعرات بعد نماز عشاء

آستانہ عالیہ عباسیہ مجددیہ سیفیہ

D/1 بلاک گجر پورہ سکیم لاہور

marfat.com

محفل ذکر

مرکزی آستانہ عالیہ
نقشبندیہ سیفیہ فقیر آباد شریف

زیرِ صدارت،

پیر طریقت
رہبر شریعت
صاحبزادہ والا شان
حضرت علامہ مولانا

محمد سعید حیدری سیفی

دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف

اجتماعی محفل ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے بعد نماز مغرب تا رات گئے تک

ہفتہ وار محفل ذکر ہر جمعرات بعد نماز عشاء

ختم خواجگان روزانہ بعد نماز عصر

marfat.com

مکتبہ سیفیہ

ماہنامہ بہار اسلام
کا تازہ شمارہ اور
بہار اسلام کی دیگر
مطبوعات
بھی دستیاب ہیں

ہمارے ہاں ہر قسم کی اسلامی کتب
اور رسائل و ٹوپی، عمامے، مسواک
عطریات وغیرہ دستیاب ہیں

صاحبزادہ نجیب اللہ سیفی
0321-0300-4810356

مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف

marfat.com

محفلِ ذکر

آستانہ عالیہ عابدیہ سیفیہ ہر ہفتہ مغرب تا عشاء

اجتماعی محفل
ہر انگریزی ماہ کے دوسرے ہفتے
بعد نماز مغرب

دار العلوم
جامعہ جیلانیہ رضویہ

نئے سال کی کلاسز کا آغاز
درس نظامی میں

داخلہ جاری ہے
دینی و عصری علوم کا مرکز

نادر آباد نمبر 1 بیدیاں روڈ لاہور کینٹ
0323-0300-4264924
0423-5721609

marfat.com

انجمن بہار اسلام کے زیر اہتمام

بہار اسلام ویلفیئر سوسائٹی

دریاں | پلیٹیں | جگ
گلاس | ٹب | کفن

اور دیگر ٹینٹ کا سامان مفت حاصل کریں
غریبوں کی ہر خوشی و غمی میں بہار اسلام آپ کے ساتھ

منجانب
ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی
سرپرست اعلیٰ
انجمن بہار اسلام
0322-4229760

چوہدری محمد ندیم (چیئرمین) 0322-4477442
ڈاکٹر اعجاز احمد سیفی 0300-4625526
محمد شہباز باغ علی 0321-9424020
سید زاہد علی

marfat.com

(تاریخ اولیاء فارسی ص 74)

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ

ولادت: آپ کی ولادت ''انجیر فغنی'' میں ہوئی۔ یہ بخارا کے علاقوں میں سے وابکنہ کا ایک گاؤں ہے۔ وابکنہ ایک قصبہ ہے جو چند دیہات اور مزروعہ کھیتوں پر مشتمل، شہر سے تیس کوس پر واقع ہے۔ آپ تادم اخیر یہیں تشریف فرما رہے اور لوگوں کی تربیت و ہدایت میں معروف رہے۔ (حضرات القدس اردو ص 139)

نسبتِ باطنی: طریقۂ نقشبندیہ میں آپ کا انتساب ''حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری'' سے ہے۔ آپ، خواجہ ریوگری کے اعظم واکمل اصحاب میں سے تھے۔ جب خواجہ ریوگری کا وقتِ وصال قریب آیا تو انہوں نے آپ کو اپنا خلیفہ و نائب مقرر کیا اور لوگوں کی رشد و ہدایت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص 147)

ذکر جہر: آپ نے اقتضائے زمانہ اور وقت کی مصلحتوں کے پیش نظر طلاب کو ذکر جہر کی اجازت دی۔ اس طریقہ عالیہ میں آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ذکر جہر شروع کیا۔

حضرت خواجہ عبدالخالق اور خواجہ عارف ریوگری نے ذکر بالجہر نہیں کیا۔ خواجہ اولیاء کبیر نے خواجہ محمود انجیر فغنوی پہ اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے پیر کے طریقے کے خلاف ذکر

marfat.com

بالجہر کیوں شروع کیا؟۔آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ''مجھ کو حضرت پیر نے اخیر وقت میں یہ فرمایا تھا کہ تم ذکر جہر کیا کرو''۔(حضرات القدس ص 139)

حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمہ کا یہ کہنا کہ مجھے پیر صاحب نے آخیر وقت میں حکم دیا کہ تم ذکر جہر کرو، اس کی توجیہہ میں ''علامہ محمد حسن نقشبندی مجددی قدس سرہ'' رقم طراز ہیں......

راقم الحروف (محمد حسن نقشبندی) کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ آخر نفس میں حضرت خواجہ عارف کا ذکر جہر فرمانا ایسا تھا جیسا دمِ اخیر مریض کے پاس باآواز بلند ذکر، کلمہ یاد دلانے کے واسطے کہا کرتے ہیں۔اس سے خواجہ محمود اجازتِ ذکرِ جہر سمجھے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص 147)

ذکر بالجہر کی اجازت کس کیلئے؟: منقول ہے کہ مولانا حافظ الدین بخاری علیہ الرحمہ جو کہ علماءِ کبار اور خواجا محمد پارسا کے اجداد میں سے تھے، نے رئیس العلماء علامہ شمس الائمہ حلوائی اور دیگر کثیر علماء کی موجودگی میں حضرت خواجہ محمود سے پوچھا کہ آپ ذکر بالجہر کس نیت سے کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا......

''اس لئے تا کہ سویا ہوا بیدار ہو جائے ، غافل آگاہ ہو جائے ، اور استقامتِ شریعت کے ساتھ اس راہ پر آئے۔اور حقیقتاً توبہ کی طرف راغب ہو''

یہ سن کر مولانا نے فرمایا، آپ کی نیت درست ہے۔آپ کیلئے یہ شغل مباح ہے لیکن اس کی کوئی حد مقرر فرمائیے جس سے حقیقت ومجاز آشنا اور بیگانہ ویگانہ ممتاز ہو جائے۔

خواجہ محمود علیہ الرحمہ نے فرمایا ...... یہ ذکر بالجہر اس شخص کو مسلم ہے جس کی زبان دروغ (جھوٹ) وغیبت سے پاک ہو، اس کا حلق حرام وشبہ کے لقمے سے صاف ہو، اس کا دل ریا سے پاکیزہ ہو، اور اس کا سر (سوچ وفکر) توجہ ماسواء سے خالی ہو۔(ایضاً ص 148)

marfat.com

قابل اقتداء کون؟: خواجہ علی رامتینی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور پوچھا کہ اس زمانے کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا مرتبہ رکھتا ہو، تاکہ دستِ ارادت سے اس کا دامن پکڑوں اور اس کی پیروی کروں۔ حضرت خضر نے فرمایا "ان صفات کے بزرگ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں"۔

خواجہ علی رامتینی کے بعض اصحاب نے فرمایا کہ وہ درویش خود حضرت رامتینی تھے، مگر اس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔

(رشحات عین الحیات ص 34)

کرامات: آپ سے متعدد کرامات وخوارق عادات ظاہر ہوئیں۔ افادۂ عام کیلئے ایک کرامت زینت قرطاس کی جاتی ہے......

ایک روز خواجہ علی رامتینی اپنے اصحاب کے ساتھ قریہ رامتین میں ذکر میں مشغول تھے کہ اتنے میں ایک بڑا سفید رنگ کا مرغ اڑتا ہوا ان کے سر پر سے گزرا۔ جونہی وہ مرغ آپ کے سر پر سے گزرا تو فصیح زبان میں بولا "اے علی! مردانہ رہ" تمام ساتھی اس مرغ کو دیکھتے ہی اور سنتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو خواجہ علی سے پوچھا کہ ہم نے اس وقت جو دیکھا اور سنا اس کی حقیقت کیا ہے؟۔ آپ نے فرمایا......

خواجہ محمود علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بزرگی عطا فرمائی ہے کہ آپ ہمیشہ اس مقام میں جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے ہزاروں کلمات فرمائے، پرواز کرتے ہیں۔ آپ اس وقت خواجہ دہقان قلتی (جو خواجہ اولیائے کبیر کے پہلے خلیفہ ہیں) کے سرہانے تشریف لے گئے تھے۔ کیونکہ ان کا وقت آخر قریب آ گیا تھا اور انہوں نے دعا کی تھی کہ اے اللہ میرے آخیر وقت میں اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھیج تاکہ اس وقت مجھے مدد پہنچے۔ اس

marfat.com

لئے خواجہ محمود کو حکم ہوا تھا کہ خواجہ دہقان کے پاس تشریف لے جائیں اور آخیر وقت میں اس کی مدد کریں۔ (حضرات القدس اردو ص 140)

وفات حسرت آیات: آپ کی وفات 715ھ میں ہوئی۔ اور آپ کا مزار پر انوار بخارا میں مرجع خاص و عام ہے۔ (سفینۃ الاولیاء اردو ص 110)

☆......☆......☆......☆......☆

حضرت خواجہ علی النساج رامیتنی المعروف حضرت عزیزاں قدس اللہ سرہ

آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اس طریقہ عالیہ میں آپ کا لقب، ''حضرت عزیزان'' ہے اور آپ کو ''شیخ علی نساج'' بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کپڑا بننے کا کام کرتے تھے۔

آپ حضرت خواجہ محمود رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے اعلیٰ و اکمل مقامات تک پہنچے۔ ارغام المرید ص 54 پر ''تبیان الوسائل'' کے حوالے سے نقل کیا گیا کہ آپ حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ کی صحبت فیض کے بھی مستفید ہوئے۔ اسی لئے مولانا جامی علیہ الرحمہ نے نفحات الانس میں حضرت عزیزاں کے ترجمہ میں تحریر کیا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اپنی غزلیات میں ایک شعر لکھا ہے جس کے بارے میں اکابرین سے سنا ہے کہ اس میں ''حضرت خواجہ علی'' کی طرف اشارہ ہے۔

کرنہ علم حال فوق قال بودی کی شدی

بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

بعض معربین نے اس شعر کو عربی قالب میں ڈھال کر یوں کہا۔

marfat.com

لو لحال لم یکن فصل علی قال لما

کان اعیان بخارا عبد نساج علی

ولادت: آپ کی ولادت راتین میں ہوئی جو کہ بخارا سے دو 2 فرسنگ دور ایک قصبہ ہے۔ جبکہ آپ کی تدفین، خوارزم میں ہوئی۔

تاریخ وفات: صاحب ارغام المرید وغیرہ نے آپ کی تاریخ وفات 28 ذوالقعدہ متعین کی ہے۔ رشحات میں اس تاریخ کے ساتھ 715ھ بھی مرقوم ہے۔ بروز پیر 130 ایک سوتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے بعد آپ کے کثیر خلفا نے طریقہ عالیہ کو ترویج دینے میں سعی کی جن میں سے اعظم واکمل حضرت خواجہ محمد بابا سماسی تھے۔

☆ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ☆

آپ حضرت عزیزان کے خلیفہ تھے۔ آپ نے خواجہ بہاؤالدین کو فرزندی میں قبول کیا۔

آپ جب بھی "قصر ہندوان" سے گزرتے تو فرماتے، مجھے اس خاک سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ اور عنقریب یہ "قصر عارفاں" بن جائے گا۔ ایک دن آپ حضرت امیر کلال جو کہ آپ کے خلفاء میں سے تھے کے گھر میں موجود تھے کہ قصر ہندوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس خوشبو میں اضافہ ہو گیا ہے لگتا ہے اس مرد کی ولادت ہو گئی ہے۔ تب حضرت بہاؤالدین کی ولادت کو تین روز گزر چکے تھے۔

ان (خواجہ بہاؤالدین) کے جد امجد ان کو لے کر حضرت بابا کی خدمت میں لائے تو آپ نے فرمایا یہ میرا فرزند ہے اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ پھر اپنے مریدوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہی وہ مرد ہے جس کی ہمیں خوشبو آیا کرتی تھی۔ یہ زمانے کا پیشوا ہو گا۔ اور سید

marfat.com

امیر کلال سے فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤالدین کی تربیت وشفقت میں کوئی دریغ نہ کرنا۔اگر کوئی کمی رہی تو میں تمہیں معاف نہ کروں گا۔حضرت امیر نے عرض کیا اگر میں آپ کی وصیت میں کوئی کمی کروں تو مرد نہیں ہوں۔(کذافی النفحات)۔

رشحات میں ہے کہ خواجہ محمد بابا کا ایک باغ قریۂ سماس میں ہوا کرتا تھا آپ کبھی کبھی وہاں شاخوں کو کاٹنے کیلئے جایا کرتے تھے۔تو غلبہ حال کی وجہ سے اندازہ سے زیادہ کاٹ دیتے۔ آپ پر بے خودی طاری ہو جاتی جو کہ ایک مدت تک باقی رہتی۔خواجہ محمد بابا سماسی کے چار خلفا ہوئے۔تمام فاضل وکامل تھے جوان کے بعد دعوت صادقاں اور ارشاد طالبان میں مشغول ہوئے۔

"سِماس" سین کے نیچے کسرہ اور میم کی تشدید کے ساتھ،رامتین کے قصبوں میں سے ایک قصبہ ہے۔جو بخارا سے تین فرسخ شرعی دور ہے۔آپ کی ولادت وتدفین یہیں ہوئی۔

جو لوگ سماس کو سین کے فتحہ کے ساتھ (سَماس) پڑھتے ہیں غلطی پر ہیں۔میم (م) کو تخفیف کی ساتھ پڑھنے کو ارغام المرید ص 55 پر ضرور نا جائز قرار دیا ہے۔

آپ کی تاریخ وصال 10 جمادی الثانی 755ھ ہجری ہے۔

حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی کے خلفاء میں سے افضل واکمل ہوئے ہیں۔آپ کو "سید" ہونے کا شرف حاصل ہے۔آپ خواجہ محمد بابا کا مرید ہونے کے بعد بیس 20 سال تک ان کی خدمت میں رہے اور اس مدت میں کبھی بھی معرکہ اور بازار میں نہیں گئے۔حضرت خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند کو تعلیم آداب طریقت اور تلقین ذکر میں آپ سے نسبت ہے۔

marfat.com

ایک دن حضرت سید امیر کی خدمت میں مجمع عظیم موجود تھا تو آپ نے حضرت خواجہ کو بلایا اور فرمایا، بہاؤ الدین! تمہارے حق میں خواجہ محمد بابا کی وصیت میں نے پوری کر دی ہے۔ انہوں مجھے فرمایا تھا کہ جس طرح تمہاری تربیت میں نے کوئی کمی نہیں کی تم بھی میرے فرزند بہاؤ الدین کی تربیت کرنا اور کوئی دریغ نہ کرنا لہذا میں نے ویسا کر دیا اور پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا......

تمہارے لئے میں نے اپنے پستان کو خشک کر لیا ہے۔ اب تمہارا مرغ روحانیت بشریت کے انڈے سے باہر آگیا لیکن تمہارا مرغِ ہمت بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ اب تمہیں اجازت ہے کہ جہاں سے خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے ترک و تاجیک سے حاصل کرو اور اپنی ہمت کے مطابق حاصل کرنے مین تقصیر نہ کرنا۔ (نفحات)

کسب معاش: آپ کا ذریعۂ معاش کلال گری (کوزہ بنانا) تھا۔ اس لئے آپ کو سید امیر کلال کہتے ہیں۔

وفات و مدفن: آپ کا مولد و مدفن قریہ سوخار ہے۔ جو کہ بخارا سے دو فرسنگ کی مسافت پر ہے۔ آپ کی وفات ۷ جمادی الاول جمعرات کی صبح کو ہوئی۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد بن محمد البخاری شاہِ نقشبند قدس سرہ

آپ کا اصل نام "محمد بن محمد البخاری" ہے۔ بہاؤ الدین اور نقشبند کی وجہ تسمیہ میں بہت سے اقوال ہیں۔

۱۔ آپ کے خاندان کے لوگ کمخواب بنانے کا کام کرتے تھے اس لیے نقشبند کہا جاتا ہے۔

۲۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کے پیرومرشد حضرت سید امیر کلال کوزہ گری کا کام کرتے تھے

marfat.com

جب آپ کوئی برتن آلاوٗ میں ڈالتے تو اس پر اسم ''اللہ'' نقش ہو جاتا۔

۳۔ بعض لوگوں کا کہنا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی کے زمانہ سے لیکر حضرت سید امیر کلال تک ذکر جہر یہ خاندانِ خواجگان کا معمول رہا۔ خواجہ بہاوٗ الدین نقشبند نے ذکر خفی اختیار کیا جس سے زبان ساکت ہو جاتی ہے۔ اور اس کا مدار قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ وغیرہ ہیں اس کی ابتدا، لطیفہ قلب سے ہوتی ہے۔ اور ذکر ماسوئ حد نسیان کو پہنچ جاتا ہے جس کے بعد ذکر خفی سالک کے دل میں ہمیشہ کیلئے قرار پا جاتا اور اس میں نقش ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ان کو نقشبند کہتے ہیں۔ اکابرین نقشبندیہ میں سے بعض نے کہا ہے......

ای برادر در طریق نقشبند

ذکر حق را در دل خود نقش بند

ترجمہ: اے بھائی طریقہ نقشبندیہ میں ذکر خدا کو اپنے دل میں نقش کر۔

ایک مغالطہ: کچھ لوگوں نے نقشبند کو گاوٗں کی طرف منسوب کیا ہے۔ کہ حضرت خواجہ کی پیدائش وہاں ہوئی جس طرح کہ چشتیہ قریہ چشت ھرات کی طرف منسوب ہے۔ یہ قول نہایت ضعیف بلکہ بے اصل اور کسی کا خود ساختہ ہے۔ کیونکہ آپ کی ولادت و تدفین قصر عارفاں میں ہوئی جسے پہلے 'ھندواں' کہتے تھے پھر حضرت خواجہ کی شہرت کمالات کی وجہ سے اس کا نام بدل کر قصر عارفاں ہو گیا۔ آپ کی ولادت محرم 718ھ میں اس بستی (قصر عارفاں) میں ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب حسینی سادات سے منسوب ہے۔ چنانچہ علامہ کمال الدین حریری نے تبیان الوسائل میں روضۃ السلام سے نقل کیا ہے۔ اور صاحب ارغام المرید نے ص 57 پر آپ کے سلسلہ نسب کو حضرت علی بن ابی طالب تک نقل کیا ہے (وہاں ملاحظہ کیجئے)۔

ظاہراً آپ حضرت سید امیر کلال سے بیعت تھے لیکن حقیقتاً آپ اویسی ہیں اور حضرت خواجہ

marfat.com

عبدالخالق غجدوانی کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہیں۔

اس کے بعد سید امیر کلال خواجہ محمد بابا سماسی کا کہا بجالائے (جو کہ ان کے ترجمہ میں بھی گزرا ہے) اور فرمایا (اے بہاؤ الدین) میں نے پستان کو تمہارے لئے خشک کر دیا اور تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے انڈے سے باہر آگیا لیکن تمہاری ہمت کا پرندہ بلند پرواز ہے۔ اب تمہیں اجازت ہے کہ جس جگہ سے بھی تمہیں اس کی خوشبو پہنچے اس کی صحبت میں بیٹھو اور اس کو حاصل کرنے میں تقصیر نہ کرو۔

یہی وجہ تھی کہ اس کے بعد حضرت خواجہ نے سات (7) سال تک مولانا عارف کی صحبت اختیار کی جو سید امیر کلال کے مرید و خلیفہ تھے۔

(نوٹ: ''مولنا محمد عارف دیگ گرانی قدس سرہ'' حضرت سید امیر کلال کے دوسرے خلیفہ ہیں۔آپ کا مولد و مدفن قریہ ''دیگ گران'' ہے جو قصبہ ہزارہ سے کنارہ کوہک پر واقع ہے۔

مرأۃ الاسرار میں مولانا عارف دیگ گرانی کو حضرت خواجہ عارف ریوگری کے نام سے متعارف کروایا گیا ہے۔حالانکہ خواجہ عارف ریوگری شاہِ نقشبند سے سالہا سال قبل ہو گزرے۔ممکن ہے یہ مرأۃ الاسرار کے مترجم کا تسامح ہو۔(محمد عرفان طریقتی))

اس کے بعد ترک کے مشائخ میں سے دو افراد کی صحبت میں بھی رہے۔جنہیں شیخ قثم اور شیخ خلیل اتا کہتے ہیں۔علامہ زبیدی شارح احیاء العلوم و قاموس اور علامہ کمال الدین حریری مؤلف تبیان الوسائل کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ شاہ نقشبند نے طریقہ کبرویہ میں حضرت سلطان الدین شہید سے بھی کسب کیا۔

رشحات اور نفحات الانس میں آپ کے چند اقوال مذکور ہیں۔ان میں سے چند درج ذیل ہے۔

☆......آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی درویشی موروثی ہے یا اکتسابی؟ فرمایا ''جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین ''یعنی اللہ کے جذبوں میں سے ایک جذبہ جن

marfat.com

وانس کے عمل کے برابر ہے۔میں اس سعادت سے مشرف ہوا ہوں۔

☆......پھر لوگوں نے پوچھا آپ کے طریقہ میں ذکر جہر اور خلوت وکمال ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں۔

☆......پوچھا کہ آپ کے طریقہ کی بنا کس پر ہے؟۔فرمایا انجمن میں خلوت، بظاہر مخلوق سے تعلق اور بباطن حق تعالیٰ کے ساتھ۔

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش

این چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اور آیت کریمہ" **لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله** "(ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی) سے بھی اس مقام کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔(نفحات الانس اردو ص416)

فائدہ: اس زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوئے ہیں جو کہتے ہیں کہ طریقہ نقشبندیہ میں تو کیفیات طاری نہیں ہوتیں اور اس میں ذکر خفی یا جہری سے ربط نہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند کے زمانہ فرخندہ کی ایک حکایت جسے مقامات نقشبند میں حضرت صالح بن مبارک البخاری نے نقل کیا ہے اس جگہ فائدہ سے خالی نہیں وہ یہ ہے کہ......

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار عطر اللہ روحہ بیان فرماتے ہیں۔ایک دن حضرت خواجہ ابو یوسف نے حضرت خواجہ نقشبند سے التماس کی کہ اپنے قدم سے فقیر کے باغ کو مشرف فرمائیے جو سفید موں میں واقع ہے۔خواجہ نے اس کی التماس کو شرف قبولیت بخشا اور اپنے درویشوں کے ہمراہ ان کے باغ میں سفید موں کی طرف چل دیے۔

دو روز وہاں قیام فرمایا۔تیسرے روز درویشوں کو صحبتِ خواجہ میں خوان خوش وخرم میسر آئے۔

marfat.com

ظہر کی نماز ہوئی تمام لوگ نماز میں مشغول ہوئے۔ مولانا ابو بکر کو امامت کا حکم فرمایا۔ تکبیر تحریمہ کے بعد کچھ وقت گزرا مولانا سے کوئی حرکت صادر نہ ہوئی۔ خواجہ بزرگ نے فرمایا اس کو ممبر سے باہر لاؤ اور خود نماز کیلئے مشغول ہوئے۔ حضرت خواجہ نماز میں کھڑے ہوئے تو ایک ہیبت سی اس قوم کے دل میں پیدا ہوئی۔ اور ہر کسی کے دل میں ایک کیفیت نے تصرف کیا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ نماز پڑھ رہے ہیں یا ابو یوسف کے باغ میں ہیں۔ تقریباً ستر افراد وہاں موجود تھے اور ہر کسی پر ایک حالت طاری تھی بعض رو رہے تھے اور بعض جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ مولانا ابو بکر نے اپنا عمامہ وزراعہ اتار پھینکا اور ادھر اُدھر بھاگنے لگے اور کہنے لگے۔ میرا دل مجھ سے زنجیدہ ہے اور میرے سر میں خاک وخاشاک پڑے۔

وفات: صحیح قول کے مطابق آپ کی وفات تین ربیع الاول بروز پیر 791 ہجری میں 73 سال کی عمر میں ہوئی۔ یہ رشحات اور ارعام المرید میں مذکور ہے۔

"قصر عارفاں" سے آپ کی تاریخ وصال حاصل ہوتی ہے۔ آپ کا مدفن بھی قصر عارفاں میں ہے جو کہ بخارا سے ایک فرسنگ کی مسافت پر ایک قریہ کا نام ہے۔ آپ کی تاریخ وفات میں یہ شعر کہا گیا ہے۔

رفت شاہ نقشبند آں خواجہ دنیا، دین
آنکہ بودی شاہ راہ دین و دولت ملتمس
مسکن وماوائے او چوں بود قصر عارفاں
قصر عارفاں زاں سبب آمد حساب رحلتش

۷۹۱

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ابو سعید ابوالخیر سے پوچھا گیا کہ آپ کے جنازہ میں کونسی آیت پڑھیں آپ نے فرمایا آیتیں پڑھنا تو بزرگوں کا کام ہے۔ یہ شعر پڑھ دینا......

marfat.com

چیست ازیں خوبتر درہمہ آفاق کار

دوست رسد نزد دوست یار بنزدیک یار

ترجمہ: اس جہاں میں اس سے خوب تر کیا کام ہوسکتا ہے کہ دوست، دوست کے پاس پہنچے گا اور یار، یار کے نزدیک۔ پھر حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ میرے جنازہ میں یہ شعر پڑھ دینا......

مفلسانیم آمدہ در کوی تو

شیئاً للہ از جمال روی تو

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار عطر اللہ روحہ

آپ کا اصل نام محمد بن محمد البخاری ہے۔ شاہ نقشبند کے اعظم واقدم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے نائب مطلق اور داماد تھے۔ آپ کے علو مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ کہ حضرت خواجہ نقشبند کی وفات کے بعد آپ کے تمام اصحاب حتیٰ کہ خواجہ محمد پارسا نے بھی خواجہ عطار کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت خواجہ نقشبند اپنے دور حیات میں بہت سے طالبان کو ان کے سپرد کردیتے۔ اور فرماتے کہ علاؤالدین نے میرے بوجھ کو کافی ہلکا کردیا ہے۔

آپ نسبا سید ہیں اور اصلا خوارزم سے تعلق رکھتے تھے۔ جب آپ کے والد نے وفات پائی تو آپ نے ان کے ترکہ سے کوئی چیز نہ لی اور طلب علم میں مشغول ہو گئے۔ آپ مدارس بخارا میں سے ایک میں طالب علم رہے اور آپکے حجرہ میں ایک پرانے ٹاٹ تکیہ کیلئے دو پکی اینٹوں اور وضو کیلئے ایک ٹوٹے ہوئے کوزہ کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی۔

آپ نے حضرت شاہ نقشبند کی صحبت باکرامت سے مقامات ارجمند سے مشرف ہونے کے بعد ایک عالم کو حماقت کی بستی سے صحرائے عشق ومحبت کی طرف پھیر دیا۔

marfat.com

آپ حضرت خواجہ نقشبند کی وفات کے بعد چغانیاں میں مقیم ہو گئے اور زندگی کے باقی ایام وہیں بسر کئے۔ مولانا جامی نے نفحات میں مولانا کاشفی نے، رشحات میں، صاحب ارغام المرید نے ص 52 پر اور مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے تعلیمات فوائد بہیہ میں نقل کیا ہے۔ کہ علامہ میر سید سند (شریف جرجانی) نے اپنے تبحر علمی کے باوجود اس طرح اعتراف کیا ہے۔

فرماتے ہیں۔

جب تک میں شیخ زین الدین علی کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا میں نے رفض سے خلاصی نہیں پائی۔ اور جب تک میں خواجہ علاؤالدین کی صحبت سے بہرہ ور نہیں ہوا خدا کو نہیں پہچانا۔

علامہ عبدالغنی نابلسی الحنفی مؤلف حدیقۃ الندیہ، بھی حضرت خواجہ کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہیں جس کا اعتراف انہوں نے اپنی کتاب، رحلۃ الکبری میں کیا ہے۔ اس کی مثل ارغام المرید 62 پر موجود ہے۔

وفات: آپ کی وفات 20 رجب 802ھ بدھ کی رات سوتے ہوئے ہوئی۔ رشحات عین الحیات اور ارغام المرید 62 پر اسی طرح مذکور ہے جبکہ عمدۃ المقامات ص 72 پر 12 رجب 802ھ ہجری تحریر ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلف رشید خواجہ حسن عطار، مولانا حسام الدین پارسائی بلخی، مولانا نظام الدین خاموش علیہم الرحمہ آپ کے کبار خلفاء میں سے ہوئے۔ مولانا یعقوب چرخی نے بھی آپ کی صحبت سے درجہ کمال و تکمیل تک رسائی حاصل کی۔

مدفن: عمدۃ المقامات ص 82 پر آپ کا مدفن چغانیاں گاؤں لکھا ہے جبکہ مولانا جامی نے نفحات میں صغانیاں گاؤں تحریر کیا ہے۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے کہ عربی میں 'صغانیاں' اور فارسی میں چغانیاں لکھا جاتا ہے۔ ارغام المرید 63-62 پر حدائق الوردیہ فی حقائق اجلاء النقشبندیہ کے حوالہ سے مذکور ہے کہ آپ کا مدفن چغانیاں میں جو بخارا کے قصبوں میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔

marfat.com

حضرت علامہ محمد یعقوب چرخی لوگری رحمتہ اللہ علیہ

یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثمہ الچرخی، ثمہ السرزدی المعروف مولانا یعقوب چرخی ظاہری وباطنی علوم کے جامع اور صاحب مقامات وتصانیف عالیہ بزرگ تھے۔ آپ کی تصانیف اس وقت سے لیکر اب تک یادگار ہیں۔ان میں سے قرآن مجید کے آخری دو پاروں کی تفسیر باضمیمہ تفسیرِ تسمیہ وتعویذ وفاتحہ ہے جس کی تسوید سے آپ 851 ہجری قمری میں فارغ ہوئے یہ تفسیر ھندو پاک کے مختلف مطابع سے طبع ہو چکی ہے اور ہر زمانہ میں نیاز منداس کے مطالعہ سے بہرہ مند ہوئے۔

دوم رسالۂ نائیہ: یہ مولانا جلال الدین الرومی بلخی کے دیباچہ مثنوی کی شرح پر مشتمل ہے۔ اس کے آخر میں بادشاہ، اور کنیز کی حکایت اور شیخ وقوفی اور شیخ محمد کی داستان زیادہ کی گئی ہے۔

سوم رسالۂ انسیہ: یہ حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب اور آپ کے طریقہ عالیہ کے فضائل، بیان ذکر خفی، اور بعض دیگر ضروریات پر مشتمل ہے۔ 1312 ہجری میں مطبع مجتبائی دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔

marfat.com

چہارم رسالۂ حورائیہ یا جمالیہ: یہ حضرت ابو سعید ابوالخیر کی طرف منسوب رباعی کی شرح ہے جو اولیاء متقدمین میں سے ہیں۔ یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ بعض کتب خانوں میں اس کا نسخہ نقلی دیکھا گیا ہے۔

پنجم شرح اسماء اللہ: فارسی زبان میں ہے۔ ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔

ششم رسالیہ ابدالیہ: جو کہ 1398 میں طبع ہو چکا ہے۔ مردانِ غیب، ابدال اور قطب وغیرہ کے حالات پر مشتمل ہے۔

ہفتم رسالہ روائح: بعض تذکرہ نویسیوں نے اس کو مولانا موصوف کی طرف منسوب کیا ہے۔ مولانا یعقوب بن حسن عرفی کشمیری کی بھی ایک کتاب اسی نام سے معروف ہے۔

مولانا موصوف کا اصل مولد و مسکن ''سررزد'' ہے جو چرخ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ جو لوگرد میں واقع تھی۔ ان دنوں چرخ غزنی کا ہی ایک جزء تھا یہی وجہ ہے بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کو غزنوی کچھ نے سررزی اور کچھ نے چرخی ذکر کیا ہے۔

دیگر کچھ اقوال بھی نظر سے گذرے کہ آپ کو 'شیرازی' سوزی، سردری، اور، سرزی اور شرزی بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن پہلا قول خود مولانا صاحب کے قول کے موافق ہے۔ جو انہوں نے رسالۂ نائیہ میں فرمایا ہے کہ ''سررز'' چرخ کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے جو چرخ کے باغات کے شروع میں واقع ہے۔ اس فقیر کے آباؤ اجداد کا مسکن وہی ہے۔

آپ کے والد محترم بھی فقیر و بارسا اور صاحب علم و ادب شخص تھے۔ ابتداء میں موصوف نے تحصیل علوم کے دوران، قدیم شہر ھرات میں سکونت اختیار کی پھر اس کے بعد عازم مصر ہوئے جو کہ ان دنوں اسلامی علوم و معارف کا مرکز تھا، اور شیخ زین الدین خوانی کے ہم درس و ہم سبق ہوئے۔ مولانا شہاب الدین سیرامی کہ علماء فحول میں سے تھے کے پاس تحصیل کی۔

marfat.com

مصر کے بعد بخارا کی طرف عزم سفر باندھا کہ ان دنوں علم وافتاء، درس وتدریس اور علوم حقائق ومعارف کا نقارہ بخارا سے سنا جاتا تھا۔ بخارا کے علما سے فتوی کی اجازت حاصل کر کے چرخ کی طرف جانے کا قصد کیا۔

اس سے قبل کہ حضرت خواجہ نقشبند سے ملاقات ہوتی ان کے شوق ومحبت کو دل میں رکھے باصد عجز وانکسار حضرت کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: کہ ہمیں بھی ایک گوشہ خاطر عطا ہو خواجہ نے فرمایا اس وقت ارادہ کر کے ہمارے پاس آئے ہو۔

عرض کیا...... میں خدمت کا آرزومند ہوں۔

حضرت خواجہ نے پوچھا...... کس وجہ سے؟

عرض کیا...... اس لئے کہ آپ عوام میں برگزیدہ اور مقبول ہیں۔

فرمایا...... اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیے ہوسکتا ہے یہ قول شیطانی ہے۔

عرض کی...... حدیث صحیح میں ہے کہ جب اللہ تعالی اپنے بندے کو دوست بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔

خواجہ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا ہم عزیزان ہیں اس بات کو سن کر مولانا کی حالت متغیر ہوئی کیونکہ مولانا نے اس سے ایک ماہ قبل خواب میں دیکھا تھا کہ خواجہ نے فرمایا عزیزان کا مرید ہو۔ آپ اس خواب کو بھول چکے تھے۔ اور حضرت خواجہ کے کہنے کے بعد آپ کو یاد آ گیا۔

اس کے بعد مولانا چرخ روانہ ہوئے اور حضرت خواجہ کی ٹوپی جو انہوں نے خود تبرکا عطا کی تھی اپنے پاس رکھی۔ وقت رخصت حضرت خواجہ نے فرمایا اس سفر میں خواجہ تاج الدین کولگی کو تلاش کرنا کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں بلخ کے راستے جا رہا تھا کہ حادثہ کی بنا پر دشت کولگی روانہ ہو گیا اور مولانا تاج الدین کولگی کی صحبت سے مشرف ہوا جس کے بعد اپنے دل کو حضرت خواجہ نقشبند کی

marfat.com

محبت میں دو آتشہ پایا۔

کولگی سے واپس عازم بخارا ہوئے۔ جب بخارا پہنچے تو ایک مخدوب کو پایا اس کی آپ نے بڑی عقیدت کی اور پوچھا کہ میں حضرت خواجہ کی خدمت میں جاؤں مجذوب نے فرمایا جلدی جاؤ اس کے بعد مولانا نے شمار کئے بغیر چند خطوط زمیں پر کھینچے اور ''ان اللہ فرد یحب الفرد '' (اللہ طاق ہے اور طاق کو ہی پسند کرتا ہے۔) کے مطابق کہا کہ اگر گنتی میں طاق عدد آیا تو اس خیال کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ جب ان خطوط کو گنا تو وہ طاق نکلے اس کے بعد آپ نے اپنے خلوص ومحبت میں اور اضافہ دیکھ کر قرآن مجید سے استخارا کیا تو یہ آیت سامنے آئی ''اولئک الذی ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ'' پھر دن کے آخر میں فتح آباد (جو کہ مولانا کی جائے اقامت تھی) میں شیخ سیف الدین باخرزی کی قبر کی زیارت کیلئے متوجہ ہوئے کہ اچانک مولانا کے باطن میں شوروولولہ جلوہ نما ہوا اور بیقرار ہوئے اور وہیں سے درگاہِ حضرت خواجہ نقشبند کی طرف رخت سفر باندھا اور قصر عارفاں، پہنچے۔ اور حضرت خواجہ کو سرراہ منتظر پایا جب مولانا میں اپنا رادہٗ (بیعت) ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم کسی کو خود قبول نہیں کرتے آج رات دیکھیں گے کہ تمہارے لئے کیا حکم ملتا ہے۔ مولانا نے یہ رات بہت سختی اور مشقت سے کاٹی کہ اپنی ساری زندگی میں اتنی سختی نہ دیکھی تھی۔ صبح نماز فجر کے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا مبارک ہو تمہارے لئے قبولیت کا اشارہ ہوا ہے۔ اس کے بعد اپنا شجرہ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی تک پڑھا اور پھر مولانا کو سلکِ مریدین میں پرو لیا۔

اس کے بعد آپ عرصے تک حضرت خواجہ اور حضرت علاؤالدین جو کہ حضرت خواجہ کے داماد اور خلیفہ مطلق تھے کی خدمت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت دی اور وقت رخصت فرمایا جو کچھ تمہیں مجھ سے حاصل ہوا ہے اس کو بندگان خدا تک پہنچاؤ تاکہ تمہارے لئے سعادت کا سبب ہو۔

marfat.com

چنانچہ رشحات مولانا کاشفی ص 78 پر، اور دیگر اس فن کی کتب میں موجود ہے کہ پھر حضرت خواجہ نے تین بار فرمایا "میں نے تمہیں اللہ کے سپرد کیا" "میں نے تمہیں اللہ کے سپرد کیا" "میں نے تمہیں اللہ کے سپرد کیا" نیز حضرت علاؤالدین کی متابعت کا اشارہ بھی فرمایا۔ اور اس رات کے بعد جو مولانا پر سخت گذری تھی، حضرت خواجہ نے فرمایا تمہیں قبول کرلیا ہے لیکن تو خواجہ علاؤالدین سے مراد و مقصود حاصل کرے گا۔

اس کے بعد مولانا، حضرت خواجہ کے فرمان کے مطابق بخارا سے "کش" پہنچے اور چند روز قیام کیا وہیں ان کے پاس حضرت خواجہ کی وفات کی خبر آئی جو کہ موجب غم واندوہ ہوئی۔

امشب وداع یار زمرگم علامت است

شام فراق نیست کایں صبح قیامت است

اس کے بعد مولانا کو فکر ہوا کہ کہیں دل عالم مادی کی طرف نہ راغب ہو جائے۔ اور طلب حق کی آرزو باقی نہ رہے۔ اس وقت آپ نے حضرت خواجہ کی روح کو دیکھا اور عالم روحانیت میں حضرت خواجہ سے پوچھا کہ میں کیا عمل کروں کہ آپ کو قیامت میں پاسکوں فرمایا۔ "متابعت شریعت محمدی"

اس وقت جب کہ آپ "کش" سے بدخشاں گئے، حضرت علاؤالدین عطار کا نامہ (خط) آپ کے نام پہنچا جس میں حضرت عطار کی متابعت کرنے کا اشارہ یاد دلایا گیا تھا۔

مولانا، شیخ عطار کی صحبت میں حاضر ہوئے اور ایک عرصے تک خدمت بجالائے۔ مولانا نے حضرت علاؤالدین کی صحبت سے بقیہ کمالات و مقامات اور عروجات و حالات کو باتمام حاصل کیا یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ مولانا کی نسبت سلوک حضرت خواجہ بزرگ کی طرف کرتے ہیں اور بعض حضرت خواجہ عطار کی طرف۔ حضرت جامی نے نفحات میں مولانا کی نسبت دونوں طرف کی ہے۔

marfat.com

حضرت خواجہ عطار کی وفات (20 ربیع الاول 802 ہجری) کے بعد مولانا چغانیاں سے حصارِ شادماں کی طرف آئے اور حضرت خواجہ نقشبند کے فرمان ''جو کچھ تمہیں مجھ سے ملا اسے بندگانِ خدا تک پہنچاؤ'' کے مطابق ترویج طریقہ عالیہ میں خدمات پیش کیں اور اطراف واکناف کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے محظوظ کیا۔

اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ''خواجہ عبیداللہ احرار'' اُس وقت ھرات سے آپ کی صحبت کیلئے حاضر ہوئے کہ ابھی چغانیاں کو ترک نہ کیا جاتا تھا۔ اور حضرت مولانا کی صحبت سے مشرف ہوئے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کو حاصل کیا۔ بالخصوص مولانا اپنے وقت کے مجمع البحرین (علوم ظاھری و باطنی کے مجمع) اور ابوالوقتِ دوران تھے۔ مگر کبھی کبھی آپ کی طبع شعر گوئی کی طرف بھی حائل ہو جاتی تھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

تا زندہ بوی وصل جانی جانی تا در طلب گوھر کانی کانی
ھر چیز کہ در جستن آنی آنی فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو

وفات: آپ نے 5 صفر 851 میں بعمر 80 سال تین ماہ تقریباً قریہ 'ھلغتو' جو کہ حصارِ شادمان میں واقع ہے میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

''اناللہ وانا الیہ راجعون''

مولانا کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے حضرت یوسف چرخی آپ کے جانشین ہوئے۔ آپ کی قبر دوشنبہ سے 40 کلومیٹر دور ایک مقام چرتک میں معروف و مشہور ہے۔

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ بن محمود عرف خواجہ احرار علیہ الرحمہ

آپ کا لقب ناصر الدین، نام عبید اللہ بن محمود السمر قندی ہے۔ باپ کی طرف سے فاروقی اور ماں کی طرف سے حسینی سید ہیں۔ ماہ رمضان 806 میں باغستان جو کہ مضافات شاش میں ہے، میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔

بائیس سال کی عمر تک وہیں رہے اور اس کے بعد آپ کے ماموں شیخ ابراھیم ان کو اپنے ساتھ سمر قند لے گئے تا کہ علوم ظاھرہ سے بہرہ مند ہو سکیں۔ وہاں آپ نے دو سال قیام کیا اور وہاں کے اکثر مشائخ کبار کے مصاحب ہوئے۔ کیونکہ حضور وانتباہ کی نسبت آپ کو تین سال کی عمر میں حاصل ہوگئی تھی۔ اس کے بعد 24 سال کی عمر میں بلدۃ فاخرہ ھرات کی طرف عزم سفر باندھا اور عرصہ پانچ برس اس قدیم سرزمین میں سکونت رکھی۔ وہاں کے اکثر مشائخ وفضلاء کے ساتھی رہے۔ ان مشائخ میں سید قاسم تبریزی، مولانا نظام الدین خاموش، خواجہ علاؤ الدین غجدوانی، شیخ سراج الدین چشتی اور شیخ زین الدین الخوانی شامل ہیں۔

اس کے بعد مولانا یعقوب چرخی کی زیارت کا عزم کیے ھرات سے چھل کے راستے حصار پہنچے۔ فرط محبت سے اکثر راستہ پیدل طے کیا تا آنکہ آپ حضرت مولانا کی صحبت سے مشرف ہو

marfat.com

گئے جواس سفر کا مقصد وداعی تھے۔

مولانا چرخی خشمگیں پیشانی کے ساتھ خواجہ کی نظر میں جلوہ نما ہوئے اور مولانا کی پیشانی میں سفیدی تھی جو برص کی وجہ سے نہ تھی۔ خواجہ کے دل میں کراھت سی پیدا ہوئی۔ مولانا نے اپنا دست اقدس واپس کھینچ لیا اور ایک دوسری صورت میں خواجہ کے سامنے متجلی ہوئے تو خواجہ بے اختیار گرویدہ ہو گئے۔ اور اپنا ہاتھ خود دراز کر دیا۔ مولانا نے فرمایا کہ میرا ہاتھ خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جو تیرا ہاتھ پکڑے در حقیقت میرا ہاتھ پکڑے گا۔ پھر اس کے بعد طریقہ خواجگان تلقین فرمایا۔

حضرت خواجہ احرار، مولانا کے پاس انفاس سے اعلیٰ مرتبہ کمال کو پہنچے آپ کی ترویج وارشاد مکمل ہوئی تو آپ کے فیوضات کے بحرِ بے کراں سے ایک عالم سیراب ہوا۔

آپ کی ذات بابرکت غناء ظاہری و باطنی کی جامع تھی۔ اگرچہ آپ اوائل عمر میں بھی (غناء میں) کمال رکھتے تھے۔ اور عمر کے وسط اور اواخر میں اسم 'الغنیٰ' کے مظہر ہوئے۔ آپ کی مثل کم ہی کوئی اس طریقہ میں غناء ظاہری سے مشرف ہوا ہے۔ علوم و معارف میں آپ کی تالیفات کثیر ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ الفقرات ۲۔ الواردات ۳۔ رسالہ والدیہ...... وغیرہ

29 ربیع الاول 894 یا 895 کو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور جان جان آفریں کو سپرد کر دی۔ آپ کے بعد آپ کے دو فرزندان با کمال اور 40 خلفاءِ باصفا اس طریقہ عالیہ کی ترویج کرتے رہے۔

آپ کے خلفا کی تعداد کو اگر مفصل بیان کیا جائے تو طوالت و تفصیل طلب ہے تاہم مولانا زاہد وخشی، مولانا عبدالرحمٰن جامی، مولانا عبدالغفور لاری محشی شرح جامی، شہرت عام رکھتے ہیں۔

آپ کی مرقد اقدس شہر سمرقند میں مرجع خاص و عام ہے۔

marfat.com

☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا محمد زاہد وخشی حصاری قدس اللہ سرہ

آپ موضع وخش سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حصار شادمان کے مضافات میں ایک جگہ کا نام ہے۔

عمدۃ المقامات ص 82 پر حضرت محمد فضل اللہ کے بیان کے مطابق آپ مولانا یعقوب چرخی کے اقارب میں سے تھے۔ علامہ محمد زاہد نے ارغام المرید ص 67 پر روضۃ الاسلام کے حوالے سے اس طرح نقل کیا ہے "انہ سبط مولانا یعقوب الچرخی" (کہ آپ مولانا یعقوب چرخی کے سبط ہیں)

بہر حال آپ ذی وقار علماء عصر میں سے تھے۔ خواجہ احرار سے فیوضات و برکات کے حصول سے قبل آپ نے مولانا یعقوب چرخی کے دیگر خلفاء سے بھی کچھ فیوضات و برکات حاصل کئے۔ اسی طرح آپ چند سال ریاضت شاقہ میں بھی مشغول رہے۔ لیکن اضطراب و تشنگی میں تسکین حاصل نہ ہوئی۔ اسی حالت میں آپ عازم سمرقند ہوئے۔ حضرت خواجہ احرار، مولانا یعقوب چرخی سے قریبی نسبت ہونے کی وجہ سے آپ کا استقبال کرنے کے کیلئے شہر سے باہر تشریف لائے۔ اور بڑے (اعزاز و اکرام) کے ساتھ اپنے سنگ شہر سمرقند میں لے گئے۔

marfat.com

اور مولانا ایک عرصہ تک خواجہ احرار کی خدمت وصحبت میں رہے اور اس ولی کامل کی مجلس با برکت کے فیض سے اپنے وقت میں مقامات بلند پر فائز ہوئے۔ آپ کے سبب یہ طریقہ عالیہ جہان کے اطراف واکناف میں پہنچا۔

آپ نے ربیع الاول 936 ہجری میں قصبہ وخش جس کو وخشور بھی کہتے ہیں اور یہ حصار شادمان کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے، میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور وہی دفن ہوئے۔ یہ علاقہ مرکزی شہر دوشنبہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

حضرت مولانا درویش محمد الخوارزمی رحمتہ اللہ علیہ

یہ حضرت مولانا زاہد وخشی کے بھانجے اور نائب کامل ومناب مکمل تھے۔ علوم عقلی و نقلی میں حظ وافر رکھتے تھے۔ بالخصوص علم حدیث میں بلند پایہ رکھتے تھے اور تدریس میں ہر دلپسند مدرس تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ اس علم شریف کی تدریس میں بسر کیا۔ آپ ہمیشہ گوشۂ گمنامی میں رہے اور زاویہ عزلت میں عمر بسر کی۔

بیعت وکسب فیض: ابتداً آپ خواجہ احرار سے بیعت تھے لیکن آپ کی تربیت درجہ کمال تک مولانا زاہد وخشی کی طرف سے پہنچی جیسا کہ نفائس السانحات میں ہے۔

آپ کی کرامات وخوارق عادات حد شمار سے باہر ہیں۔ ان کی تفصیل کیلئے نسمات القدس کی طرف رجوع کریں۔

وفات: آپ کی وفات 19 محرم الحرام 970 ہجری میں موضع اسفراء میں ہوئی۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

marfat.com

حضرت مولانا خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی علیہ الرحمہ

آپ اصلاً امکنہ سے تعلق رکھتے تھے جو بخارا کے توابع میں سے ایک گاؤں کا نام ہے جیسا کہ ارغام المرید 68 ہے۔ بعض کتابوں میں اسے سمرقند کے توابع میں سے کہا گیا ہے۔

ولادت: آپ کی ولادت 918 ہجری میں ہوئی۔آپ نے بھی اپنی زندگی والد محترم مولانا درویش محمد کی طرح علم حدیث شریف کی تدریس اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج میں صرف کی ۔اور اخلاق مصطفوی کے پھیلانے اور سنن نبویہ کی اتباع میں دل و جان سے کوشاں رہے۔آپ اپنے زمانے میں فیوض و برکات اور آیات بینات کا مظہر اور انوار و برکات کا مرکز تھے ۔ابتداء میں آپ نے طریقہ عالیہ مولانا محمد زاہد وخشی سے حاصل کیا پھر والد محترم درویش محمد کی صحبت بابرکت سے درجۂ کمال کو پہنچے ۔آپ اپنے والد محترم کے خلیفہ اور وارث ظاھری و باطنی کے وارث تھے۔

آخری وقت میں یہ رباعی اکثر آپ کی زبان پر رہتی تھی۔

زماں تا زماں یاد مرگ آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش ایدم
جدائی مبادا مرا از خدا دگر ھر چہ پیش آیدم شایدم

marfat.com

آپ کی تاریخ وصال 22 شعبان 1008 ہجری ہے اور مدفن قصبہ امکنہ ہے۔

حضرت خواجہ مؤید الدین بیرنگ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

مؤید الدین خواجہ محمد باقی باللہ ملقب بخواجہ بیرنگ کی ولادت باسعادت شہر کابل (اللہ اسے آفات وزلازل سے بچائے) میں 971ھ میں ہوئی۔ جب تعلیم کے قابل ہوئے تو مولانا صادق حلوائی سے تحصیل علم میں مشغول ہوئے جو اس وقت کے اکابر علماء میں سے تھے۔

پھر انہی کے ساتھ عازم ماوراء النہر ہوئے اور صغر سنی کے باوجود اس دیار کے کثیر درویشوں کی صحبت اختیار کی اور حضرت خواجہ نقشبند اور خواجہ احرار کی روحانیت سے اکتساب فیض کیا۔

ایک مدت خواجہ عبید اللہ جو کہ خواجہ لطف اللہ کے خلیفہ تھے کی خدمت میں بسر کی۔ اور جناب امیر عبداللہ بلخی سے بھی کسب فیض کیا۔ اس کے بعد کشمیر کی طرف عزم ہمت باندھا اور خانقاہ شیخ بابا والی جو کہ طریقہ عالیہ خواجگان کے مجازان میں سے تھے، میں ایک عرصے تک سکونت اختیار کی۔ اور شہر کو اس مدت میں اپنی تشریف آوری سے معطر ومنور کیا۔ اس کے بعد ہندوستان کی تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے کثرتِ شوق کی بنا پر واپس ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ اور خواجہ امکنگی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے خاص نسبت کی وجہ سے تھوڑی مدت میں ہی درجہ کمال کو پہنچے کہ مولانا امکنگی کے دیگر اصحاب حیرت میں

marfat.com

پڑے کہتے رہ گئے کہ...... "ہم نے کئی سال اس خانقاہ میں بسر کئے۔ ریاضتیں کیں، مگر ابھی تک ان انعامات سے مشرف نہیں ہوئے"۔

مولانا املنکی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا "اس کا کام تو مکمل ہو چکا تھا صرف تصحیح کی غرض سے ہمارے پاس آیا تھا"۔

لاچار ہر کوئی جسے آیا تھا ویسے ہی چل دیا۔ حضرت مولانا دن رات ان کے ساتھ خلوت میں صحبت رکھتے اور پھر بعض فوائد وزوائد پر اطلاع دے کر واپس ھندوستان کی طرف مامور کیا، اور فرمایا تمہارے وجود سے طریقہ عالیہ ہندوستان میں رونق عظیم اور شہرت فخیم حاصل کرے گا۔ اور وہاں کے تشنگان علم وعرفان کا جام تجھ سے سیراب ہوگا۔

مختصر یہ کہ اس بار جب آپ ھندستان آئے تو شہر لاہور میں کچھ عرصہ گزارہ۔ وقت کے بہت سے علماء وفضلاء نے آپ سے استفادہ کیا۔ پھر وہاں سے آپ دھلی کی جانب متوجہ ہوئے اور وہاں قلعہ فیروز آباد جو کہ دریا کے کنارے ایک صاف وشفاف مقام ہے، میں سکونت پذیر ہوئے۔

چونکہ خواجہ املنکی کا ارشاد حکمت سے خالی نہ تھا لہذا ایسا ہی ہوا اور آپ کی تربیت اکسیر نما سے کمالات مجددیہ کا ظہور رہا اور انوار وبرکات کا آفتاب شعاع بار ھندوستان میں نصف النہار پر چمکنے لگا۔ اور جہان کے اطراف اکناف آپ کے دریاء محیط سے سیراب وشاداب ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے بقیہ زندگی اسی خطہ میں بسی کی۔ اور ہمیشہ یاد الٰہی اور طلب مولیٰ میں خود کو تشنہ پایا۔ آپ نے ترویج دین اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بہت سی خدمات پیش کیں۔ یہ رباعی آپ کے مقصد کی خبر دیتی اور آپ کے مدعا کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

در راہ خدا جملہ ادب باید بود　　تا جان باقی ست در طلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند　　کم باید کرد خشک لب باید بود

marfat.com

نظر کیمیا اثر: آپ کی نظر مبارک ایسی تاثیر رکھتی تھی کہ جمِ غفیر آپ کے صرف دیکھنے سے ہی جذبہ وکیفیت میں پہنچ جاتا اور بیہوش ہو کر مجذوب ومغلوب ہو جاتا۔ ایک بار ایک خطیب نے ممبر پر بیٹھے ہوئے آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا تو چیخ مار کر ممبر سے گر گیا۔

ایک روز وضو کرتے ہوئے آپکی نظر کیمیا اثر ایک شخص پر پڑی جس نے گھوڑے کی لگام کو ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ جب آپ مسجد میں پہنچے تو خبر آئی کہ وہ شخص گھوڑوں کے درمیان شور و اضطراب کی کیفیت میں ہے۔ قبل از شام سے رات کے کچھ وقت تک وہ اسی حالت میں رہا پھر اچانک اس نے اپنا رخ بازار کی جانب پھیرا اور اسی حالت میں جنگل کی طرف چلا گیا اور اس کے بعد اس کی کوئی خبر نہ ملی۔

ایک روز آپ نے نان بائی کو توجہ مخصوص فرمائی تو کمالات باطن کے علاوہ اس کی ظاہری شکل وصورت بھی حضرت خواجہ کی مانند ہو گئی اور تین روز کے بعد وہ عدم استعداد اور قلت ظرفیت کی وجہ سے اس عالم سے گذر گیا۔

اس واقعہ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سورۃ اقراء کی تفسیر میں مفصل بیان کیا ہے۔ وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔

ہمارے عصر وزمان کے بے خبر لوگ اس حالت کا اشد انکار کرتے ہیں اور طریقہ نقشبندیہ سے جذبات وکیفیات کا انکار کرنا اپنا وظیفہ وشعار جانتے ہیں۔ (ایسے لوگوں کیلئے یہ واقعات توجہ طلب ہیں)

جب آپ کی عمر 40 سال سے تجاوز کر گئی تو آپ نے لوگوں سے میل جول ترک کر دیا اور منصب مشیخیت حضرت امام ربانی جو کہ آپ کے نائب مطلق تھے کے حوالہ کر دیا۔ اور رفیق اعلیٰ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ اسی حالت میں 1013ھ میں مشرف بلقاء اللہ ہوئے جیسے

marfat.com

کہ ارغام المرید 69 میں ہے۔

اور خواجہ محمد فضل اللہ قندھاری مجددی عمدۃ المقامات ص 96 پر فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر 40 سال سے تجاوز تھی۔ اتوار کے روز 20 جمادی الثانی 1012 میں عالم فانی کو ترک کیا اور دارالخلد کی جانب روانہ ہوئے۔ ''اناللہ وانا الیہ راجعون''

آپکا مزار پرانوار پرانی دہلی میں واقع ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

جناب قطب ربانی محبوب صمدانی قیوم رحمانی غوث یزدانی واقف متشابھات قرآنی حضرت شیخ احمد فاروقی کابلی مجدد الف ثانی بن مولانا شیخ عبدالاحد فاروقی، آپ کا نسب 28 واسطوں سے سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب تک پہنچ جاتا ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ بزرگان سرھند، بلکہ باعث فخر اھل ھند عالم ربانی اور مجدد الف ثانی ہیں۔ آپ علوم ظاھر و باطن میں جامع اور شرافت نوع انسانی پر بلند پایہ دلیل تھے۔ دسویں صدی کے 71 ویں سال عالم وجود میں قدم رنجہ فرمائے۔ صغرسنی میں حفظ قرآن مجید سے فراغت پائی اور علوم متداولہ کی تحصیل میں شروع ہوئے۔ اولاً اپنے والد ماجد سے بعض علوم کا استفادہ کیا پھر سیالکوٹ گئے۔ اور مولانا کمال الدین کشمیری سے تمام کتب معقولہ تحقیق و تدقیق مکمل کیں۔ اور علم حدیث مولانا یعقوب کشمیری سے حاصل کیا۔ پھر مولانا عبدالرحمٰن محدث جو کہ ھندوستان کے بڑے محدثین میں سے تھے سے حدیث مسلسل ایک واسطے سے اور اجازت تفسیر اور صحاح ستہ اور دیگر مفردات حاصل کیں اور 17 سال کی عمر میں علوم ظاھریہ سے فراغت حاصل کی۔ اور درس و تصنیف میں مشغول ہوئے۔

marfat.com

بیعت وخلافت: آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی خلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ اور سلسلہ قادریہ میں سعادت بیعت وخلافت شیخ سکندر کھیلی سے پائی۔ پھر فضائے حجاز سے محمل شوق باندھے دہلی پہنچے۔ وہاں حضرت خواجہ باقی باللہ امکنگی سے دولتِ ملاقات حاصل ہوئی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سعادت بیعت حاصل کی۔ اور دوماہ چندروز میں ہی سلسلہ عالیہ میں نسبتِ حضوری حاصل کرلی۔ انہی دنوں خواجہ باقی باللہ نے اپنے مخلصین میں سے کسی کورقم (تحریر) فرمایا کہ۔

''سرہند کا ایک شیخ احمد نامی شخص کثیر العلم اور قوی العمل چندروز ہوئے فقیر کے ساتھ نشست وبرخاست کر کے زمانے سے اپنے اوقات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ اس طرح ہے جیسے وہ ایک آفتاب ہوتا ہے اور سارا زمانہ اس سے روشن ہوتا ہے''

ہر زمانہ میں آپ کا آوازہ ہمیشہ بلند رہا، ان کا آستانہ محیط رجال اور مجمعٔ اصحاب کمال تھا۔ دور ونزدیک کے علما ترک وتاجیک کے امرء آپ کے شرفِ حضور سے بہرہ ور ہوئے۔ مشائخ آپ کے مرید ہوئے اور آپ کا سلسلہ ھند سے ماوراء النہر، روم، شام اور مغرب تک پہنچا۔ آپ کی ذات آیات ربانی میں سے ایک آیت اور یزدان کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی۔ علماء کرام اور صوفیہ عظام کے درمیان نزاع جو کہ ہزار سال سے چلا آرہا تھا آپ نے دور کیا اور ''حدیث صلہ'' کا مصداق ہوئے۔ آپ علماء ظاہر اور صوفیہ کے درمیان ''صلہ'' (واسطہ) تھے۔ کیونکہ فریقین (علماء ظاہر اور صوفیہ) کو مسئلہ وحدۃ الوجود میں اختلاف تھا

عادات وصفات: صبر، رضا، تسلیم، مخلوق پر شفقت اور صلہ رحمی، ارباب حقوق کی رعایت، سلام کرنے میں پہل کرنا اور کلام میں نرمی آپ کی عادت کریمہ تھی۔ بایں ہمہ کتاب وسنت سے تمسک بھی ایک ایسی فضیلت ہے جو ہزار فضائل پر بھاری ہے۔

marfat.com

منقول ہے کہ کچھ ظاہر بین علما نے سلطان جہانگیر بن اکبر شاہ کے سامنے شکایت کی کہ شیخ احمد دعوی کرتا ہے کہ اس کا مقام صدیق اکبر سے بلند ہے۔ بادشاہ نے آپ کو بلا کر استفسار کیا تو آپ نے فرمایا اگر آپ کسی ادنی خادم کو اپنے سامنے بلائیں اور مہربانی کرتے ہوئے اس سے کوئی پوشیدہ بات کریں تو لازمی بات ہے کہ وہ ادنی خادم عالی درجہ امراء کے مقامات سے گزر کر آپ کے پاس پہنچے گا اور پھر واپس اپنی جگہ پر لوٹ جائے گا۔ تو کیا اس آمدورفت سے یہ لازم آتا ہے کہ اس ادنی خادم کا مرتبہ امرء نامدار سے زیادہ ہو جائے؟ بادشاہ خاموش ہو گیا اور سزا دینے سے باز آ گیا۔ اس وقت ایک شخص جسے دربار شاہی میں حضوری حاصل تھی، آگے بڑھا اور بادشاہ سے کہا کہ شیخ کا تکبر تو دیکھو کہ آپ کے دربار میں آیا اور آپ کو سجدہ نہ کیا حالانکہ آپ ظل الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس بنا پر بادشاہ آپ پر غضب ناک ہوا اور آپکو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔

آپ کے دربار شاہی میں آنے سے قبل جہانگیر کے بیٹے شاہجہان جو حضرت سے مخلص تھا، نے افضل خان اور خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کو بعض کتب فقہ دیکر شیخ کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ علما نے سیلاطین کیلئے سجدہ کو جائز قرار دیا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ وقت ملاقات بادشاہ کو سجدہ کر دیں اور میں ضامن ہوں کہ بادشاہ آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ شیخ نے اس کے جواب میں کہا اجازت سجدہ تو رخصت (فتویٰ) ہے اور عزیمت (تقویٰ) یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے۔

الغرض آپ عرصہ تین سال تک قید میں رہے۔ اس کے بعد جہانگیر نے آپ کو اس شرط پر آزاد کیا کہ آپ لشکر سلطانی کے ساتھ بادشاہ کے ہمراہ گشت کریں۔ چنانچہ شیخ چند روز لشکر سلطانی کے ساتھ رہے۔ پھر بادشاہ سے رخصت لے کر سرھند میں رونق افروز ہوئے۔

وفات حسرت آیات: 28 صفر 1034 میں رحمت خداوندی سے پیوست ہو گئے۔ اور سرھند

marfat.com

میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات "رفیع المراتب" سے نکلتی ہے۔

آپ کی تصانف 1۔ رسالہ تہلیلیہ 2۔ رسالہ اثبات نبوت 3۔ رسالہ مبدا و معاد 4۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ 5۔ آداب المریدین 6۔ معارف لدنیہ 7۔ رد الشیعہ 8 تعلیقات العوارف 9 شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ 10۔ مکتوبات۔

حدیث مجدد: "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد امر دینھا"۔ یعنی بے شک اللہ تعالی اس امت کیلئے ہر صدی کے آخر میں ایک شخص کو بھیجے گا جو اس کے امور دینیہ کی تجدید کرے گا۔

یہ حدیث سنن ابوداؤد وغیرہ کتب معتبرہ میں مروی ہے اور "راس مائۃ" سے مراد باتفاق محدثین صدی کا آخر ہے۔

مجدد کی علامات وشرائط: مجدد کی علامات وشرائط یہ ہیں کہ

۱۔ وہ علوم ظاہر و باطن کا عالم ہو۔

۲۔ اس کی تدریس، تالیف وتذکیر سے نفع کثیر ہو۔

۳۔ وہ احیاء سنت اور بدعت مٹانے میں سرگرم ہو۔

۴۔ صدی کے آخر اور اگلی صدی کے شروع میں اس کے علوم وشیوع کی شہرت اور نفع عام ہو۔

پس شیخ احمد سرھندی علیہ الرحمہ کے فضائل پکار پکار کر کہہ رہے کہ وہ مجدد ہیں۔ اور نہ صرف مجدد مائۃ (سوسالہ مجدد ہیں) بلکہ مجدد الف ثانی (ہزار سالہ مجدد) ہیں۔ اور سو سے ہزار کا فرق واضح ہے۔ جیسا کہ تذکرۂ علماء ھند صفحہ 10 تا 12 آپ کے فضائل وکمالات جو کہ بارگاہ احدیت سے انہیں حاصل تھے، تحریر ہیں۔ آپ کے مکتوبات قدسی آیات آپ کے علوم فنون اور فضائل وکمالات پر آیۃ واضحہ اور دلیل قاطعہ ہیں۔

maarfat.com

آپ کے مزید حالات سے واقفیت کیلئے درج ذیل کتب کی طرف رجوع کریں۔

حضرات القدس۔ عمدۃ المقامات، زبدۃ المقامات، مقامات سھر ندیہ، روضۃ القیومیہ، روضۃ الاسلام، جو اہر علویہ، تذکرۃ آدمیہ، حدائق وردیہ فی حقائق اجلاء النقشبندیہ، سبحۃ المرجان، نزھۃ الخواطر (سھر ند) سین اور راء پر کسرہ، ہائے ھوز اور نون ساکن اور آخر میں دال (سِھـْرِنْد) ایک شہر ہے جولا ہور اور دہلی کے درمیان شارع عام پر واقع ہے۔ اسی طرح حسان الھند نے سبحۃ المرجان میں ذکر کیا ہے۔

(تذکرہ علمائے ھند ص 12)

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اول قدس سرہ

آپ کا لقب عروۃ الوثقیٰ ہے آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے تیسرے نمبر پر صاحبزادے اور نائب مناب ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی آپ کو دیگر بیٹوں پر فضیلت دیتے۔ آپ کے بڑے بھائی خواجہ خازن الرحمۃ بڑا ہونے کا باوجود آپ کو خود سے ممتاز سمجھتے تھے۔ اور ان کے مسند ارشاد کو تسلیم کرتے۔ نیز آپ منصب قیومیت جو کہ تمام مناصب کمال پر فائق ہے تک پہنچے ہوئے تھے۔ بلکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے۔ اشیا از قیومیت من بتوراضی ترند۔

(عمدۃ المقامات 251)

نیز آپ فرماتے تھے۔

میرے فرزند محمد معصوم کی تشریف آوری میرے لئے بڑی مبارک ثابت ہوئے۔ اس کی ولادت کے چند ماہ بعد ہی مجھے حضرت خواجہ (باقی باللہ قدس سرہ) کی ملازمت نصیب ہوئی۔ اور یہ تمام علوم و معارف حاصل ہوئے۔

مرتبہ ومقام: (آپ کی شان عظمت کا) اندازہ لگاؤ کہ ایک روز آپ اپنے والد (حضرت

marfat.com

مجد دالف ثانی) کی جگہ پر سو رہے تھے حضرت مجد دان کو دیکھ کر جلدی سے الٹے پاؤں واپس ہو ئے اور گھر سے باہر نکل گئے اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی غیرت سے ترساں ولرزاں ہوں کہ خدا کا دوست آرام کر رہا ہے کہیں میں اس کیلئے حزن وملال کا باعث نہ بن جاؤں۔آپ کافی دیر تک فیروزی مسجد کے پتھر پر بیٹھے رہے حتی کہ وہ گرم ہو گیا۔آپ بیٹھے رہے یہاں تک کہ حضرت عروۃ الوثقی نیند سے بیدار ہو گئے۔(حضرات القدس ملخصاً266)

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت 11 شوال 1007 ہوئی۔ایسا ہی عمدۃ المقامات میں ہے جو کہ از غلام المرید کے بھی مطابق ہے۔علامہ شیخ بدا الدین سرہندی نے حضرت القدس میں 1009 تحریر کی جو تذکرہ علمائے ہند کے موافق ہے۔

میں یہاں تذکرہ علمائے ہند ص 212 سے حضرت کے بقیہ حالات و واقعات نقل کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کی ولادت ایک ہزار نو 1009 ہجری کو ہوئی۔سولہ سال کی عمر میں اپنے والد گرمی سے فارغ التحصیل ہوئے۔آپ جامع علوم عقلی و نقلی اور مخزن کمالات صوری و معنوی تھے۔مقام نسبت اور منصب قیومیت کی بشارت اپنے والد بزرگوار سے پائی۔

آپ کی توجہات سے سلسلہ عالیہ احمدیہ مجددیہ اطراف عالم میں شائع ہوا۔اور ایک عالم (آپ کی توجہات سے) احوال بلند اور مقامات ارجمند تک پہنچا۔کشف مقاماتِ الٰہیہ میں اس طرح تھے کہ اپنے مریدوں کو ولایاتِ بعیدہ کی خبر دیا کرتے تھے کہ فلاں ولایت موسوی تک پہنچا ہے اور فلاں ولایت محمدی سے مشرف ہوا ہے۔

نوے ہزار افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سات 7 ہزار کو آپ نے خلافت سے نوازہ۔آپ کی خدمت میں طالب، ایک ہفتہ میں مرتبہ فنا تک اور ایک ماہ میں کمالِ

marfat.com

ولایت تک پہنچ جاتا تھا اور بعض کو تو آپ ایک ہی توجہ سے تمام مقامات تک پہنچا دیتے۔

آپ کی طرح آپ کے فرزندان بھی وقت کے اقطاب تھے اور انہوں نے ہفت اقلیم کو منور کیا۔

9 ربیع الاول 1070ھ میں رضوان جنت سے جا ملے۔

صاحب ارغام المرید نے ص 74 پر اس طرح تحریر کیا کہ آپ نے 1079ھ میں وفات پائی آپ کا مزار اقدس سھرند میں ہے جہاں اس کی زیارت کی جاتی ہے اور برکت حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت خواجہ فضل اللہ بردر اصغر حضرت شہید صاحب جو کہ اس خاندان میں بمنزلۂ صاحب البیت ہیں، نے عمدۃ المقامات ص 335 پر اس طرح لکھا ہے کہ آپ کا وصال مبارک ہفتہ کو نصف دن کے وقت ماہ ربیع الاول 1079ھ کو ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آخر الذخر دو کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تذکرۃ علماء ہند نے تاریخ وصال نو سال کم لکھی ہے یا پھر سہو ہوا ہے۔

عالمگیر اورنگزیب بادشاہ جو کہ آپ کے مریدین میں سے تھے اس جملہ ''رفتہ ز جہان امام معصوم'' سے آپ کی تاریخ وصال نکالی۔

آپ کی عمر پورے 72 سال ہوئی۔ آخری کلام جو آپ سے سنا گیا وہ ''السلام علیکم'' تھا۔

آپ کا مدفن باغچہ میں ہے جس کی طرف آپ نے اپنی زندگی میں اشارہ کیا تھا کہ یہ ایک صاحب کمال فقیر کی جگہ بنے گی۔ آپ وہیں مدفون ہوئے

یہ حضرت مجدد کے روضہ انور سے نزدیک ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کی بہن نے آپ کی مرقد انور پر ایک عالی شان قبہ تعمیر کروایا تھا جو دور سے ''گنبد خضراء'' کی طرح نظر آتا ہے

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

حضرت تاج الاولیاء خواجہ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہ

آپ کا لقب اس طریقہ عالیہ میں 'قیوم الزمان اور تاج لاولیا' ہے۔ آپ حضرت مجدد کے ذی وقار پوتے، اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلف اکبر ہیں۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت 11 ربیع الثانی 1033 میں آپ کے جد محترم کی حیات مبارکہ میں سرھند شریف میں ہوئی۔ ان دنوں حضرت مجدد علیہ الرحمہ اجمیر شریف میں تھے، اور والد ماجد (حضرت عروۃ الوثقیٰ) حضرت مجدد کی زیارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ نے اس بوستان ولایت کے نونہال کا اسم گرامی جدِ بزرگوار اور والد پرانوار کی تشریف آوری پر موقوف رکھ چھوڑا۔

راستے میں ان دونوں بزرگوں کو اس قرۃ العین کی ولادت کی خبر ہوئی۔ یہ خبر سن کر والد اور جد محترم نہایت خوش و مسرور ہوئے۔ جب گھر آئے تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ "السلام علیکم ملا صبغۃ اللہ" پھر چہرہ مبارک ان کے کان کے قریب لیجا کر چند خفیہ کلمات بولے جن کے راز سے کوئی شخص بھی آگاہ نہ ہوسکا۔

marfat.com

پھر فرمایا اس کا نام میں نے ''صبغۃ اللہ'' اس لئے رکھا ہے کہ میں اس میں شرافت کا رنگ پاتا ہوں اور اسی طرح ہوا کہ حضرت مجدد کے بعد آپ منصب قیومیت پر فائز ہوئے اور رنگ اصالت ظاہر ہوا۔

آپ کے والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں میں تمہاری نسبت ''صحابہ'' کی طرح ہے کہ تم نے حضرت مجدد کی زیارت کی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مجدد نے جو اشارات و بشارات آپ کے حق میں ارشاد فرماتی تھیں پایۂ ثبوت کو پہنچیں اور آپ خاندانِ مجددیت میں اپنے وقت کے قیوم الزمان اور مربی الدوران ہوئے۔ اور اطراف و اکناف کو طریقہ مجددیہ کے فیوضات و برکات سے روشن کیا۔ اور جو کمالات والد محترم نے حضرت مجدد سے کسب کئے تھے۔ آپ کو تفویض کر دیئے اور فرمایا...... عرصہ ہوا کہ جو کچھ میرے پاس تھا میں نے تمہارے لئے ایثار کر دیا اگر اس میں زیادتی کا شوق ہو تو حضرت مجدد کے روضہ انور پر جاؤ اور ہمیں بھی تازہ نعمتوں میں شریک بناؤ۔

صاحب برکاتِ معصومی، لکھتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی باپ کیلئے بیٹے کی تعظیم کرنا ہوتا تو میں اپنے بیٹے صبغۃ اللہ کی تعظیم کرتا۔

تمسک بالسنۃ: آپ کی تمام عبادات و عادات حتیٰ کہ کھانا پینا، پہننا اوڑھنا، سفر و حضر کی دعائیں، موقوتہ و غیر موقوتہ دعائیں۔ ذکر و اذکار لسانی و جنانی، سب کچھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق تھا۔ آپ ہر روز و شب میں اپنے اعمال کا مو بمو محاسبہ کرتے اور اپنے اعمال کو معیوب سمجھتے۔ اپنے کشف و حالات کو بال برابر بھی حکم شرعی کے مقابل نہ رکھتے۔ حالانکہ وہ روز روشن کی طرح واضح ہوا کرتے تھے۔ باوجود تبحر علمی کے کبھی ایک چھوٹا سا مسئلہ بھی علماء کرام کے مشورہ کے بغیر عمل میں نہ لاتے۔

marfat.com

منصبِ غوثیت: منصب قطبیت و قیومیت کے بعد آپ منصب غوثیت و فردیت سے بھی ممتاز ہوئے تھے۔ یہ مناصب آپ کو اس سال حاصل ہوئے جب آپ حرمین شریفین کی زیارت سے واپس آئے۔ اور پھر والد ماجد کی اجازت سے امام طریقہ عالیہ قادریہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ اس دربار پر انوار پر حضرت غوث الاعظم کے عطایا سے یہ مناصب آپ کو حاصل ہوئے۔

آپ نے اپنے والد کی رحلت سے 1122 ہجری تک طریقہ عالیہ کو عرب و عجم میں رونق بخشی۔ اور تشنگان عرفان و علم کو سیراب کیا۔

یہ سلسلہ جاری تھا کہ 9 ربیع الثانی بروز جمعہ 1122 کو 80 سال کی عمر میں ''کل نفس ذائقة الموت'' کا شربت چکھا اور عالم فانی کو وداع کہا۔

''انا للہ وانا الیہ راجعون''

113 افراد آپ کے خلفاء میں سے تھے جن میں حضرت میاں سفر احمد مولف معدن الجواہر اور برکات معصومی، اور خلف رشید حضرت خواجہ محمد اسماعیل کے اسماء نمایاں ہے۔ آپ کی مرقد انور سرھند تشریف میں آپ کے والد محترم کے گنبد میں داخل ہے اور پردۂ خاک میں آپ والد محترم کے دریائے کرم میں غوطہ زن ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

حضرت امام العارفین خواجہ محمد اسماعیل قدس اللہ سرہ

آپ اس طریقہ عالیہ میں امام العارفین کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ اپنے وقت کے عرفاء کے مقتدیٰ تصور کیے جاتے تھے۔ آپ کے انوار و برکات اطراف و اکناف میں منتشر تھے۔ بڑے بڑے صاحبان کمالات و عرفان آپ کی صحبت عنبر فشاں میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک جہان آپ کے پاس انفاس سے صاحب تکمیل ہوا اور درجہ ارشاد کو پہنچا۔

کسب فیض: آپ حضرت تاج الاولیا خواجہ صبغۃ اللہ کے فرزند دوم تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم (جد بزرگوار) کو بھی پایا اور آپ کی خدمت کر کے دریائے علم و عرفان سے مستفیض ہوئے۔ اور بہت سے فیوضات و برکات حاصل کیے۔

اس مقتدیٰ ارباب کمال کے وصال کے بعد والد محترم کی خدمت میں بقیہ کمالات و مقامات طے کیے اور درجہ کمال و تکمیل کو پہنچے۔ آپ کا درجہ علمیت پایۂ مولویت کو پہنچا ہوا تھا۔

اشعار کہنے میں بھی آپ طبع عالی رکھتے تھے۔ اشعار گوئی میں آپ کا تخلص

marfat.com

'عاشق' ہے۔آپ کے اشعار عالی کو جمع کر کے ایک دیوان بھی بنا ہوا ہے۔آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی مدح میں بہت سے مضامین نظم ونثر کی صورت میں تخلیق کیے۔

وفات: جب آپ کی عمر مبارک اسی 80 سال کی حدود میں پہنچی تو آپ نے دار فانی سے کوچ کیا...... "انا للہ وانا الیہ راجعون" آپ کی مرقد انور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ کے بیرون میں معروف ومشہور ہے۔

خلفاء ومجازان: آپکے خلیفہ مجاز بہت سے ہیں۔ان میں سے دو فرزندانِ ارجمند ہیں۔ ایک شاہ محمد صبغۃ اللہ ہیں کہ ان کا سلسلہ ارشاد پشاور، کابل، ماوردالنہر، روم اور بلغار تک پہنچا۔ انہی کے خلفا میں سے خواجہ حسن اتا ہوئے ہیں، جو کابل کے نواحی علاقے کی ایک بستی میں ہو گزرے۔دوسرے فرزند حضرت حاجی غلام محمد معصوم، جو "خواجہ معصوم ثانی" کے نام سے معروف ہیں۔

حضرت حاجی غلام محمد معصوم المعروف معصوم ثانی قدس سرہ

اس طریقہ عالیہ میں آپ کا لقب قطب الاقطاب ہے۔شہرت آپ کی خواجہ معصوم ثانی کے نام سے ہے۔آپ اپنے زمانے میں منصب قیومیت، غوثیت وقطبیت کے جامع تھے۔

بشارتِ ولادت: حضرت عروۃ الوثقیٰ علیہ الرحمہ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت تاج الاولیاء کو بشارت دی تھی کہ تیری نسل سے ایک فرزند تولد ہوگا وہ بالوسطہ تمہاری اولاد ہو یا بلاواسطہ، جب وہ پیدا ہو تو میرے نام پر اس کا نام رکھ دینا کیونکہ نسبت مجددی، معصومی اس سے شرافت پائے گی۔اس کے فیوضات وبرکات اس کی اولاد ومریدین میں تا قیام قیامت باقی رہیں گے۔وہ طریقہ عالیہ کو مزید رواج دے گا۔آپ نے حضرت معصوم ثانی کیلئے فوق الذکر

marfat.com

مقامات عالیہ کی بھی بشارت دی تھی۔

آپ کی یہ بشارت حضرت سلطان العارفین کی بشارت کی مانند ہے جوانہوں نے حضرت ابوالحسن خرقانی کے حوالے سے ان کی ولادت سے چند سال پہلے دی تھی۔خلاصۂ کلام یہ کہ آپ کے جدامجد نے آپ کے بارے میں کہا تھا کہ وہ اپنے زمانہ میں ایک عالم کوروشن کرے گا اور اس طریقہ عالیہ کو اوج کمال تک پہنچائے گا۔

تحصیل علم ظاہر و باطن: آپ نے تحصیل علومِ عقلیہ ونقلیہ کی ابتدا کی اور بیس 20 سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کی۔اپنے زمانے میں ممتاز اور اوحدالدھر ہوئے۔دورۂ فراغت کے بعد اپنے جد محترم خواجہ صبغۃ اللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں طریقہ عالیہ کے کسب میں مشغول ہوئے،اور تھوڑے ہی عرصے میں درجہ کمال و تکمیل تک پہنچ گئے۔اور جدامجد کی طرف سے خلافت مطلقہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ اپنے والد محترم کے مرید و خلیفہ ہیں اور وہ اپنے والد محترم حضرت قیوم الزماں کے مرید و خلیفہ ہیں۔لیکن حضرت خواجہ فضل اللہ جو کہ اس خاندان کو زیادہ جانتے ہیں انہوں نے عمدۃ المقامات 378 پر آپ کو حضرت قیوم الزمان کا مرید و خلیفہ قرار دیا ہے۔

راقم الحروف (علی محمد بلخی) بھی یہی کہتا ہے کہ آپ کا اپنے جدِ محترم سے کسبِ کمالاتِ باطنی کا حاصل کرنا اس بات کے منافی نہیں کہ آپ نے (اپنے والد محترم) سے اکتساب فیض کیا ہو۔ کیونکہ آپ کے والد محترم بھی اولیا اللہ میں سے تھے۔اور پھر تبرکاً جدامجد سے منصب خلافت حاصل کیا ہو۔مثلاً ایک شخص کا والد بھی عالم ہو اور دادا بھی عالم و فاضل ہو۔اور جب یہ شخص دونوں کی تربیت سے مرتبۂ مولویت پر فائز ہو گا تو تبرکاً اپنے جد محترم سے دستارِ فضیلت حاصل کرے گا،کیونکہ ان کا مرتبہ ومقام والد کے مرتبہ سے اعلیٰ وافضل ہے۔

marfat.com

وفات حسرت آیات: جب آپ کی عمر 90 سے تجاوز کر گئی تو 5 ذوالحجہ 1161ھ میں اس جہان سے دارالخلد کی طرف منتقل ہوئے اور اللہ تعالی کے جوار رحمت میں ٹھکانہ پایا۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون"

آپ کا مزار پرانور درالارشاد سرھند شریف میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے گنبد کے باہر والد محترم کے مزار کے ساتھ واقع ہے۔آپ کے خلفاء کی تعداد معلوم نہیں۔آپ کے خلفاء میں حضرت شاہ غلام محمد آپ کے خلف رشید اور ولد شریف، حضرت میر غیاث الدین حرمی صاحب دیوان غیاثی، معروف ومشہور ہیں۔

حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاء قدس سرہ

آپ کا لقب اس طریقہ عالیہ میں "قدوۃ الاولیا" اور حضرت جی صاحب کلاں ہے۔تحصیل علوم ظاھری کے بعد کسب کمالات باطنی اپنے والد محترم حضرت قطب الاقطاب سے حاصل کئے۔اور آپ کی خاص نسبتوں سے مشرف ہوئے۔اور درجہء کمال واکمال تک پہنچ کر خلیفہ مجاز ہونے کا شرف پایا۔

جب آپ کے والد محترم نے آپ کی خدمت کو کامل ومکمل پایا تو مسند مشیخیت ان کی طرف تفویض فرمادی۔اور تمام فرزندان ومریدان کو ان کے سپر فرما دیا۔آپ اپنے والد محترم کی حیات میں ہی مسندارشاد پر جلوہ افگن ہو کر مخلوق کی راہنمائی میں مشغول ہوئے۔آپ کے رشد وہدایت کا ہنگامہ تمام جہان کے اطراف اکناف میں پھیل گیا اور پوری دنیا سے لوگ آپ کی خدمت میں پہنچ کر طریقہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ اور فیوض و برکات حاصل کر کے سرور وبرکات کے مظہر ہوئے۔

marfat.com

المختصر آپ اپنے وقت میں مرجع کل تھے۔ تمام بھائیوں اور کثیر قوم نے آپ کی خدمت سے فیوض و برکات اخذ کئے۔" اذا جاء نصر الله والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا" (جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی۔ اور تم دیکھو گے کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہونگے) کے مصداق امیر و غریب، بادشاہ و حکام، مشائخ و اکابر اور علماءؤ فضلا جوق در جوق آپ کی جانب مرجوع ہوئے۔ اور آپ کے خلفاء دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔

جو رواج اس طریقہ عالیہ کو ان دنوں آپ کے وجودِ با جود سے اور آپ کے فرزندان، برادران اور خلفاء مجازان سے حاصل ہوا، کاتب کا حوصلہ اس کو گننے سے عاجز اور زبانِ قلم اس کو لکھنے سے قاصر ہے۔

اکابرین سے سنا گیا ہے کہ آپ کے صبح و شام کے مراقبہ میں معمولی طور پر بارہ 12 ہزار سے زائد افراد شریک ہوتے تھے اور نماز جمعہ کے بعد مراقبے میں اتنے لوگ ہوتے تھے جن کی تعداد اعداد و شمار سے باہر ہے۔ (عمدة المقامات ص 424 -423)

آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ چھ ماہ لاہور میں اپنے اہل و عیال میں اور چھ ماہ پشاور میں گذارتے۔ اور لوگ آپ کی راہ میں خیمے لگا کر سراپا انتظار ہوتے۔ آپ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپ نے تمام عمر خدمت حدیث شریف میں بسر کی اور کئی ہزار حدیثوں کو آپ نے باسناد حفظ کیا ہوا تھا۔ آپ جو بھی عمل کرتے اس پر دلیل کے طور پر حدیث شریف روایت کرتے۔

وفات: بالآخر ماہ شوال کے شروع میں عید الفطر کی رات 1177 ہجری میں پشاور میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور شہر سے باہر اسد خان جو کہ آپ کے مریدوں میں سے تھا کے

marfat.com

باغ میں مدفون ہوئے۔

مرقد اقدس: شروع شروع میں مزار کی عمارت بڑی عالی شان تھی پھر سکھوں کے ہاتھوں خراب ہوگئی۔ان دنوں (1403 نہم محرم الحرام) آپ کی مسجد جوحضرت باباجی کے نام سے معروف ہے کے احاطہ میں ہے اور شہر پشاور میں موضع شجبہ میں مشہور ہے۔

آپ کے مزار پر جوکتبہ لگا ہوا ہے اس کے ایک طرف آیۃ الکرسی کندہ ہے۔اور باقی اطراف میں حضرت غیاث الدین جرمی کے چند اشعار آپ کی وفات کے بارے میں لکھے ہوئے ہیں۔اس کتبے میں آپ کی تاریخ وفات 1178 ہجری درج ہے جو کہ عمدۃ المقامات کی عبارت کے خلاف ہے۔آپ کے خلف اور خلیفہ حضرت شاہ غلام حسن کا مزار بھی اس احاطہ میں ہے۔

حضرت حاجی صفی اللہ قدس سرہ

اس طریقہ عالیہ میں آپ کا لقب قیوم جہاں' اور کنیت ابوالبشر' ہے۔

ولادت و بشارتِ ولادت: آپ کی ولادت 4 ذوالعقد 1156ھ کو ہوئی۔کہتے ہیں کہ آپ کے والد حضرت قطب الاقطاب نے خواب میں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا اور آپ نے والد محترم کو بشارت دی تھی، کہ کل تمہارے گھر میں ایک فرزند تولد ہوگا جو برگزیدۂ روزگار اور عجوبہ زمانہ ہوگا۔اس کے قدوم میمنت لزوم کو غنیمت سمجھنا اور اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔جب صبح ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار نماز فجر کے بعد خانقاہ معلیٰ میں فقراء کے ساتھ مراقبہ میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ بیت اللہ ان کے گھر کی طرف اتر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہارے فرزند کی زیارت کیلئے آیا ہوں جو ابھی تولد ہوا ہے۔اسی اثنا میں آپ کی خادمہ گھر سے آئی اور اس قرۃ العین کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنائی۔

(ولادت کے بعد) آپ نے رونے سے قبل تین بار اسم " اللہ " بکمال فصاحت بولا اور پھر

marfat.com

گریہ کرنے (رونے) لگے۔

جب آپ کے کان میں اذان وتکبیر کہی تو آپ نے بھی تکبیر کیلئے لب ہلائے جس کی آواز تمام حاضرین نے سنی۔

ابھی عمر عزیز کے چند سال ہی گذرے تھے کہ والد محترم جہان فانی سے کوچ کر گئے۔آپ نے اخذ فیض ''قطب الاقطاب'' سے کیا جبکہ آپ کے والد نے ایام طفولیت میں بھی اپنی توجہات عالیہ سے ان کو دور نہیں رکھا۔

حضرت قطب الاقطاب کی وفات حسرت آیات کے بعد بقیہ کمالات ومقامات برادرِ بزرگ حضرت شاہ غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے حاصل کئے اور صاحب جذبات و بلند حالات ہوئے۔

آپ عرصے تک شہر کابل (اللہ اس کو آفات وزلازل سے بچائے) میں سکونت پزیر رہے۔اس وقت آپ کے ارشاد والارشاد کا شور وغل تھا۔ایک عالم کو اس طریقہ عالیہ خواجگان اور اکابرین خاندان کی طرف دعوت دیتے تھے۔اور ہر دور ونزدیک شخص کے کانوں تک آپ کے حالات وکیفیات کا طنطنہ پہنچ گیا تھا۔آپ کی صحبت، عاشقانہ جذبات وصیحات سے مالا مال تھی۔

شعر گوئی: آپ شعر گوئی میں بھی طبع نازک اور بلند مقام رکھتے تھے۔ایک دیوان عالی شان بھی لکھا تھا جو ایام جذب میں خود ہی پانی سے دھوڈالا۔اس دیوان سے چند اشعار باقی بچے۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں (دیوان کے علاوہ) تین رسالے اور بھی یادگار ہیں۔

1۔آداب الارشاد جس کو معدن الاسرار بھی کہتے ہیں

2 مخزن انوار صفی احمدی جو کہ'' مخزن الانوار احمدی فی کشف الاسرار المجددی'' کے نام سے

marfat.com

مشہور ہے۔

3۔رسالہ چہار جوی۔

سفر وفات: جب آپ کی عمر آخری منزل تک پہنچی تو دل میں زیارت حرمین شریفین کا شوق پیدا ہوا لہذا آپ عزنی، قلات، سندھ اور بلوچستان کے راستے سے ہوتے ہوئے عازم حج ہوئے۔ اس سفر میں حضرت شہید، اور برادر بزرگ حضرت محمد فضل اللہ مولف عمدۃ المقامات اور حضرت بی بی قیومہ آپ کے ہمرکاب تھے۔آپ کی قسمت میں زیارت حرمین شریفین نہ تھی لہذا ابھی راستے میں ہی تھے کہ بیمار ہو گئے۔اور چھ 6 ذوالعقدہ 1212 پیر کی صبح دار فانی کو الوداع کہا اور رحمت خداوندی سے پیوست ہو گئے۔

آپ کا مزار پر انوار شہر حدیدہ جو کہ یمن کے توابع میں سے ہے، میں روشن ھندی مسجد سے متصل ایک درخت کے نیچے واقع ہے۔

جناب حضرت حاجی شاہ محمد ضیاء الحق المعروف حضرت ایشان شہید قدس سرہ

آپ نام حضرت حاجی شاہ محمد ضیا الحق ہے۔نیز آپ میاں ضیاء الحق کے نام سے بھی یاد کیئے جاتے ہیں۔اس طریقہ عالیہ میں آپ کی شہرت ''حضرت شہید اور ایشان شہید'' کے نام سے ہے۔صاحب گلدستہ کرامات شمسیہ نے آپ کا نام یوں ذکر کیا ہے......

حضرت غوث العلمین، قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین حاجی شاہ محمد ضیاء الحق المعروف حضرت شہید قدس سرہ العزیز۔

الغرض، شاہ ضیاء الحق، میاں ضیاء الحق، محمد ضیاء الحق، حاجی شاہ محمد ضیاء الحق، حضرت شہید اور

marfat.com

حضرت ایشان شہید، بھی آپ کے اسماء والقابات ہیں۔
آپ حضرت بی بی صاحبہ کے بیٹے ہیں جو اس طریقہ میں بی بی قیومہ کے نام سے شہرت رکھتی ہیں۔آپ حضرت صفی اللہ کی عینی بھانجی ہیں۔اور والد کی طرف سے حضرت شاہ غلام محمد کی نواسی ہیں۔حضرت شہید تمام دورِ سلوک میں مرشد گرامی حضرت صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے۔سفر حرمین میں بھی آپ کے ساتھ تھے۔
مرشد گرامی کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ نے ماوراء النہر کی طرف رخت سفر باندھا۔ اس سفر میں برادر اعظم حضرت خواجہ محمد فضل اللہ المعروف حضرت حاجی، مولف عمدۃ القامات اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی صاحبہ آپ کے ساتھ تھیں۔بخارا کے مزارات مقدسہ اور تبرکات کی زیارت کے بعد واپس ہوئے۔جب مزار شریف جو کہ بلخ میں واقع ہے میں پہنچے تو بتاریخ 12 ربیع الاول بروز جمعہ 1218ھ حضرت بی بی صاحبہ رحلت فرمائی اور گنبد شرقی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ انور کے پاس مدفون ہوئیں۔
اس کے بعد آپ کی بقیہ عمر شہر کابل میں طریقہ عالیہ کی ترویج اور اخلاق مصطفویہ کی اشاعت میں صرف ہوئی۔
بعض دوستوں سے شنید کے مطابق آپ نے حضرت بی بی صاحبہ المعروف بی بی قیومہ اپنی والدہ سے خلافت حاصل کی۔بلکہ یہ بات بھی کسی کو معلوم نہیں کہ حضرت بی بی صاحبہ، حضرت ایشان شہید کی والدہ ہیں۔لوگ صرف اتنا کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ایک فرد مستورات میں سے ہے۔فقط راقم الحروف (علی محمد بلخی) نے اس معاملے میں جدوجہد کی ہے۔
صحیح قول کے مطابق آپ (حضرت شہید) حضرت صفی اللہ کے خلیفہ ہیں اور حضرت بی بی صاحبہ بھی انہی کی خلیفہ تھیں۔اتنی بات ضرور ہے کہ آپ اپنی والدہ کی طرف سے بھی بشارات عالی اور اشارات مثالی سے سرفراز ہوئے ہیں۔

marfat.com

حضرت ایشاں شہید کے حضرت صفی اللہ کا خلیفہ ہونے پر یہ عبارت دلیل کے طور پر ملاحظہ فرمائیں، صاحب گلدستۂ کراماتِ شمسیہ فرماتے ہیں......

''آپ (حضرت شاہ محمد ضیاء الحق) حضرت قیوم ربانی، غوث صمدانی مجدد مأۃ ثالث عشر مسمیٰ باسم ابوالبشر سر گروہ اہل اللہ حضرت حاجی صفی اللہ المعروف قیوم الجہان کے مرید مکرم اور خلیفہ و جانشین تھے۔ (گلدستۂ کرامات شمسیہ 14)

اس سے بڑھ کر اس بات پر دلیل یہ ہے کہ حضرت فضل اللہ نے کتاب مستطاب عمدۃ المقامات ص 490 پر حضرت صفی اللہ کے چار خلفاء میں حضرت شہید کو بھی شمار کیا ہے۔ عبارت اس طرح ہے......

''اور اس فقیر کے برادر عینی میاں ضیاء الحق آپ (حضرت صفی اللہ) کے خلفا میں سے ہیں۔ آپ حالات بلند اور معارف ارجمند کے منبع تھے اور حضرت قیوم جہاں اور حضرت بی بی صاحبہ کی طرف سے بھی بشارت عالیہ سے سرفراز ہوئے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان عبارات سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے والدہ محترمہ حضرت بیبی صاحبہ سے بھی فیوضات و برکات حاصل کئے ہیں مگر آپ خلیفہ و ماذون ہونا، صرف حضرت صفی اللہ کی طرف سے قطعی ہے۔

علم لدنی: حضرت شہید کا ایک عجیب واقعہ ان دنوں پیش آیا جب آپ حضرات خواجگان کے مزارات کی زیارت کیلئے بخارا تشریف فرما تھے۔ بخارا کے بادشاہ نے آپ کو آپ کے بھائی حضرت فضل اللہ مولف عمدۃ المقامات جو اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ کے ساتھ دعوت پر بلایا۔ حضرت شہید باوجودیکہ مقامات بلند اور معارف عام رکھتے تھے مگر رسمی تعلیم سے بہت کم حصہ حاصل کیا تھا۔ جبکہ آپ کے بھائی حضرت فضل اللہ جامع علوم اور عالم و فاضل تھے۔

marfat.com

دعوت کے درمیان بادشاہ نے حضرت شہید سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو حضرت خواجہ فضل اللہ نے جواب دینے میں جلدی کی کہ کہیں حضرت شہید کو شرمندگی نہ اٹھانا پڑے اور دربار شاہی سے نکال نہ دیے جائیں۔ اس حادثہ سے حضرت شہید بڑے غمگین ہوئے۔ رات کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کی قبر پر گئے اور اپنے احوال حضرت خواجہ کے واسطہ سے بارگاہ رب تعالیٰ میں عرض کئے۔ پھر رات کو وہیں سو گئے۔ جب صبح نیند سے بیدار ہوئے تو تمام علوم ومعارف آپ کو دو چند حاصل ہو چکے تھے۔

تالیفات وتصنیفات: بہت سی تالیفات ان کی یادگار ہیں جو ان کے علم لدنی پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک ''مفتاح الحقائق'' ہے جس میں علم تصوف کے دقیق مسائل درج ہیں۔ اسی طرح نعت سرور دو عالم ﷺ اور دیگر بزرگان دین کی مدح میں اشعار کثیرہ بھی آپ کی یادگار ہیں۔

وصال صد ملال: آپ کا وصال یوم عاشوراء 1255ھ کو ہوا آپ کی مرقد انور نجراب جو کہ درۂ حضرت فرخ شاہ ولی میں ہے، میں واقع ہے۔ یہ آپ کے اجداد کبار میں سے ہیں۔

حضرت حاجی شاہ ضیاء المعروف حضرت میانجی صاحب قدس اللہ سرہ

آپ کا نام حضرت شاہ ضیاء ہے۔ نیز حاجی شاہ ضیاء کے نام سے بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ اس طریقہ عالیہ میں آپ کی شہرت، ''حضرت میانجی'' کے نام سے ہے۔ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت ایشان شہید میاں ضیاء الحق کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب وسلوک حضرت شاہ غلام محمد قدس سرہ تک جا کر یکجا ہو جاتا ہے۔ آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ اپنے والد بزرگوار سے کسب کیا۔

marfat.com

صاحب گلدستہ کرامات شمسیہ ص 17 پر لکھتے ہیں۔

حضرت والد بزرگوار محمد ضیاء الحق نے آخری عمر آپ کے بارے فرمایا تھا کہ جو معارف و مدراج قرب الٰہی جل سلطانہ، اور تصوف وسلوک کے مقامات عالیہ مجھ سے متعلق تھے۔ محض اللہ تعالی کے فضل وکرم سے تمام کے تمام سلوک میں نے تمہیں دے دیئے ہیں ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔ لیکن چونکہ تمہاری استعداد ابھی بلند ہے۔ تمہیں چاہیے کہ ہندوستان کے شہر پنجاب کی اطراف میں چلے جاؤ۔ ایک درویش خاک نشین کہ ظاہراً قلندری کے لباس اور گداگری کی صفات سے متصف ہوگا۔ تم سے ملے گا۔ باقی معاملاتِ سلوک اس درویش کی ملاقات پر محصور ہے۔

چنانچہ حضرت شہید کے سانحۂ ارتحال کے بعد حسب الامر آپ پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی تتبع وجستجو کے بعد درویش موصوف کو پالیا۔ جو کہ ایک مٹی کے تودہ پر مدھوش ومستغرق پڑے تھے۔

سوائے ایک چادر کے جو کہ ستر کو چھپا رہی تھی کوئی اور لباس بدن پر نہ تھا۔ اور جو حلیہ حضرت شہید نے بیان کیا تھا بعینہ اس پر پورے اتر رہے تھے۔

آپ نے چند کھانے کی نرم چیزیں اور شکر والا شربت موصوف کے منہ میں ڈالا تاکہ کچھ ہوش آجائے۔ بعد ازاں وہ اٹھ بیٹھے اور حضرت صاحب کے ساتھ کچھ دیر بیٹھے پھر جلدی سے وہاں سے روانہ ہو گئے۔ حضرت صاحب بھی آپ کی تلاش میں چل دیے اور ساتھیوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ کے ہمراہیوں نے اس دن بڑی جستجو کی لیکن حضرت صاحب کو تلاش نہ کر سکے۔

آخر ایک دن بعد بڑی جستجو اور تلاش کے بعد گردونواح کے ایک جنگل میں گئے دیکھا کہ وہاں ایک چبوترا بنا ہوا ہے۔ اور حضرت میانجی وہاں اس پر بے ہوش پڑے ہیں۔ لیکن درویش موصوف کی کوئی علامت وہاں پر نہ تھی۔ آپ کے رفقاء میں سے ایک نے آپ کا

marfat.com

سر اپنے زانو پر رکھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت ممدوح کو ہوش آیا آپ نے سر اٹھایا اور رفقاء کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ سنا گیا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ باقی کمالات تصوف اور معاملات سلوک اس درویش کی صحبت سے حاصل ہو گئے۔

وصال پُر ملال: آپ کی تاریخِ وصال پنجم 5 شوال بروز جمعہ 1316 ہجری ہے۔ آپ کا مزار پرانوار کابل سے شمال کی طرف 20 کوس پر واقع بستی لغمانی میں ہے۔

حضرت شمس الحق المعروف حضرت صاحب کوھستان قدس سرہ

آپ کا اسم گرامی شمس الحق ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب 5 سے سراج العارفین شمس المقربین حضرت امام سیف الدین تک پہنچ جاتا ہے جو کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔

حضرت شمس الحق بن شاہ عزیز احمد عرف حضرت پیرزادہ بن حضرت شیخ فدا احمد بن حضرت شیخ فضا احمد بن حضرت شیخ محمد موسیٰ بن حضرت سیف الدین بن حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہم

حضرت غلام نجم الدین کابلی نے آپ کی سوانح حیات، خوارق و کرامات، ایک رسالہ "گلدستہ کرامات شمسیہ" میں جمع کی ہیں جس میں آپ کے القاب واوصاف اس طرح تحریر ہیں۔

قطب دائرہ زمان غوث انس وجان قیوم عالم و عالمیان د ۔ ۔ ۔! گاہ حضرت منان غوث الجن والبشر مجدد ماۃ ربع والعشر شیخنا واما منا قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین شاہ محمد شمس الحق والدین علیہ الرحمۃ والرضوان الفاروقی نسبا الحنفی مذھبا المجددی والنقشبندی مشربا۔

marfat.com

آپ کے والد محترم نے انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد براعظم ہندوستان کی طرف ہجرت مسنون اختیار کی اور کابل تشریف لائے۔ان دنوں حضرت شاہ ضیاء الحق کے ارشاد ولایت کا طنطنہ کابل اور اس کے اطراف واکناف میں خوب بج رہا تھا۔

حضرت عزیز احمد (والد حضرت شمس الحق) جب حضرت ضیاء الحق کی صحبت میں پہنچے تو فرد واحد تھے اور آپ کی اہلیہ اپنے دو فرزندوں شیخ فدا احمد اور شیخ عطا محمد کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھیں۔موصوف فارسی میں بہت کم مہارت رکھتے تھے۔حضرت ایشان شہید نے کوہستان اور پنجشیر کے معتبر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ...... یہ حضرت صاحب تمہارے پیرزادہ ہیں۔لہذا کوہستان و پنجشیر کے لوگ ان کی طرف لپک پڑے اور ان کو اپنے ساتھ وطن لیجانے کیلئے کمر ہمت باندھی۔

حضرت ایشان شہید نے اپنی بیٹی جن کا نام خوبی جہان بی بی تھا کو حضرت صاحب موصوف کے (نکاح) کیلئے دے دیا۔حضرت عزیز احمد کو اقامت اختیار کئے ابھی کچھ مدت ہی گزری تھی کہ حضرت میاں ضیاء الحق شہید عالم فانی کو وداع کہہ گئے۔

آپ کی رحلت کے چند سال بعد آپ کے بیٹوں حضرت میانجی اور ان کے بھائی حضرت تبرک شاہ نے مذکورہ بیٹی کا نکاح حضرت عزیز احمد سے کر دیا۔اور پھر انہی کے بطن اطہر سے حضرت شمس الحق المعروف حضرت کوہستان قدس سرہ پیدا ہوئے۔حضرت پیرزادہ (عزیز احمد) کی اس سے قبل بھی شادیاں ہو چکی تھیں۔

ابھی اس بوستانِ ولایت کے نونہال کی عمر بارہ یا تیرہ سال تھی کہ والد محترم حضرت عزیز احمد 3 صفر المظفر 1296ھ میں وفات پا گئے۔

واقعۂ وفات اور مقاماتِ تصوف کی منتقلی: آپ اپنی وفات کے سال کابل، پغمان،

marfat.com

لوگرد، کوہ دامن اور چہاردیہ کی طرف اپنے مخلصین کے پاس تشریف لائے۔ اس سفر میں حضرت شمس الحق صاحب کم عمری کے وجود آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عزیز نے لوگوں کو الوداع کہتے ہوئے فرمایا ''اللہ بہتر جانتا ہے کہ اب ہماری ملاقات ہوگی یا نہیں، لہذا میرے بعد یہ میرا بیٹا تمہارا پیر ہے''۔ اس سفر سے اپنے وطن کوہستان واپس تشریف لائے اور چند دن بعد ملک پنجشیر کی جانب تشریف لے گئے۔

حضرت شمس الحق نے قرائن و حالات سے جان لیا کہ ان کی رحلت کا وقت قریب ہے۔ لہذا مضبوطی سے ان کا دامن تھام لیا اور روتے ہوئے کہنے لگے '' آپ تو جا رہے ہیں مجھے کس کیلئے چھوڑا ہے'' اس حالت میں آپ نے بیٹے کو تسلی دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

مقاماتِ تصوف و معارف میں سے جو کچھ میرے پاس تھا اللہ وحدہ لاشریک کی توفیق سے سب میں نے تمہارے سپرد کر دیا ہے۔ لیکن ظاہراً تمہارے سلوک کا تعلق تمہارے ماموں حضرت حاجی ضیاء مجدد کے ساتھ ہے۔ اور پھر اسی دوران آپ کے والد حضرت عزیز احمد ملک پنجشیر کی بستی رخہ میں وفات پا گئے۔

حضرت شمس الحق صاحب نے اپنے والد محترم کے فرمان کے مطابق کمالاتِ تصوف کو بدرجۂ اتم اپنے ماموں حضرت میاں جی قدس سرہ سے حاصل کیا۔ اور ان کی طرف سے خلافت اور ارشاد خلق اللہ کیلئے مأمور ہوئے۔ ہر دور و نزدیک سے بخلوص نیت آنے والے کو توجہاتِ طریقہ عالیہ سے خوب نوازہ۔ اور ایک جہان آپ کی توجہات سے روشن ہوا۔

مرشد گرامی حضرت میانجی قدس سرہ کی حیات میں آپ لوگوں سے کٹ کر رہا کرتے تھے اور ان کی جانب متوجہ نہ ہوتے۔ اور فرماتے میرا دل لوگوں کی آشنائی و صحبت سے سرد ہو چکا ہے۔ آپ کے والد گرامی کے مریدوں نے حضرت میانجی سے عرض کیا کہ آپ نے

martat.com

ان کو ہمارے لئے خلافت عطا کی ہے لیکن وہ تو ہمارے حالات کی خبر گیری نہیں رکھتے۔

ان شکایات کی بنا پر حضرت میانجی قدس سرہ نے ان کو بلایا اور ڈانٹا کہ کیوں اپنے والد کے مخلصین کی طرف متوجہ نہیں ہوتے؟۔اور پھر ایک تصوف کی کتاب انہیں دیتے ہوئے مزید تاکید ارشاد فرمائی۔

اس کے بعد حضرت شمس الحق پغمان چلے گئے،اس واقعہ کچھ مدت ہی گزری تھی کہ حضرت میانجی کے داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

اس کے بعد آپ کے دل کی بے کلی اور بڑھ گئی اور آپ بے حد غمگین ہوئے۔سکستہ دل کے ساتھ واپس وطن لوٹے لیکن لوگوں کنارہ کش ہی رہے۔اس کے تھوڑی مدت بعد آپ نے حضرت حاجی شاہ ضیاء المعروف حضرت میانجی کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کے اس طریقہ کار سے آزردہ تھے۔پھر اس کے بعد آپ کو مخلصین کیجانب متوجہ ہوگئے اور لوگوں کو توجہات عالیہ سے نوازنا شروع کر دیا۔

وفات: 22 ربیع الاول 1350ھ شب جمعہ نماز مغرب کے بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے عالم فانی کو الوداع کہا اور آپ کا مرغِ روح پنجرۂ جسم سے پرواز کرگیا۔

''انا للہ وانا الیہ راجعون''

تب آپ کی عمر تقریباً 70 سال تھی۔کوہستان کے مضافات میں علاقۂ اشترگرام کی ایک بستی ''دبھنو'' میں آپ کی مرقد انور عام وخاص کو فیض بانٹ رہی ہے۔اس وقت یہ بستی شہر گل بہار کے قرب وجوار میں مشہور معروف ہے۔

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی: شاہ رسول ہے مگر آپ مبارک، مولانا طالقان کے لقب سے مشہور تھے آپ کا اصلی وطن تنگاب شریف تھا۔ آپ مبارک نے اپنے زمانے کے معروف اساتذہ کرام سے علوم عقلی ونقلی خوب اچھے طریقے سے حاصل کرنے کے بعد فراغت ودستار فضیلت حاصل کی اور ان علماء زمانہ کی علمی جلالت وفقاہت کے وارث بنے اور جو اس زمانہ میں صاحب کمال مروجہ علوم فنون تھے ان میں کمال حاصل کیا اور آپ کے علمی کمال کا چرچا دور دور تک پھیل گیا تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تدریس کا آغاز فرمایا اور اعلیٰ مدرس کی حیثیت سے آپ کی اچھی شہرت ہوگئی اور طالب علم علم ظاہری کے پیاسے اپنی پیاس بجھانے کے لیے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا شروع ہوگئے دوران تدریس آپ مبارک نے مکتوب امام ربانی کا مطالعہ فرمایا جس سے علوم باطنی کا شوق وذوق بڑھ گیا اور کسی کامل ومکمل مرشد کی تلاش شروع فرمادی اور حصول علم باطن کے لیے اس زمانے کے عظیم المرتبت شیخ کامل ومکمل عارف باللہ ولی زمانہ یگانہ روزگار حضرت اخندزادہ تنگاب قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور تین سلاسل

marfat.com

قادریہ چشتیہ سہروردیہ مبارکہ کی مکمل تفصیل حاصل کی اور حضرت نے ان تینوں سلاسل میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

مگراس تکمیل سے پیاس باقی رہی اور مولانا حضرت شاہ رسول علیہ الرحمۃ نے نقشبندیہ سے حصول طریقہ کے لیے تلاش جاری رکھی اگرچہ تینوں سلاسل سے فیض لے چکے تھے دوست احباب اور علماء کرام سے زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین امام المحققین حضرت سیدنا شمس الحق کوہستانی کی روحانی شہرت وکمال کے چرچے سنے جن کی توجہ شریف سے مرجھائی ہوئی جانیں التفات حاصل کرتی تھیں طلب حق اور تلاش مرشد میں چلتے چلتے حضرت کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔

پہلی صحبت وتوجہ شریف نے ایسا اثر کیا کہ حضرت مولانا شمس الحق کے ہو کے رہ گئے امام طریقہ خواجہ خواجگان نقشبندیہ فرماتے ہیں۔

اول ما آخر ہر منتہی　　　　آخر ما جیب تمنا تہی

ہماری ابتداء اوروں کی انتہاء ہے اور ہماری انتہادامن آرزو خالی کردیتی ہے۔

حضرت سے بیعت کی التجا کی جس پر آپ مبارک نے قبول فرمایا اور اپنی خدمت اقدس میں کچھ دن گزارنے کا اشارہ فرمایا روزانہ کی لاجواب توجہ شریف وہ رنگ لائی جس کی تمنا تھی حضرت نے بہت کم عرصہ میں تمام اسباق مکمل فرما کر درجہ کمال تک پہنچادیا.

ہر کجا چشمہ شیریں بود　　　　مردم ومرغ ومور گرد آئیند

اور باکمال بنا کراجازت تلقین وتوجہ بھی فرمادی.

دل سے تیری نگاہ جگر تک اُتر گئی　　　　دونوں کواک ادامیں رضامند کرگئی

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں دوسرے سلسلوں کی نسبت پیروی سنت نبوی ﷺ زیادہ ہے اور ترقی کا انحصار زیادہ تر اتباع سنت پر رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

marfat.com

اے محبوب فرما دیجئے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا (ال عمران ۳۱)

لہذا جو طریق سنت کی پیروی نہ کرے گا وہ ترقی سے محروم رہے گا حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں "طریقہ ما محرومی نیست ہر کہ از طریقہ ما رو گرداند خطرہ دین دررو چرا کہ این طریقہ بعینہ طریقہ صحابہ کبار است"

"ہمارے طریقہ میں کسی کو محرومی نہیں ہے جو کوئی طریقہ سے منہ پھیر لے وہ جان لے کہ دین کے خطرہ میں ہے کیونکہ یہ طریقہ بالکل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مطابق ہے.

اور کامل و مکمل استاد کی رہنمائی کے بغیر یہ منزل بہت دشوار ہے مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

کار بے استاد خواہی ساختن　　جاہلانہ جاں بخواہی باختن

اگر استاد کے بغیر کام بنانا چاہے تو کامیابی ممکن نہیں بلکہ جاہلوں کی طرح اپنی جان پر کھیلنا پڑے گا

حضرت خواجہ خواجگان حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ فرماتے ہیں.

نیست ممکن در رہ عشق اے پسر　　راہ برون بے دلیل راہبر

اے بیٹے راہ عشق میں یہ ممکن نہیں ہے کہ بغیر راہبر (پیر) راستہ پر چلا جا سکے.

مزید عارف رومیؒ فرماتے ہیں.

ھیچ چیزے خود بخود پیدا نہ شُد
ھیچ آھن خود بخود تیغ نہ شُد

کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی اور نہ کوئی لوہا خود بخود تلوار بنا

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریز نہ شد

marfat.com

مولوی اس وقت تک مولائے روم نہیں بن سکا جب تک وہ حضرت شمس تبریز کا غلام نہ بن گیا

مزید مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔ پیر را بگذیں کہ بے پیر ایں سفر

هست راه پر آفت و خوف وخطر

اپنے لئے پیرو مرشد پکڑ کیونکہ بغیر پیر کامل و مکمل کے یہ سفر نہایت پر آشوب اور خطرناک ہے.

دامن اُو گیر زورتر بے گماں تارہی از آفت آخر زماں

بلاشک وشبہ اس بندہ خاص کا دامن جلد از جلد پکڑ تاکہ تو اس آخری زمانہ کی آفتوں سے بچا رہے۔

حضرت شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا شمس الحق علیہ الرحمہ کی صحبت اور روحانیت سے پورا پورا فائدہ حاصل کیا اور ان کی خدمت میں درجہ کمال کو پہنچے آپ مبارک کے حالات و واقعات اکثر حضرت مولانا خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے ملتے جلتے ہیں اکثر آپ مبارک کی کیفیات انہی کیطرح ہیں لوگ نور ھدایت وخوشبو معطر اور معرفت کا حصول آپ کے وجود بابرکت سے حاصل کرتے ہیں آپ کے مرشد گرامی نے آپ کو نور معرفت سے ایسا پہچانا کہ آپ مبارک کی لیاقت استعداد و قابلیت نامہ کی بنا پر دوسرے پرانے اور کئی سالوں سے زیر تربیت احباب طریقت سے پہلے اور بہت کم عرصہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا جدا جدا ہے تیرا انداز دلربائی کا

حضرت شاہ رسول علیہ الرحمہ خلافت عطا ہونے کے واقعہ کو اس طرح خود بیان کرتے ہیں.
میں اور میرے کامل و مکمل مرشد علیہ الرحمۃ ایک سفر میں جا رہے تھے کہ آپ مبارک گھوڑے پر سوار تھے اور ہم دوسرے لوگ پیدل جا رہے تھے کہ آپ مبارک نے فرمایا ''اے ملا ذکر دیا کرو'' حالانکہ ابھی مولانا شاہ رسول علیہ الرحمۃ کے تمام اسباق مکمل نہیں ہوئے تھے۔

marfat.com

اس واقعہ سے آپ مبارک کی استعداد اور صلاحیتوں اور روحانی کمال اور مرشد کامل و مکمل کی خصوصی نظر عنایت کا واضح پتہ چلتا ہے۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اس کے بعد آپ نے منازل سلوک کو بہت جلد مکمل فرمایا اور آپ مبارک کے مرشد گرامی قدر نے سلوک و روحانیت کے تمام راستوں کو طے کروادیا جب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مکمل ہو گیا اور تمام اسباق بھی منزل مقصود تک پہنچ گئے تو حضرت مولانا شمس الحق علیہ الرحمۃ نے آپ مبارک کو تلقین و توجہ کی مکمل اجازت فرمادی مگر ارشاد خط ابھی تک تحریری عطا نہیں فرمایا تھا کہ سلطان اولیاء، قدوۃ السالکین شمس العارفین مولانا شمس الحق کوہستانی کا مورخہ 1350ھ کو انتقال ہو گیا تو حضرت کے اس جہان فانی سے رخصت ہونے کے بعد مولانا شاہ رسول علیہ الرحمۃ اپنے وطن تنگاب شریف میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور طلباء کو علوم ظاہری و باطنی کے ساتھ مزین کرنے لگے جو بھی آپ مبارک کی زیر تربیت رہ کر دونوں علوم کی فضیلت سے بہرہ ور ہوتا تو وہ کندن بن کر مدرسہ سے نکلتا اور جو سالک ذکر و بیعت کی سعادت حاصل کرتا تو وہ جذب و کمال حاصل کر کے دوسرے لوگوں کو بھی سیراب کرنے لگ جاتا اس طرح آپ مبارک کے مریدین اور مخلصین واحباب کی تعداد زور پکڑ گئی اور ایسا اضافہ شروع ہو گیا کہ ہر طرف ذکر و فکر وجد، حال و مستی شروع ہو گئی اس میں شک نہیں کہ جب آگ لگتی ہے تو دھواں ضرور اٹھتا ہے جیسے جیسے محبت کرنے والے بڑھتے گئے ساتھ ساتھ مخالفین کے دل بھی حسد کی آ گ سے بھڑکتے گئے آپ کے مریدین و سالکین کے جذب و حالات بہت عجیب تھے مستی حال و کیف اس طرح وارد تھا کہ جس طرف آپ کی نظر جاتی عاشقوں کو مرغ بسمل کی طرح تڑپاتی جاتی جب لوگوں کے سینے نگاہوں سے چرنے لگے تو حاسدوں نے شور شرابہ شروع کر دیا کیونکہ آپ اپنے مرشد گرامی سے تحریراً ارشاد خط حاصل نہیں کر سکے تھے۔اس وجہ سے اس

marfat.com

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کا ایمان افروز تذکرہ

تذکرہ مشائخ سیفیہ

ترجمہ و تالیف

محمد عرفان طریقتی قادری
چیف ایڈیٹر
ماہنامہ بہار اسلام لاہور

بہار اسلام پبلیکیشنز
1910/D-1 بلاک گجر پورہ
سکیم شیر شاہ روڈ لاہور
0333-0312-0322-4229760-0322-0313-4642506-0423-6844786

marfat.com

انجمن بہار اسلام کے زیر اہتمام

درس قرآن کریم

روزانہ بعد نماز فجر

جامع مسجد گلزار مدینہ D/1 بلاک گجر پورہ سکیم لاہور

marfat.com

آستانہ عالیہ غفاریہ مجددیہ

محفل ذکر و فکر

بروز ہفتہ
بعد نماز عشاء

زیر صدارت
پیر طریقت صاحبزادہ
توصیف النبی مجددی

محمد احمد سٹریٹ
(گیان سٹریٹ)
گوالمنڈی لاہور
0300-9454345

آستانہ عالیہ انوریہ سیفیہ

محفل ذکر و فکر

ہر انگریزی
مہینے کی پہلی پیر
بعد نماز عصر

زیر صدارت
پیر طریقت
صوفی محمد انور سیفی

مکان نمبر 17ای
سی۔جی۔ای کالونی
وحدت روڈ لاہور
0321-4153860

marfat.com

دینی خدمات میں اپنی مثال آپ

تنظیم المدارس (اہلسنت) سے الحاق شدہ

اہلسنت و جماعت کی عظیم دینی و روحانی درسگاہ

دارالعلوم جامعہ سیفیہ (رجسٹرڈ)

میں

برائے طلباء و طالبات

درس نظامی

کی کلاسز کا

داخلہ جاری ہے

ہمارا ماضی ہماری گواہی

قابل اور مخلص اساتذہ کی زیر نگرانی

تنظیم المدارس کے نصاب کے مطابق

درجہ

ثانویہ عامہ (میٹرک)

برائے طلباء بمعہ تعلیم عصری

تنظیم المدارس کے نصاب کے مطابق دو سالہ

عالمہ فاضلہ کورس

ایف۔اے

برائے طالبات

دو سالہ مکمل

ترجمہ قرآن کورس

برائے طالبات

منجانب

حافظ قاری محمد عرفان طریقتی قادری

0313-0322-4642506

تنظیم المدارس (اہلسنت) سے الحاق شدہ اسلامی تعلیمات کے فروغ واشاعت میں سرگرم عمل

دار العلوم
جامعہ سیفیہ رجسٹرڈ

داخلہ
جاری ہے

دو سالہ
عالمہ فاضلہ کورس
برائے طالبات

دو سالہ مکمل
ترجمہ قرآن کورس
برائے طالبات

دیگر شعبہ جات
حفظ القرآن
ناظرۃ القرآن
تعلیم عصری پرائمری تا میٹرک
بہار اسلام لائبریری
شارٹ کورسز

منجانب
ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی
سرپرست اعلیٰ، ناظم دار العلوم جامعہ سیفیہ رجسٹرڈ
1910 ڈی ون بلاک گجر پورہ سکیم شیر شاہ روڈ لاہور

marfat.com

سیفی کیپ ہاؤس

ہمارے ہاں ہر قسم کی اسلامی کتب
اور رسائل وٹوپی، عمامے، مسواک
،عطریات وغیرہ دستیاب ہیں

صوفی اصغر علی سیفی
0333-4783166

ماہنامہ بہار اسلام
کا تازہ شمارہ اور
بہار اسلام کی دیگر
مطبوعات
بھی دستیاب ہیں

مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف

marfat.com

بات کو وجہ بنا کر حضرت کو نشانہ بنایا گیا کہ آپ بے خلافت اور ارشاد خط کے بغیر پیری مریدی کرر ہے ہیں اس واقعہ کی خبر علاقہ کے افسر مجاز کو دی گئی کہ یہ مولوی بے سند پیری مریدی کرر ہا ہے اور اس کے مریدوں کی ان کیفیات سے اہلیان شہر پریشان ہیں یہ بات چلتے چلتے حضرت نور المشائخ قدس سرہ حضرات کابل تک پہنچی۔ حضرت کی عزت وکمال اور بزرگی دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ ظرف اور بصیرت سے نوازا تھا.

آپ نے مخالفین کی من گھڑت توہمات اور پروپیگنڈا دیکھا تو اپنے دست مبارک سے ارشاد خط تحریر فرما کر خدام کے ذریعے مولانا شاہ رسول علیہ الرحمۃ کو ارسال کیا مگر مخالفین ارشاد خط کی وجہ سے آپ کو پریشان نہیں کرر ہے تھے وہ تو آپ مبارک کی عزت وکمال سے پریشان تھے حضرت نے ارشاد خط قبول فرمایا اور حضرات نور المشائخ علیہ الرحمۃ کا شکریہ ادا کیا اور عرض کی کہ حضرت آپ کو جن حالات وواقعات کی خبر ہوئی ہے وہ حقیقت ہے یہ لوگ خود تو روحانیت وکمالات سے بے خبر ہیں ان کی اپنی توجہ میں یہ طاقت نہیں کہ کسی کو اپنی توجہ سے درجہ کمال تک عروج دے سکیں یہ لوگ صرف پریشان کرنے کے لیے ایسی باتوں میں گرفتار ہیں۔

اب اگر چہ ارشاد خط کا اعتراض ختم ہونا جانا چاہیے تھا مگر مخالفین اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور اسی طرح دشمنی اور مخالفت پر اترے رہے اور حسد کی آگ تھوڑی سی بھی سرد نہ ہوئی تو مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ نے سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے ہجرت فرمانے کا ارادہ فرمایا اور وطن چھوڑ کر طالقان کے علاقہ میں تشریف لے آئے اور یہاں علوم ظاہری وباطنی کے ارشاد کا کام زور وشور سے شروع فرمایا سلوک کی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاق نبوی ﷺ کی تربیت اور احباب طریقت کو منور فرماتے رہے اور درس وتدریس کو بھی ترک نہ فرمایا آخری عمر تک طالقان کی سرزمین پر آنیوالے عاشقین کی عشق ومحبت رسول ﷺ اور روحانی جسمانی تعلیمات اور دونوں علوم کی روشنی سے روحانی تربیت فرمائی اور باقی تمام عمر

marfat.com

کا حصہ اسی جگہ پر گزارا اور لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم و تربیت سے مستفیض ہوتے رہے۔

جیسا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں.

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند که برند از رہ پنہا محرم قافلہ را

حضرات نقشبندیہ عجیب قافلہ کے سالار ہیں کہ پوشیدہ طور پر اپنے طلبہ کو حرم میں لے جاتے ہیں

از دل سالک رہ جاذبہ محبت شاں می بردو سوسہ خلوت وفکر چلہ را

سالک کے دل سے ان کی محبت کی کشش خلوت کے خیال اور چلہ کی فکر کو مٹا دیتی ہے.

تو نقش نقش بنداں راچہ دانی تو شکل پیکر جاں راچہ دانی

تو نقش نقشبنداں کو کیا جانے تو جان کے جسم کی شکل کو کیا جانے۔

گیاہ سبزہ داند قدر باراں تو خشکی قدر باراں راچہ دانی

تو خشک ہے بارش کی قدر کیا جانے سبز گھاس بارش کی قدر جانتی ہے.

ہنوز از کفر ایمانت خبر نیست حقالقائے ایمان راچہ دانی

ابھی تجھے کفر وایمان کی ہی خبر نہیں ہے تو بھلا کمالات ایمان کو کیا جانے.

بالآخر 1360 ہجری جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے مقام امامت سے سرفراز فرمایا تو آپ سیدنا ومولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ نے اس دار فانی کو الوداع کہا.

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

marfat.com

☆قیوم زماں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ☆

عطار ہو رومی ہو سعدی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

تاریخ عالم شاہد ہے کہ ہر دور ہو زمانہ اور ہر صدی میں کوئی نہ کوئی ایسی ہستی ضرور ہوتی ہے جو اپنی نظیر آپ ہوتی ہے اور اس کے رخصت ہونے سے کبھی نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر چشم عالم اس جیسی ہستی کا مشاہدہ کرنے کیلئے عرصہ دراز تک انتظار کرتی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ان ہی دیدہ وروں میں سے ایک ہستی جن کی دید کو آج دنیا ترستی ہے فرید عصر صاحب خوارق و معارف عالم الوریٰ ولی کامل و مکمل محبوب ذات سبحانی مجاہد ملت اسلامیہ چراغ خانوادۂ ولایت فخر اہلسنت نائب تاجدار طالقان حضرت شاہ رسول طالقانی سیدنا و مولانا

marfat.com

محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف مولوی بزرگ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سمنگان میں ہوئی آپ پچیس برس کی عمر میں ظاہری علوم کے حصول کیلئے گھر سے نکلے اور تمام مروجہ علوم وفنون ایک سال اور دو ماہ میں مکمل فرمائے آپ قرآن کریم کی تلاوت کی طرح روزانہ بخاری کے پچیس چھبیس اوراق کی تلاوت فرماتے. طالب علمی کے دور میں کبھی کبھی آپ تگاب شریف نامی قریہ میں تشریف لے جاتے، وہاں فرید دوراں شیخ المشائخ حضرت مولانا سلطان تگابی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف تھا جو اپنے زمانے کے فرید عصر اور صاحب خوارق کثیرہ تھے، اور ان کی کئی کرامات بعداز وصال بھی مشہور تھیں اور مولانا صاحب مبارک اکثر ان کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سلطان محمد تگابی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام علوم مجھے عطا ہو گئے اور اس خواب کے بعد مجھ پر علوم معارف اور فنون کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ جس کتاب پر میں نظر کرتا تو اس کے مطالعے میں مجھے کوئی دقت محسوس نہ ہوتی اور میں کتاب کی تہہ تک پہنچ جاتا۔

در مدرسہ ہائے کشور غیب
تحصیل نمودہ علم لاریب

آپ مبارک کے علمی وادبی حلقوں میں مقام کو سمجھنے کیلئے آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے جنہیں حتی المقدور انداز میں قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ آپ مبارک نے، صرف ونحو کی تعلیم کا آغاز اپنے زمانہ کے بڑے بڑے قابل علماء سے کیا اور انہیں سے علوم کا اختتام ہوا یہاں تک کہ آپ آسمان علم وتحقیق کے آفتاب بن کر چمکے۔ آپ مبارک کو تلاوت کلام پاک سے از حد محبت تھی۔ آپ مبارک پانچ گھنٹوں میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت فرمالیتے۔ آپ قرآن پاک کے اٹھارہ پاروں کے حافظ تھے۔ جب تلاوت فرماتے تو

marfat.com

آنکھیں اشک بار ہو جاتیں۔ آپ نے صیام داؤدی کے مطابق روزے رکھے کیونکہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے پانچ سال روزے رکھے تھے۔

بیعت وذکر: آپ مبارک نے اپنے وقت کے عظیم المرتبت شیخ سلطان الاولیاء شمس العارفین سراج السالکین حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ذکر حاصل کیا۔ آپ نے بہت کم وقت میں اپنے شیخ کامل و مکمل کی صحبت میں رہ کر کمال حاصل کیا اور حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور خلفاء کرام میں بہت بلند مقام حاصل کیا۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی کے سلسلہ طریقت کو بہت عروج حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ بہاریں عطا فرمائیں۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
رہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

کوئی آدمی جب مولانا صاحب مبارک کی صحبت میں آبیٹھتا تو آپ مبارک کی کمال توجہ کی برکت سے بہت جلد مقام ولایت پر سرفراز ہو جاتا، گویہ کہ آپ مبارک کی محفل اولیاء کرام کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ اگر آپ مبارک کسی بھی عالم دین سے گفتگو فرماتے تو وہ عالم خود کو علوم سے عاری اور اپنے آپ کو محض عوام سمجھتا کیونکہ آپ مبارک دقائق اور معارف اکثر قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی نصوص سے بیان فرماتے تھے، اور سامعین تو حالت اضطراب میں رہ جاتے۔

کرامات: آپ مبارک صاحب خوارق و کرامات تھے، ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید اپنی کمزور بچی سمیت سیلاب کے پانی میں گر گیا، بے یار و مدد گار ہونے کی وجہ سے کبھی کسی پتھر

marfat.com

پر ہاتھ ڈالتا اور کبھی کسی جھاڑی پر۔ اچانک اس کے دل میں مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد موجزن ہوئی تو اس نے آپ مبارک کو پکارا، اس کے سامنے ایک ہاتھ برآمد ہوا جس نے انہیں خشکی پر پہنچا دیا۔

اسی طرح عبدالرزاق نامی شخص جو "بزکشی" (بزکشی ایک کھیل ہے جو افغانستان میں کھیلا جاتا ہے) کھیلتا تھا۔ دوران کھیل اچانک زین سمیت گھوڑے کی کمر سے پیٹ کی طرف پھسل کر لٹک گیا، اگر گر جاتا تو گھوڑے کے پاؤں تلے روندا جاتا۔ اس نے اس پریشانی کی حالت میں سرکار مولانا صاحب علیہ الرحمہ کو یاد کیا تو ایک غیبی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس کو زین سمیت اوپر کر دیا۔ جب یہ واقعہ عبدالرزاق نے مولانا صاحب مبارک کے مریدوں اور عقیدت مندوں سے ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی، کہ فلاں دن ہم نے حضرت مولانا صاحب مبارک کو "عبدالرزاق" "عبدالرزاق" فرماتے سنا تھا۔ اور ہم اس وقت حیران ہوئے کہ حضرت مولانا صاحب کس کو بلا رہے ہیں؟۔

ان کے علاوہ اور بہت سی کرامات ہیں جن کو یکجا کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب بنے گی۔

آپ مبارک لباس فاخرہ وعمدہ پہنتے تھے۔ خصوصاً آپ سیاہ اور سبز دستار پسند فرماتے تھے۔

از درون شد آشنا واز برون بیگانہ شد
کایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کامل ومکمل اشخاص کی تلاش میں مختلف مزاروں پر گئے اور مشائخ کبار علیہم الرحمہ سے ملاقاتیں کیں، مگر دل کو تسلی نہ ہوئی۔ جو چیز آپ مبارک کو قبلہ شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی تھی اس کا دوسری جگہ عشر عشیر بھی نظر نہ آیا۔ دل کی تمنا تھی کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ جیسا شخص دوبارہ

marfat.com

مل جائے اوراس سے فیض حاصل کر کے روحانیت کی پیاس مزید بجھائی جائے، مگرایسا کہیں نظر نہ آیا۔ایک بات قابل غور ہے کہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی اورسیدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن مدظلہما آپس میں پیر بھائی تھے۔مولانا صاحب مبارک نے سلاسل اربعہ کا مروجہ سلوک حضرت شاہ رسول طالقانی سے مکمل کیا تھامگرسرکاراخندزادہ مبارک مدظلہ ابھی ابتدائی سلوک میں تھے کہ حضرت شاہ رسول طالقانی کا انتقال ہوگیا۔اس وجہ سے سرکاراخندزادہ مبارک مدظلہ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ میں پانچ لطائف جاری ہوگئے تھے، مگر باقی سلاسل کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بھی تمام اسباق ومراقبات مکمل کیے۔

سرکاراخندزادہ مبارک تو شاہ صاحب کیانتقال کے بعد مولانا محمد ہاشم سمنگانی سے مل گئے مگر مولانا صاحب علیہ الرحمہ کوشاہ صاحب کے بعدایسا شخص نہیں ملا۔حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری چند سال طریقت وارشاد کا کام کیا، مگر ہر کس و ناکس کو آپ فوراً بیعت نہیں فرماتے تھےاورآنے والے سالک کوایک ہی نظر میں مکمل پڑھ لیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کاارشادگرامی ہے۔

اتقوا فراسة المومن فانه	مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ
ینظر بنو ر الله عزوجل	نور سے دیکھتا ہے۔

آپ کے خلفاء کرام: حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد تیس کے قریب تھی وہ خلافت عطا کرنے میں جلدی نہیں فرماتے تھےاوراسباق بھی وقت کے ساتھ تبدیل کرتے تھے۔آپ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بہت پُر اثر ہوا کرتی تھی، جو آتا اس میں گم ہو جاتا اوراس کا آپ کی صحبت سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔صرف وہ لوگ جو

marfat.com

دنیاوی نام ونمود کو پسند کرتے وہ آپ کی صحبت سے کچھ حاصل نہ کرتے۔

''قدر ایں می ندانی بخدا تا نہ چشی''

جب تک کسی چیز کو چکھا نہ جائے اس کا ذائقہ معلوم نہیں ہوتا۔

اکثر اوقات جس طرح لوگ عام مشائخ کبار کو تحفہ دیتے یا خدمت کرتے ہیں تو آپ کی بھی معتقدین خدمت کرتے تو آپ فوراً اسی وقت غرباء اور مساکین میں تقسیم فرمادیتے تھے۔آپ نے کبھی دنیا کی زیب وزینت کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دیا اور اسے کوڑی کے برابر بھی اہمیت نہ دی۔آپ کے قریبی احباب جانتے ہیں کہ آپ مبارک نے مال ودولت کو اپنے لئے کبھی بھی جمع نہیں فرمایا، بلکہ اکثر اوقات اسے غرباء ومساکین میں تقسیم فرمادیا۔میرے مرشد گرامی حضرت سیدنا اخندزادہ مبارک مدظلہ نے مال کی تقسیم کی بابت بہت عمدہ جملہ استعمال فرمایا کہ ''نا طمع ......نہ جمع......نہ منع'' کوئی لے آئے تو لالچ نہیں ۔آجائے تو جمع نہیں۔کیونکہ مال جمع کرنا فقر نہیں۔اور اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے تحفہ دیتا ہے تو سنت رسول ﷺ ہے کہ صدق دل سے اسے قبول کیا جائے اور اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کردیا جائے۔حضرت قیوم زماں سیدنا ومرشدنا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کا یہی طریقہ کار تھا۔ جیسا کہ میرے عالی مرتبت مرشد اخندزادہ مبارک مدظلہ کا عمل ہے کہ ہزاروں غرباء کی دادرسی فرماتے ہیں اور کئی خاندان آپ مبارک کی وجہ سے چل رہے ہیں۔اور آپ کے در اقدس کے نمک خوار ہیں۔ اور آپ کا آستانہ غریبوں،فقیروں اور مسکینوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔اس کے علاوہ آپ وہ دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ صبح وشام فی سبیل اللہ تقسیم فرمارہے ہیں جس سے لاکھوں دنیا سیراب ہورہی ہے اور آگے جاکر دنیا والوں کو مزید سیراب کررہی ہے۔

حضرت اخندزادہ مبارک مدظلہ کا سینہ مبارک جو مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت سے سیراب ہوا اور سرکار اخندزادہ مبارک نے اپنے اٹھارہ ہزار خلفاء کو سیراب کر

marfat.com

کے ایسی جماعت تیار کی ہے جس سے ایک جہاں فیض یاب ہو رہا ہے اور دن بدن اس سلسلے کو عروج واقع ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کو علوم معارف اور تصوف میں ایسی مہارت حاصل تھی کہ جو حقائق و معارف آپ کے پاس تھے وہ دوسرے ہم عصر علماء و مشائخ کو حاصل نہ تھے۔ خصوصاً آپ مبارک کو مکتوبات امام ربانی اور مثنوی شریف مولانا روم میں بہت مہارت حاصل تھی۔

وفات: آپ اکثر و بیشتر بیمار رہتے اور مختلف قسم کی بیماریاں اور امراض آپ کو لاحق تھے۔ مگر آنے والے سائل توجہ اور فیوض و برکات سے ضرور نوازے جاتے۔ جب آپ کی عمر 42 سال ہوئی تو تکالیف مزید بڑھ گئیں۔ آپ کو ٹی بی اور تپ دق کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ علاج کی غرض سے آپ پاکستان تشریف لائے مگر بقضائے الٰہی 9 شوال المکرم 1391 ہجری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ کے خلفائے کرام میں سے حضرت سیدنا و مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن المعروف پیر ارچی و خراسانی مدظلہ العالی ہیں جن کے بارے میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ نے خط میں تحریر فرمایا "مقبولہ مقبولی و مردودہ مردودی" (جو اِن کی نظر میں مقبول ہے وہ میری نزدیک بھی مقبول ہے اور جو ان کے نزدیک مردود ہے وہ میرے نزدیک بھی مردود ہے) ایک اور مکتوب میں فرمایا "ردیف کمالاتم" اور ساتھ شعر تحریر فرمائے جن کا مطلب ہے کہ تم میرا خط پڑھو تو گریہ وزاری کرو کیونکہ جس وقت میں نے خط تحریر کیا تھا تو میں بھی رویا تھا۔

لوگوں میرے دوست کو سلام پہنچا دَ

marfat.com

میری طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں

اولاد: آپ مبارک نے دوشادیاں فرمائیں پہلی شادی مرزا حضرت کی بیٹی کے ساتھ اور دوسری شادی حضرت اخندزادہ مبارک کے بڑے بھائی بادشاہ لالہ مولانا عبد الباسط علیہ الرحمہ کی بیٹی کے ساتھ۔ پہلی بیوی سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ اور دوسری بیوی سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی عطا فرمائی جس کا نام بی بی فاطمہ ہے۔ آپ اخندزادہ مبارک دامت برکاتہ کے بھائی کی نواسی ہیں اور ان کی والدہ اور مخدوم زادہ علامہ محمد سعید احمد حیدری جو سرکار مبارک کے بڑے بیٹے ہیں دونوں ہمشیر ہیں یعنی دودھ کے بہن بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے قبلہ حیدری صاحب مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر کے ماموں لگے اور اخندزادہ مبارک مدظلہ کی پہلی زوجہ کی تمام اولاد ان کی خالائیں اور ماموں ہوئے اس وجہ سے محترمہ بی بی فاطمہ، سرکار اخندزادہ مبارک کے گھر میں زیادہ جاتی ہیں۔

قیوم زماں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کا عرس ہر سال 9 شوال المکرم کو آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد لکھوڈیر میں بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

marfat.com

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پیرارچی خراسانی

نام ونسب: آپ کا نام ''سیف الرحمٰن'' اور آپ کے والد محترم کا اسم گرامی صوفی باصفا قاری سرفراز خان قادری رحمتہ اللہ علیہ تھا جبکہ مزید نسب نامہ کچھ یوں ہے۔

سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر بن محمد علی بن بابا نور علی۔

لقب: اس طریقہ عالیہ میں آپ کا لقب ''حضرت مبارک صاحب'' ہے مگر آپ اور بہت سے القابات سے بھی پہچانے جاتے تھے۔

ولادت باسعادت: ۔آپ کی ولادت باسعادت 1349ھ میں جلال آباد (افغانستان) سے 20 کلومیٹر دور جنوب کی جانب واقع ایک گاؤں کوٹ باباکلی میں ہوئی۔

بچپن: آپ بچپن سے ہی صاحب کشف ومشاہدہ تھے۔آپ خود فرماتے ہیں......

میں چھوٹے ہوتے، کون ومکان اور جنت ودوزخ کا مشاہد کیا کرتا تھا۔اور اللہ کی عجیب و غریب مخلوق جو دوسروں کی نظروں پوشیدہ ہوتی، میں دیکھا کرتا تھا۔(تاریخ اولیاء)

تعلیم وتربیت: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار قاری سرفراز خان صاحب سے

marfat.com

حاصل کی جو صوفیاءِ صافیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ اپنے وقت و دیار کے دیگر علماء ذی وقار سے بھی استفادہ کیا۔

تحصیل علم کیلئے سفر: شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں......

طلب کردن علم شد بر تو فرض

دگر واجب است از پیش قطع ارض

(اے مخاطب! تجھ پر علم حاصل کرنا فرض اور اس کی تحصیل کیلئے زمین کا سفر کرنا واجب ہے)

اس شعر کے مصداق آپ نے علوم وفنون میں ترقی پانے کیلئے مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ پاکستان کے علاقہ پشاور میں متعدد علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔ آپ کے اساتذہ میں سے چند ایک کے اسماء حسب ذیل ہیں......

1۔ شیخ القرآن مولانا محمد اسلام بابا صاحب

2۔ حضرت مولانا محمد آدم خان صاحب آماز وگڑھی

3۔ مولوی محمد اسلم صاحب

4۔ مولانا محمد حسین صاحب

5۔ حضرت مولانا محمد ولید صاحب

6۔ حضرت مولانا محمد عبدالباسط

7۔ مولنا سید عبداللہ شاہ صاحب وغیرہم

ان اساتذہ کے علاوہ دیگر ذی علم شخصیات سے صرف، نحو، تفسیر و اصول تفسیر، حدیث اور اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، تجوید و قرأت اور عقائد میں کامل دسترس حاصل کی۔ بالخصوص آپ کو فقہ حنفی اور اصول فقہ پر مکمل دستگاہ تھی۔ اس بات کا اندازہ آپ سے پوچھے گئے

marfat.com

سوالات کے جوابات پڑھ کر بخوبی ہو جاتا ہے۔

بیعت و ذکر: تحصیل علوم ظاہری کے بعد باطنی فیوض و برکات کیلئے آپ مردِ حق کی تلاش میں سرگرداں رہے حتیٰ کہ آپ کی ملاقات جامع معقول و منقول حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمہ سے ہوئی۔ حضرت مبارک صاحب ان کی شخصیت سے بے حد و شمار متاثر ہوئے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق شروع فرمائے۔

ابھی آپ لطیفۂ قلب پر تھے کہ 1381ھ میں مولانا طالقانی دارِ فانی کو الوداع کہہ گئے۔ تو آپ نے بقیہ منازلِ سلوک مولانا طالقانی کے بڑے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کے زیر سایہ مکمل کیں۔

حضرت مبارک صاحب اور محبت شیخ: حضرت اخندزادہ مبارک علیہ الرحمہ کو اپنے پیر و مرشد، حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی سے بے حد بہت تھی۔ جس کا اظہار وقتاً فوقتاً آپ کے افعال و اقوال سے ہوتا رہتا تھا۔ اس کی ایک بین دلیل یہ بھی ہے کہ 9 شوال کو مولانا ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کی یاد اور ایصال ثواب کیلئے عرس مقدس کا اہتمام حضرت مبارک خ ﷺ د بڑے ذوق و اہتمام سے کرتے ہیں۔

مرشد گرامی کی نظر التفات: حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اخندزادہ مبارک سے غایت درجہ محبت تھی اسی لئے انہوں نے سرکار اخندزادہ مبارک کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور اپنی زندگی میں ہی اپنے مریدین و متوسلین کو حضرت اخندزادہ مبارک کی پیروی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید فرمائی۔ ان احباب کی باہمی محبت اس سے بھی اجاگر ہو جاتی ہے کہ مولانا ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ نے یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ جو اخندزادہ سیف

marfat.com

الرحمٰن کو مقبول ہوگا وہ مجھے مقبول ہے اور جو ان کی طرف سے مردود ہوگا وہ میری جانب سے بھی مردود ہے عبارت کچھ اس طرح ہے۔

"مقبولہ مقبولی و مردودہ مردودی"

ازدواجی زندگی: حضرت اخندزادہ مبارک نے کل سات شادیاں کی۔ تاوقت وصال آپ کے عقد میں چار بیویاں تھیں۔

اولاد امجاد: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی طرح اولاد میں بھی آپ کو حظ وافر عطا فرمایا ہے۔ آپکی اولاد میں تیرہ 13 بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ بیٹیوں کے اسماء درج ذیل ہیں......

1۔ مولانا محمد سعید حیدری سیفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیفیہ

2۔ شیخ الحدیث مولانا محمد حمید جان سیفی

3۔ علامہ محمد احمد سعید المعروف یار جان سیفی

4۔ مولانا عبدالباقی سیفی

5۔ الحافظ القاری مولانا قاری محمد حبیب جان سیفی

6۔ الحافظ مولانا سید احمد حسین سیفی (والدہ کی جانب سے سید ہیں)

7۔ مولانا سید احمد حسن سیفی

8۔ سید محمد محسن (یہ تینوں ایک ہی بیوی سے ہیں جو سیدہ ہیں)

9۔ محمد سیف اللہ

10۔ محمد صفی اللہ

11۔ محمد نجیب اللہ

12۔ محمد حبیب اللہ

marfat.com

13۔ حسین اللہ

قطغن تشریف آوری: پہلی شادی کے 6 ماہ بعد آپ قطغن تشریف لے گئے اور لودین میں سکونت اختیار کی جو قندوز میں واقع ہے ۔ تین سال کا عرصہ وہاں گزارہ ۔ حکومت افغانستان کی طرف سے دشت ارچی میں آپ کو زمین دی گئی جہاں آپ نے مکان تعمیر کیا اور رہائش اختیار کی ۔ وہاں کی آبادی بڑھتی گئی اور بڑھتے بڑھتے ایک گاؤں صورت اختیار کر گئی ۔ وہاں آپ نے ایک مسجد تعمیر کی اور امامت وخطابت کے فرائض بخیر وخوبی انجام دینے لگے ۔

درس وتدریس: حضرت اخندزادہ مبارک نے اپنی عمر کا کافی حصہ درس وتدریس میں صرف فرمایا اور ساتھ ساتھ طریقت وارشاد کے کام کو بھی جاری رکھا اور آپ ایک اعلیٰ پائے کے معتبر عالم ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد میں علماء کرام کے مرجع ہوئے ۔ آپ کے علمی کمالات کی وجہ سے افغانستان وپاکستان کے طول وعرض میں شہرت تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ پشاور کے علاوہ ڈاگئی صوابی کے مشہور ومعروف عالم دین جو طالبان حکومت کی طرف سے شیخ الحدیث کی حیثیت سے مرکز کابل کے مرکزی جامعہ میں مقرر کئے گئے ، انہوں نے بھی اس زمانہ میں دشت ارچی میں حاضر ہوکر ذکر وبیعت کی سعادت حاصل کی ۔ اس سے حضرت صاحب کے علمی وروحانی قدکا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے ۔

آپ مبارک کا تقویٰ: ایک شیخ وعالم دین کا سب سے بڑا وصف اور کمال یہ ہے کہ وہ زہد وتقویٰ اور خشیت الٰہی کی دولت بے بہا سے مالا مال ہو ۔ حضرت علامہ پیر سیف الرحمٰن مبارک تقوی وپرہیزگاری میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ آپ مبارک کے تقویٰ کا اعتراف تو آپ مبارک کے پیر حضرت مُرشدنا قیوم زمان مولانا محمد ہاشم سمنگانی کو بھی تھا جس کی وجہ سے آپ اخندزادہ مبارک کو مصلیٰ ءِ امامت پر کھڑا فرماتے اور ان کی اقتداء پر فخر کرتے ۔

marfat.com

سرکار اخندزادہ مبارک جہاں علوم ومعارف میں یگانہ روزگار ہیں اور نابغہ عصر تھے اسی طرح اپنے وقت میں تقویٰ وطہارت کے کوہ عظیم تھے۔ہم نے ابھی تک آپ مبارک سے بڑھ کر زاہد وعابد متقی اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے ڈرنے اور خوف رکھنے والا نہیں دیکھا۔آپ اپنے وقت کے اصحاب تقویٰ وزہد کے امام تصور کیے جاتے تھے۔

مسائل میں استقامت : آپ مبارک کوئی موقف اختیار فرماتے ہیں تو جذباتی تخیلات کی بناپر نہیں اپنے پورے عالمانہ کمال وتحقیق کے بعد اختیار فرماتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے کہ کسی عالم دین یا شیخ زمانہ کو میرے قائم کیے ہوئے موقف سے اگر اختلاف ہو تو میرے ساتھ براہ راست گفتگو کرکے مجھے قائل کرے۔جس کسی کو میرے ساتھ علمی اختلاف ہے وہ ایک بار میرے پاس تو آئے میں قرآن وحدیث سے اپنے موقف کی وضاحت کروں گا

اوصاف کریمانہ: آپ اخندزادہ مبارک نہایت اخلاق،ملنسار اور متواضع شخصیت کے مالک تھے۔آفتاب ومہتاب عِلم وعرفاں ہونے کے باوجود عُجب،خود بینی اور ریاکاری سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے تھے۔سالکین سے نہایت سادگی اور بے تکلفی سے ملتے کہ آنے والا آپ کے اخلاق کریمہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا۔مزاج مبارک میں حیرت انگیز تحمل کہ عام سالک بھی بڑی بے تکلفی سے گفتگو کرسکے۔کیا مجال کہ آپ کی پیشانی پر شکن پڑ جائے اس کے باوجود آپ کے رعب ودبدبہ کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے علماء ومشائخ جب حاضری دیتے تو ڈر سے گفتگو نہ کرپاتے،مگر سرکار مبارک ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

آپ کے بیعت کرنے کا طریقہ: حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب کسی کو بیعت کرتے مندرجہ ذیل طریقہ کار اپناتے تھے۔

(1)......ایک بار سورۃ الفاتحہ اور تین بار سورۃ الاخلاص پڑھ کر اس کا ثواب سلسلہ نقشبندیہ کے

marfat.com

بزرگوں کو ایصال کرتے۔

(2)......مرید ہونے والے کے دونوں ہاتھوں کو مصافحہ کرنے کے انداز میں پکڑتے۔

(3)......کلمہ شہادت خود بھی پڑھتے اور مرید کو بھی حکم دیتے

(4)......اور پھر اس کے بعد ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر''

(5)......اس کے بعد ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم''

(6)......پھر کلمہ توحید ''لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو علیٰ کل شیٔ قدیر''

(7)......اس کے بعد تین بار استغفار'' استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ'' پڑھتے۔

(8)......ایمان مفصل اور ایمان مجمل پڑھتے اور پڑھاتے۔

(9)......پھر ''رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ورسولا''

(10)......اگر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کرنا ہو تو سیدھے ہاتھ کی انگلیاں (انگوٹھے کے علاوہ) مرید کے لطیفۂ قلب (جس کا مقام بائیں پستان کے دو انگشت نیچے ہے) پر رکھتے اور اپنی زبان سے تین بار ''اللہ، اللہ، اللہ'' پڑھتے اور پھر زبان بند کر کے دل سے ذکر شروع کرواتے اور اپنے خاص طریقہ سے توجہ فرماتے۔

(11)......اگر سلسلہ عالیہ، قادریہ، چشتیہ یا سہروردیہ میں بیعت کرتے تو حضور قلبی کے ساتھ ساتھ زبان سے اسباق اور کرکرنے کی تلقین فرماتے۔ اور ان سلاسل کے خاص لوازمات کی تعلیم دیتے۔

سرکار اخندزادہ مبارک کی خدمات: آپ مبارک کے علم وفضل وسیرت وکردار

marfat.com

اخلاق کے ساتھ ساتھ ایک پہلو آپ کی خدمت کا ہے۔آپ نے تقریباً ان تمام شعبہ جات میں خدمات انجام دیں جو کسی بھی باعمل عالم اور با تقویٰ مرشد و ہادی کیلئے ضروری ہوتے ہیں

علمی مرتبہ و مقام: کسی بھی صوفی کی صوفیت اور راہِ طریقت میں اس کی چال ڈھال کا صحیح اندازہ لگانے کیلئے مختلف زاویوں سے اس کی شخصیت کا مطالعہ ضروری ہے۔ان مختلف گوشوں میں سے ایک گوشہ ''علم وفقہ'' ہے۔جس سے اس کی فقہی بصیرت اور علمی لیاقت کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص کس حد تک قربِ الٰہی کی تحصیل کر سکتا ہے۔

''علم، انبیاء کی وراثت ہے'' اور کائنات میں انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر کسی شخص کو تقرب الٰہی کا حصول نہیں ۔لہذا ہر صوفی اور قربِ الٰہی پانے کے متمنی کیلئے انبیاء کی وراثت سے حصہ پانا از حد ضروری ہے۔جو شخص انبیاء کرام کی وراثت کو سنبھال نہیں پاتا اس سے امانت الٰہی اور قرب الٰہی کے حصول کی کیا توقع کی جا سکتی ۔ہے۔

اگر کوئی شخص علم وفقہ کو چھوڑ کر صوفی بننے کی سعی کرتا ہے تو اللہ کی محبت تو نہیں البتہ شیطان کی مسخریت اس کے حصے میں ضرور آجاتی ہے۔امام احمد رضا قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

''صوفی بے علم مسخرۂ شیطان است''

یعنی بے علم صوفی شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے

(فتاویٰ رضویہ)

یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ تحصیل علم کا مقصد قربِ الٰہی کا حصول ہے۔لہذا اگر کسی شخص کے علم نے اسے ذاتِ الٰہی کا قرب عطا نہ کیا تو بلاشبہ اس کی محنت اور علمی لیاقت رائیگاں جائے گی ۔لہذا صوفی بننے اور ذاتِ رب العلمین کا قرب پانے کیلئے فقہ وتصوف

marfat.com

دونوں از حد ضروری اور لازم و ملزوم ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان اس بات کی عکاسی کرتا ہے......

''من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن جمع بينهما فقد تحقق ''یعنی جو صوفی بنے مگر فقہ حاصل نہ کرے وہ زندیق ہے اور جو فقہ حاصل کرے مگر تصوف کی طرف مائل نہ ہو وہ فاسق ہے اور جس نے دونوں کو حاصل کیا اس نے حقیقت کو پالیا۔ (ایقاظ الھمم ص 6)

بلاشبہ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک علیہ الرحمہ اپنے دور کے نابغۂ عصر فقیہ اور بلند پایہ صوفی تھے۔ انہوں نے علم فقہ اور تصوف دونوں کو بدرجۂ کمال حاصل کیا۔ آپ کی تصوف کے بارے خدمات تو آفتابِ نصف النہار کی طرح واضح و روشن ہیں، مگر بہت سارے لوگ ان کی علمی لیاقت اور فقہی بصیرت سے لاعلم ہیں۔ حضرت مبارک کی علمی و فقہی خدمات پر ''بہار اسلام'' کے پلیٹ فارم سے تحقیقاتی مقالے جات ترتیب دیئے جا رہے جن کا مختصر تذکرہ ''غرض تالیف'' میں آچکا۔

تاہم حضرت مبارک صاحب کی علمی و فنی خصوصیات پر چند باتیں زینت قرطاس کرتا ہوں تاکہ ان کی علمی حیثیت سے کچھ نہ واقفیت ہو جائے۔

تفسیر قرآن میں آپ کی خدمات: تمام علوم کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ جو عالم اس کتاب لاریب کو سمجھ جاتا ہے اس کے تبحر علمی کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

حضرت اخندزادہ مبارک علیہ الرحمہ کی ذات کو اس حوالے سے دیکھا جائے تو آپ اپنے وقت کے مایہ ناز مفسر کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

ہماری معلومات کے مطابق 40 سے زائد تفاسیر پر آپ کے تشریحی و توضیحی حواشی موجود

marfat.com

ہیں جو کسی بھی راہِ تحقیق کے راہی کیلئے مشعلِ راہ ثابت ہوسکتے ہیں۔

علم حدیث میں گوہر افشانیاں: اشرف و اعلیٰ علوم میں سے ایک ''علم الحدیث الشریف'' بھی ہے۔ چونکہ اس علم کا تعلق ''سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ'' کے فرامین و افعال کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کی قدر و قیمت تمام علوم سے بڑھ کر ہے۔

100 سو سے زائد کتب احادیث پر ''حضرت اخندزادہ مبارک'' کی تعلیقات تحریر ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کی جودت ذہنی اور نقطہ آفرینی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور جو اس بات پر شاہد و عادل ہیں کہ حضرت اپنے دور کے عظیم محدث و شارح حدیث تھے۔

فقہ و اصول فقہ: تقریباً تیسری صدی ہجری میں باقاعدہ فقہ اور اصول فقہ کی تدوین کی گئی جسکا سہرا امام الائمہ حضرت سیدنا و امامنا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے سر پر ہے۔ دیگر ائمہ نے بھی اس علم میں خدمات سرانجام دی ہیں مگر فقہ و اصول میں وہ تمام حضرت امام صاحب کے ہی خوشہ چین ہیں۔

حضرت اخندزادہ مبارک کے دو سو 200 سے زائد مکتوبات آپکی فقہی بصارت پر دال ہیں۔ ان میں سے چند ایک مکاتیب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔

''عورتوں کیلئے دعوت و ارشاد جائز ہے نہیں'' ''مسئلہ حلق شوارب (مونچھوں کو پست کرنے کے بارے تحقیقی مواد)'' ''وجد و تواجد کے بارے فتویٰ'' وغیرہم۔ ان کے علاوہ متعدد مکاتیب کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ جو آپکی فقہی بصیرت پر دال ہے۔

جو بندہ ''مسئلہ حلق شوارب'' کی ابتدائی گفتگو ہی پڑھ لے وہ آپکی فقہ اور خصوصاً ''فقہ حنفی'' پر گہری نظر کا معترف ہو جاتا ہے۔

علم صرف و نحو پر نظر اور شریعت و طریقت: ''لولا السنتان لهلك النعمان''

marfat.com

یعنی اگر دو سال (جو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبت میں گزارے) نہ ہوتے تو نعمان (امام ابوحنیفہ) ہلاک ہو جاتا۔ یہ جملہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

اس میں ''اَلسَّنَتَانِ'' عربی لغت کے اعتبار سے ''اَلسَّنَۃُ'' کا تثنیہ ہے جس کا معنی ہے ''دو سال''۔ (اسکا مفہوم اوپر ترجمہ سے واضح ہو رہا ہے۔)

حضرت اخندزادہ مبارک اس کا ایک اور معنی بیان فرماتے ہیں کہ ''السنتان'' میں سین پر رفع (پیش) اور نون مشدد ہے (اَلسُّنَّتَانَ)۔ اب اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ......

''اگر دو سنتیں نہ ہوتی تو نعمان ہلاک ہو جاتا'' ایک سنت سے مراد ''شریعت'' اور دوسری سے مراد ''طریقت'' ہے۔

اس سے آپ مبارک کی ذہانت وفطانت کا اندازہ لگایا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

''حب الوطن من الایمان'' سے نقطہ آفرینی: حضرت اخندزادہ مبارک خود فرماتے ہیں کہ......

میں حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ارچی میں تھا کہ آپ نے یہ حدیث شرفے پڑھی ''حب الوطن من الایمان'' (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے) اور فارسی کا یہ مصرعہ پڑھا

تو مکانی اصل تو در لامکان

مولانا صاحب نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا......

وطن سے مراد اصل روح ہے جو کہ عرش کے فوق عالم امر میں ہے۔ جہاں سے روح انسان کے جسم میں آئی ہے۔ (لہذا اس مقام سے محبت کرنا ''وطن سے محبت'' کرنا ہے۔)

حضرت اخندزادہ مبارک فرماتے ہیں کہ مجھ پر کشف ہوا کہ اس وطن سے مراد وہ وطن جس میں

marfat.com

دیدارِ خداوندی ہوتا ہے۔اس مراد جنت ہے۔ چنانچہ جب میں نے یہ بیان کیا تو مولانا صاحب نے مجھے ڈانٹا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ میری تربیت صحیح ہو کیونکہ میں نے حدیث شریف کی تشریح مولانا صاحب کی تشریح کے خلاف کی تھی۔

اس کے بعد مولانا ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی کوئی غرض و حاجت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے اور انکو جنت و دوزخ کی کوئی پرواہ نہیں۔اس پر میں نے عرض کیا بے شک لوگوں کے تین مراتب ہیں......

1۔عوام 2۔خواص 3۔اخص الخواص

پس عوام جنت کی آرزو اور خواہش کرتے ہیں کیونکہ وہ عشرت و آرام کی جگہ ہے۔ اور جو خواص ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق ہوتے ہیں اور جنت و دوزخ کی کوئی پروا نہیں کرتے۔اور اخص الخواص کی طلب جنت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دیدار کی جگہ ہے۔اور وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور دیدار سے محرومی کی جگہ ہے۔پس میں نے جو تشریح بیان کی ہے وہ اخص الخواص کے مقام کے لائق ہے اور یہ کہ اولیاء اللہ کا جنت و دوزخ کی پرواہ نہ کرنا خواص کا درجہ ہے اس لئے میری اور آپ کی تاویل میں کوئی اختلاف نہیں۔(ملخصاً ہدایۃ السالکین فی رد المنکرین ص417)

حضرت مبارک صاحب کے علمی گوشوں میں سے چند ایک گوشے آپ کے سامنے پیش کیے گئے ہیں جن سے آپ کے پایہ علمی کا اندازہ لگا مشکل نہیں رہا۔تاہم ان خدمات پر تحقیق کا کام جاری ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ''انجمن بہار اسلام'' کو اس مقصد میں بامراد فرمائے۔

کرامات: کسی بھی ولی کی سب سے بڑی کرامت شریعت مطہرہ پر سختی سے عمل پیرا ہونا

marfat.com

ہے۔ ''الاستقامۃ فوق الکرامۃ'' (استقامت کا درجہ کرامت سے بلند ہے) کے مصداق حضرت اخندزادہ مبارک کی ہستی عمل بالشریعۃ اور تمسک بالسنۃ کی بنیاد پر صاحب استقامت و کرامت بزرگ تھے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ کرامت اولیاء کا حیض ہے اس معنی میں کہ جس طرح خواتین اپنی اس کیفیت و حالت کو چھپاتی ہیں اور کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں اسی طرح اولیاء اللہ بھی کرامات کو چھپاتے ہیں اور ان کے ظہور سے اعتنا برتتے ہیں۔

تاہم حضرت مبارک سے بہت سی خوارقِ عادات (کرامات) کا ظہور بھی ہوا۔ جن کی تفصیلی بحث کے لئے درجنوں صفحات درکار ہیں اور وقت کی کثرت بھی۔ ذوق طبع کی خاطر ایک آدھ واقعہ نظر نواز ہے۔

نظر کیمیا اثر: حضرت علامہ پیر سیف الرحمٰن خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی نظر عطا فرمائی تھی کہ جس پر پڑ جاتی اس کے شب و روز میں صوفیانہ تغیر آجاتا ہے۔ سرکار مبارک کے چہیتے خلیفہ پیر مفتی عابد حسین سیفی صاحب فرماتے ہیں کہ اتفاق کی بات تھی میں آپ مبارک کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کسی شخص کو توجہ فرما رہے تھے مگر وہ کیفیت روکنے کی پوری کوشش میں تھا کیونکہ وہ ایک نامور ڈاکٹر تھا اور اپنے آپ کو ان مجذوبوں میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا یا ان کی چیخ و پکار و حال و مستی کی کیفیت میں اپنے آپ کو ڈالنے سے گریزاں تھا۔ جب اس کیفیت کو وہ نہ روک سکا اور ان مجذوبوں کی طرح خود بھی اس حال میں مست ہوا تو اس کا جملہ ابھی تک مجھے یاد ہے کہ ''آج سائنس فیل ہوگئی ہے'' اور اسی جملے کو بار بار دہراتا تھا جب اسے ہوش آیا تو میں نے کہا یہ کیفیت دوبارہ چاہو گے؟ یا دوبارہ یہاں آؤ گے؟ تو کہنے لگا میٹھا شربت پینے سے پہلے اس کا ذائقہ کون بتا سکتا ہے اب تو چاہتا ہوں کہ پوری زندگی آستانہ کی خدمت گزاری میں صرف کردوں۔

marfat.com

جبین نیاز جھک گئی: بانی بہار اسلام ابوالرضا محمد عباس سیفی صاحب کی زبانی یہ واقعہ بھی حضرت مبارک صاحب کی کرامات میں سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ......

قریب قریب انیس یا بیس سال قبل کی بات ہے جب مجھے بیعت ہوئے ایک دو سال ہی گزرے تھے کہ حضرت مبارک صاحب کی خدمت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا جس کی کمر میں کوئی مسئلہ تھا اور وہ نماز پڑھتے ہوئے رکوع وسجود کی لذت کو نہیں پا سکتا تھا۔ 10 سال کا عرصہ اس نے اسی مشقت و پریشانی میں گزارہ۔ بڑی جگھوں سے دم درود کروایا مگر افاقہ نہ ہو سکا اور رکوع وسجود کی لذت سے آشنائی نہ ہو پائی۔ جب حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہِ فیض آیا اور اپنا مسئلہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا...... ''نماز پڑھو''۔

آپ کے اس فرمان اثر نشان کی برکت ہی تھی کہ جب اس نے نماز ادا کی تو نہ تو رکوع کرنے میں کوئی دقت ہوئی اور نہ ہی سجدے میں کسی قسم کی پریشانی سامنے آئی۔ اور اس آدمی کی جبین نیاز جو 10 سال سے بارگاہِ ایزدی میں جھکنے سے ترس رہی تھی آشنائے لذتِ سجود ہو گئی۔

وفات حسرت آیات: موت ایسی تلخ حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں، نہ جانے کتنوں کو یہ ہر روز یتیم کرتی ہے اور کتنوں کتنوں کو بے اولاد، کتنی سہاگنیں اس کی آمد پر اپنے سہاگ کا ماتم کرتی ہیں اور کتنی ماؤں کے کلیجے کٹ جاتے ہیں۔ موت...... بہت سے لوگ اس کی کڑی نگاہون سے بچنا چاہتے ہیں مگر راہ نہیں پاتے۔

ہاں! مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنکے پاس موت ''سعادت'' پانے کیلئے آتی ہے۔ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی بلا شک وریب ایسی ہی محترم ہستیوں میں ہوتا تھا جن کی قدم بوسی موت کیلئے راحت کا سامان ہے۔ موت شاید اسی

marfat.com

لئے لوگوں کے کوسنے اور بددعائیں (جو وہ اپنے کسی پیارے کی موت پر اسے سناتے ہیں) برداشت کرلیتی ہے کہ چلو کبھی کبھی اللہ کے پیاروں کی قدم بوسی بھی تو ہو ہی جاتی ہے۔

حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا واقعہ بڑا ایمان افروز ہے جسے آپ کے صاحبزادے مولانا احمد سعید یار جان صاحب نے بیان فرمایا ہے جو اس رات آپ کے ساتھ خدمت پر مامور تھے۔آپ فرماتے ہیں......

حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمہ کی بیماری کے باعث ہم (صاحبزادگان) میں سے کوئی نہ کوئی روزانہ ان کے ساتھ ہوتا تاکہ رات کے وقت کوئی حاجت ہو نپٹائی جاسکے۔

آپ مبارک کے وصال کی رات میری ڈیوٹی تھی۔ جب آپ بستر پر تشریف لائے تو فرمایا ''امشب بسیار گراں است و معلوم میشود کہ شاید امشب ،شب سفر و رفتن است'' آج کی رات بہت بھاری ہے معلوم ہوتا ہے کہ آج سفر کرنے اور جانے کی رات ہے۔ یہ جملہ آپ نے متعدد بار دہرایا اور پھر مجھے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے راضی ہوں۔تم مجھے معاف کردو میں عرض کیا کہ میں نے آپ کو معاف کیا آپ نے بھی فرمایا کہ میں نے بھی تمہیں معاف کیا۔ پھر رات ایک بجے تقریباً آپ نے تین پیالی چائے نوش کی اور پشتو کا ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ''اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے جہانِ ثانی میں چلے جانا ہے۔ موت کا نعرہ ہر وقت یاد ہونا چاہئے'' پھر فرمایا مجھے نیند آرہی ہے اور آپ سو گئے۔

رات تقریباً پونے دو بجے 1:45 آپ نے اپنے دونوں بازو اچانک اوپر کی طرف بلند کردیئے، میں جلدی سے اٹھا اور آپ کو سہارا دیا ان کا سر میرے سینے پر تھا، آپ کی جانکنی کا عالم تھا۔آپ نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کردیا اور اشارے سے مجھے بھی حکم فرمایا تو میں بھی کلمہ شریف پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔ پھر آپ نے اپنا منہ اور آنکھیں بند کیں اور چہرہ قبلہ کی طرف کرکے جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

marfat.com

گھر کے ہر فرد کیلئے نہایت ضروری | جماعت کے اندھیروں میں بہار اسلام کا ترجمان | سیاست و فرقہ پرستی سے پاک مجلہ

ماہنامہ

بہار اسلام

لاہور

جس میں ہے......

تفہیم قرآن کا اچھوتا انداز

بہار قرآن

احادیث مصطفی ﷺ کی عام فہم تشریح

بہار حدیث

فقہی مسائل کے انسائیکلوپیڈیا نور الایضاح کی بہترین شرح

بہار فقہ

ایک ایسا موضوع جس پر ماضی میں کوئی کتاب نہ لکھی گئی

انوکھی عبادات

مکتوبات مجدد الف ثانی کی آسان تشریح اردو تاریخ میں پہلی بار

شرح مکتوبات امام ربانی

تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہلسنت کا زبردست کردار و تعارف

عروس بزرگان دین

مسائل فقہیہ سمجھنے کا جدید انداز

فقہی پہیلیاں

اس کے علاوہ اور بہت کچھ جو کسی بھی علم دوست انسان کیلئے نہایت ضروری ہے

ابھی اور
اسی وقت
سالانہ
ممبرشپ
حاصل کیجئے

دوستوں کو تحفے میں پیش کیجئے | خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی دعوت دیجئے | ہر اسلامی مہینے کے پہلے عشرے میں اشاعت

خواتین و بچوں کیلئے خصوصی مضامین | زر معاونت فی شمارہ 15 روپے سالانہ 200 روپے | دفتر 1910 / D-1 گجر پورہ سکیم شیر شاہ روڈ لاہور

منجانب انجمن بہار اسلام لاہور

0333 / 0312 4229760
mam_saifi@yahoo.com
0322 / 0313 4642506
h_atiab@yahoo.com

بہار اسلام کا بہار افزاء تحفہ

حضرت اخندزادہ مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و واقعات اور 150 سے زائد تصاویر پر مشتمل تاریخی دستاویز

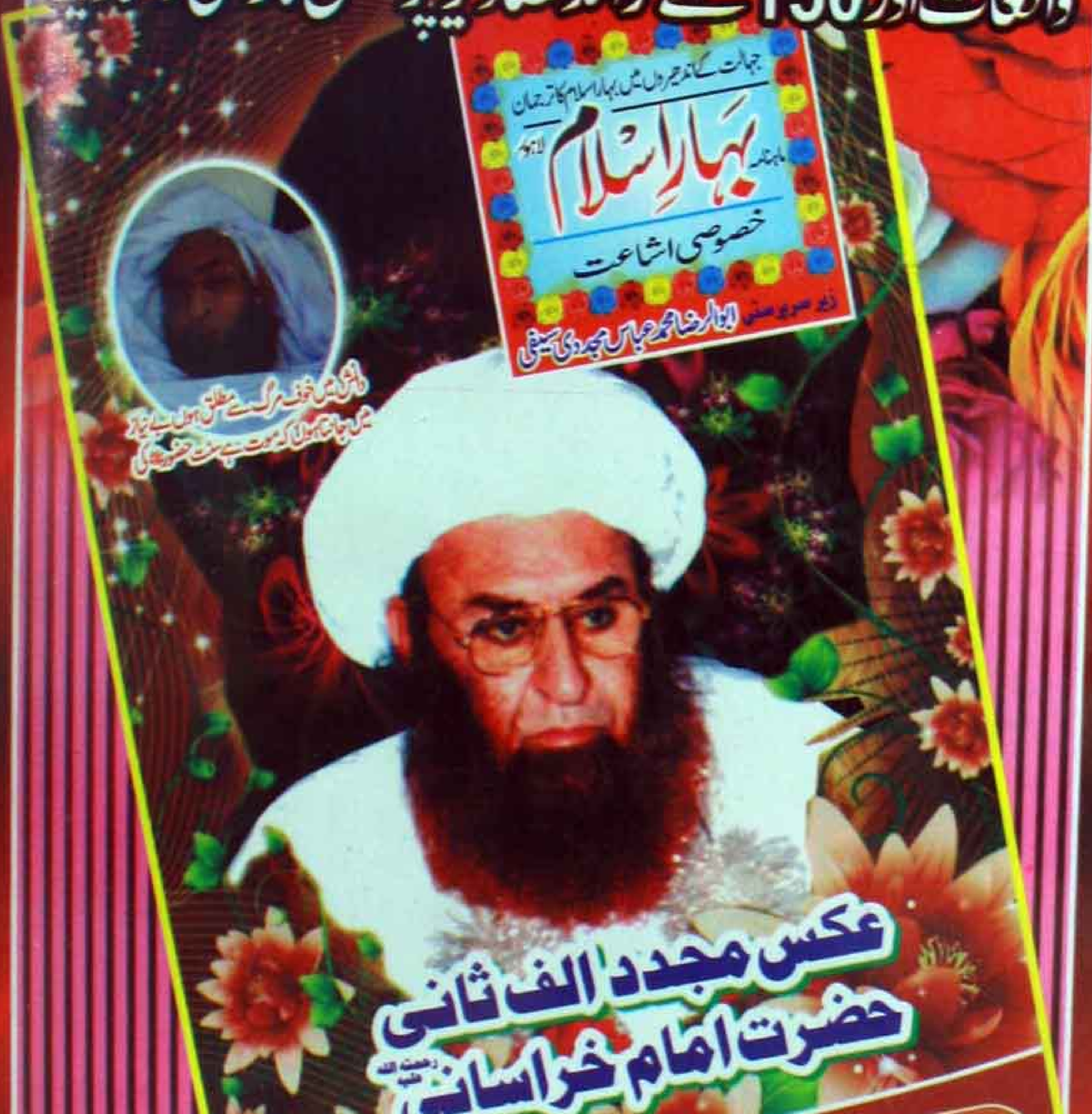

بہار اسلام پبلیکیشنز

1910 ڈی ون بلاک گجر پورہ سکیم لاہور

0322-0333-4229760

0322-0313-4642506